ترجمانُ الاسلام و مفسرِ قرآن

ڈاکٹر ذاکر نائیک

کے مشہور اور فیصلہ کن

مناظرے

FREE CD GIFT

مترجم / ایڈیٹر:

رفان احمد خان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ترجمان الاسلام و مفسرِ قرآن

ڈاکٹر ذاکر نائیک

کے مشہور اور فیصلہ کن

مناظرے

"میرے بچے (ڈاکٹر ذاکر نائیک) جو کچھ تم نے صرف 4 سال میں حاصل کرلیا، اسے حاصل کرنے میں میرے 40 برس صرف ہوئے" (شیخ احمد دیدات)

ترجمانُ الاسلام ومُفسرِ قرآن

ڈاکٹر ذاکر نائیک

کے مشہور اور فیصلہ کن

مناظرے

ڈاکٹر ذاکر نائیک

مترجم وایڈیٹر: عرفان احمد خان

ایان پبلشرز

AYAAN PUBLISHERS

زبیدہ سنٹر اردو بازار لاہور

042-7361306

"اے رب! میرے علم میں اضافہ فرما"

ہماری کتابیں، معیاری کتابیں، پیاری کتابیں

اشاعت — 2007ء

ڈیزائن — عاطف اقبال

کمپوزنگ — عبدالقادر 0322-8492144

مطبع — نوید حفیظ پرنٹرز، لاہور

قیمت — -/325روپے

دعا پبلی کیشنز

ہیڈ آفس: 25 سی لوئر مال لاہور۔ فون: 042-7325418

شوروم: الحمد مارکیٹ اُردو بازار لاہور۔ فون: 042-7233585

فہرست

مختصر سوانحی خاکہ

نام:

ڈاکٹر ذاکر عبدالکریم نائیک

تاریخ پیدائش:

18، اکتوبر، 1965ء

جائے پیدائش:

ممبئی (بھارت)

پتہ:

اسلامک ریسرچ فاؤنڈیشن

56/58 تندل سٹریٹ (شمالی) دونگری،

بمبئی 009-400، ہندوستان

فون نمبر:

0091-22-23736875 (چھ لائنیں)

فیکس:

0091-22-23730689

ای میل:

zakir@irf.net

آفیشل ویب سائٹس:

www.irf.net

www.drzakirnaik.com

پیشہ:

اسلامی دعوۃ (اشاعت اسلام)

صدر اسلامک ریسرچ فاؤنڈیشن بھارت

چیئرمین آئی آر ایف ایجوکیشن ٹرسٹ ممبئی بھارت

صدر اسلامک ڈائمنشنز بھارت

مقام تعلیم:

سینٹ پیٹرز ہائی سکول ممبئی

کرشن چند چلے رام کالج ممبئی

ٹوپی والا نیشنل میڈیکل کالج نیئر ہسپتال ممبئی

یونیورسٹی ڈگری:

ایم بی بی ایس ''ممبئی یونیورسٹی''

چند مشہور مطبوعات:

1- اسلام پر چالیس اعتراضات اور ان کے مدلل جوابات

2- قرآن اور جدید سائنس

3- تصور خدا، بڑے مذاہب کی روشنی میں

4- اسلام اور دہشت گردی

5- اسلام میں عورتوں کے حقوق

6- القرآن ''کیا یہ سمجھ کے پڑھا جائے؟''

7- کیا قرآن اللہ کا کلام ہے؟

ہاٹ لائن

انسانی زندگی ارتقاء سے عبارت ہے۔ ہر نیا دن ایک نیا تجربہ ہے۔ ہر انسان دوسرے انسان سے کسی نہ کسی لحاظ سے نا صرف منفرد ہے بلکہ اس کے دنیا میں آنے کا مقصد بھی انفرادیت رکھتا ہے۔ زندگی کی اس اسٹیج پر ہر انسان اپنا اپنا کردار (مختصر یا طویل) ادا کر کے چلا جاتا ہے۔ بعض انسان ایسے بھی ہوتے ہیں جو دنیاوی طور پر تو ہمارے درمیان چھ، سات عشرے ہی گزارتے ہیں لیکن ان کا کام صدیوں پر بھاری ہوتا ہے اور اس سے نسلیں فائدہ اٹھاتی ہیں۔ ایسا کام جو نسلوں کی اُداسی دور کرتا ہے اور انہیں متحرک کرتا چلا جاتا ہے کہ حرکت ہی زندگی ہے۔ اپنے پاکستان میں مجھے جس شخصیت نے روحانی سطح پر متاثر کیا اس کا نام واصف علی واصف ہے لیکن اپنے ہمسایہ ملک ہندوستان سے جو شخصیت مجھے حیران کن حد تک متاثر کر پائی اس کا نام ڈاکٹر ذاکر نائیک ہے۔ یہ وہ نام ہے جس نے مسلمانوں کا نام اس زوال کے دور میں عالمی سطح پر بلند کیا۔ لوگ صرف قرآن حفظ کرتے ہیں تو خود کو جانے کیا کچھ سمجھنے لگتے ہیں جبکہ ڈاکٹر ذاکر نائیک تو مذاہب عالم کے حافظ ہیں بلکہ انہیں تو مذاہب عالم کا چلتا پھرتا انسائیکلو پیڈیا تک قرار دیا جا سکتا ہے۔ ڈاکٹر ذاکر نائیک پاکستانی سیاست کی اہم ترین شخصیات میں سے ایک ذوالفقار علی بھٹو کی طرح فوٹوگرافک میموری کے مالک ہیں۔ بھٹو کے ساتھی بتاتے ہیں کہ وزارت خارجہ کے دور میں وہ کوئی فائل اس طرح طلب کرتے تھے کہ وہ فائل فلاں الماری کے فلاں خانے میں پڑی ہے۔ جس پر میں نے فلاں تاریخ کو فلاں حکم دیا تھا۔ ڈاکٹر ذاکر نائیک بھی اسی طرح تمام بڑے مذاہب کی اساسی کتب کا ذکر پورے حوالہ جات کے ساتھ کرتے ہیں۔ یہ اور بات کہ اب ہر علم اپنے اپنے میدان میں اس قدر وسعت اختیار کر گیا ہے کہ اس کا کسی ایک دماغ میں سما جانا ممکن نہیں رہا۔ روئے ارض پر یہ اعزاز صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی کو حاصل ہوا جن کا دعویٰ تھا کہ مجھ سے پوچھو جو بھی پوچھنا چاہتے ہو۔ جن کے بارے میں خود رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ“ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دعویٰ آج سے 1400 سو سال قبل بالکل درست اور مبنی بر حقیقت تھا۔ اس زمانے کا تمام علم واقعی اُن کے پاس تھا لیکن آج ہر شعبے کا علم جو بے پناہ ترقی کر گیا ہے اس کی روشنی میں خدائی یا نبوت کا دعویٰ تو

دور کی بات کوئی ذی شعور، ذی عقل یہ دعویٰ بھی ہرگز نہیں کر سکتا کہ وہ کسی بھی ایک شعبے کے حوالے سے مکمل علم رکھتا ہے۔ علم تو ایسی طاقت ہے کہ جتنی بھی کسی کو حاصل ہوتی ہے اسی قدر وہ اس کی کمی محسوس کرتا ہے اور اسے جاننے کیلئے ایک زندگی کم محسوس ہونے لگتی ہے۔ ڈاکٹر ذاکر نائیک کو خدا کا زندہ معجزہ اور ایک انمول تحفہ سمجھنا بے جا نہ ہوگا جس نے اسے چھوٹی سی عمر میں اتنی بزرگی اور برتری عطا کی۔ انسان کی دسترس میں موجود تمام علمی اور فنی سرمایہ خدا کی صفات میں سے چند کی ایک ادنیٰ سی جھلک کے علاوہ کچھ نہیں انسان بے شک چاند تک جا پہنچا ہے۔ مریخ تک جانے کی سوچ رہا ہے بلکہ اس سے بھی آگے جانے کی آرزو رکھتا ہے لیکن پھر بھی وہ اپنی حدود سے باہر نہیں جا سکتا۔ بحیثیت انسان وہ ہر حال میں محدود ہی رہیگا۔ اس کے امکان سے پرے نہ جانے کتنی دنیائیں موجود ہیں لیکن وہ چاہنے کے باوجود وہاں تک اس لیے نہیں جا سکتا کہ خدا نے اسے کچھ خاص حدود کا پابند کر رکھا ہے جنہیں عبور کرنا اس کے بس کا کام نہیں ڈاکٹر صاحب نے تن تنہا اپنی ذات میں وہ کارنامے سرانجام دیئے ہیں جن کی توقع کسی حکومت سے رکھی جاتی ہے کروڑوں، اربوں روپے کے اخراجات کرنے کے بعد۔ لیکن ڈاکٹر ذاکر نائیک کو خدا نے وہ قوت عطا کی ہے جس سے وہ لوگوں کے اذہان کی تبدیلی کا عمل کسی ساحر کی طرح سرانجام دیتے ہیں۔

ڈاکٹر ذاکر نائیک آئینہ ہیں اُس جاہل مُلا کیلئے جو اپنا معاشی رشتہ مسجد سے طے کر لینے کے بعد خود کو خدا کا داماد سمجھنے لگتا ہے۔ جو ہر نئی سائنسی ایجاد کی مخالفت کرنا جزو ایمان تصور کرتا ہے۔ لاؤڈ اسپیکر کی آواز جسے مُلا نے آغاز میں شیطان کی آواز قرار دیا آج اس کے بغیر مُلا خود کو مفلوج اور ادھورا سمجھتا ہے۔

ٹی وی کے حوالے سے بھی ملاؤں کی اکثریت کا یہی رویہ رہا ہے لیکن ڈاکٹر ذاکر نائیک نے اسی ٹی وی کی بدولت پوری دنیا میں اپنے مداح پیدا کیے۔ لوگوں کے اذہان کی مثبت سمت میں تبدیلی کا عمل سرانجام دینے کے ساتھ ساتھ بہت سوں کو دائرہ اسلام میں داخل بھی کیا۔ نعرہ بازی کے بغیر اور کوئی نیا فرقہ بنائے بغیر ورنہ مسلمانوں میں ''پگڑی گروپ'' اس قدر رواج پا چکا ہے اور بازاروں میں مختلف فرقوں کی اتنی رنگ برنگ پگڑیاں دکھائی دینے لگی ہیں کہ کپڑا مارکیٹ میں پگڑی کسی اور رنگ میں رنگنے کی گنجائش ہی باقی نہیں رہی۔ اب مقابلہ پرہیزگاری اور انسان دوستی کا نہیں بلکہ پگڑی کے رنگوں کا ہے۔ ڈاکٹر ذاکر نائیک کفارہ ہیں خودکش حملوں سے بہتری لانے کی امید رکھنے والے خوش فہم ملاؤں کا۔

بے عملی کا شکار مسلمانوں میں ڈاکٹر ذاکر نائیک جیسے باعمل باشعور مسلمان کا پیدا ہو جانا ایک معجزہ نہیں تو اور کیا ہے؟ جو مخالفین اسلام کے ہر سوال کا جواب پوری دیانتداری اور دلیل کے ساتھ دیتا ہے اور انہیں مطمئن کرنے کی اپنی طرف سے ہر ممکن کوشش کرتا ہے۔ ہدایت تو ظاہر ہے اُسے ہی ملتی ہے جس کے نصیب میں خدا نے لکھی ہے لیکن ڈاکٹر ذاکر نائیک ایسے لوگوں کیلئے ایک وسیلہ ضرور ثابت ہو رہے ہیں۔ اُن کے خطبات اور مناظروں سے متاثر ہو کر اسلام قبول کرنے والوں کی تعداد میں ہر آنے والا دن اضافہ کرتا چلا جا رہا ہے۔ ڈاکٹر ذاکر نائیک مسلمانوں کو مزید تفریق سے بچاتے ہوئے ایک شعوری نکتے پر اکٹھا کرنے کی

کوششوں میں کامیاب ہورہے ہیں۔ ان کی یہ کامیابیاں سطحی نہیں۔ بڑی گہری اور ٹھوس ہیں وہ اپنی بات اپنے سامع کے دل اور اس کی روح تک پہنچانے کی طاقت رکھتے ہیں اور انہیں دل جیتنے کا فن اللہ کی طرف سے ودیعت کیا گیا ہے۔

کہنے کو تو ڈاکٹر ذاکر نائیک کے حوالے سے بہت کچھ کہا جا سکتا ہے۔ لیکن سو باتوں کی ایک بات ڈاکٹر ذاکر نائیک وہ عالم ہیں جنہوں نے مغرب کو اسلام کے حوالے سے مثبت انداز میں سوچنے پر مجبور کر دیا ہے۔

خدا ہم سب کو ڈاکٹر ذاکر نائیک جیسا باعمل مسلمان بنائے۔ آمین!

نیاز مند

عرفان احمد خان

بینک کالونی، سمن آباد، لاہور 54500 پاکستان

0332-4822090

قرآن اور بائبل

سائنس کی روشنی میں

(حصہ اوّل)

جناب ڈاکٹر ذاکر نائیک اور کرسچن سکالر ڈاکٹر ولیم کیمبل کے

مابین تاریخی اہمیت کا مناظرہ

تعارفی خطاب

میزبان: سیّد سہیل احمد:

اعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم...... بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

جناب ڈاکٹر ولیم کیمبل صاحب، جناب ڈاکٹر ذاکر نائیک صاحب، جناب مزاقس صاحب، جناب ڈاکٹر جمال بدوی صاحب، جناب ڈاکٹر سیموئیل نعمان صاحب اور جناب سام شمعون صاحب، مہمانانِ گرامی قدر، خواتین وحضرات، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!!

منتظمین، اسلامک سرکل آف نارتھ امریکہ (ICNA) کی نمائندگی کرتے ہوئے میں آپ سب کو اس عدیم المثال اجتماع کے موقع خوش آمدید کہتا ہوں آج کے مناظرے کا موضوع سخن ہے "قرآن اور بائبل، سائنس کی روشنی میں"

جناب ڈاکٹر کیمبل صاحب، جناب ڈاکٹر ذاکر نائیک صاحب اور ادارہ اسلامک سرکل آف نارتھ امریکہ کی نمائندگی کا اعادہ کرتے ہوئے عرض گزار ہوں کہ یہ مذاکرہ دوستی، خیر سگالی اور ایک دوسرے کے نقطۂ نظر کو سمجھنے کی غرض سے منعقد کیا جا رہا ہے۔ ادارہ (ICNA) کی سرگرمیوں کا مختصر سا تعارف حسب ذیل ہے:

ادارہ ہذا کے مقاصد ہیں: مسلمانوں کو تحریک دینا کہ وہ بنی نوع انسان کے حوالے سے اپنے فرائض ادا کریں نیز تعلیم وتربیت کے ایسے مواقع فراہم کرنا جو علومِ اسلامیہ میں اضافے اور تعمیرِ کردار کا باعث بنیں۔ ICNA غیر اخلاق اقدار اور ہر قسم کے ظلم وستم اور جبر کی روک تھام کیلئے بھی متحرک ہے۔ معاشی اور سماجی انصاف کے لیے کی جانے والی کوششوں کی تائید وحمایت کرتا ہے۔ معاشرے کی شہری آزادیوں کا تحفظ، انسانیت کے ربط کی تقویت تمام ضرورت مندوں کی خدمت کے ذریعے خواہ وہ دنیا کے کسی بھی خطے سے تعلق رکھتے ہوں بالخصوص شمالی امریکہ کے قرب وجوار کا خطہ اولین ترجیح کا حامل ہے۔ آج کے عدیم المثال مذاکرے کے لیے دو سرکردہ ثالث جناب محمد نائیک صاحب جو کہ جناب ڈاکٹر ذاکر نائیک صاحب کی

نمائندگی کرر ہے ہیں اور جناب ڈاکٹر سیموئیل نعمان صاحب جو کہ جناب ڈاکٹر ولیم کیمبل صاحب کی نمائندگی کرر ہے ہیں۔ یہ میری ذمہ داری ہے کہ اس مذاکرے کے انعقاد کو منصفانہ اور نظم وضبط کا پابند رکھنے کے لیے ہر ممکن کوشش کروں۔ اس لیے تمام مقررین اور حاضرین وسامعین سے گزارش ہے کہ مذاکرے کی افادیت کے لیے آداب مجلس کا خاص خیال رکھیں اس کے ساتھ ہی میں جناب ڈاکٹر سیموئیل نعمان صاحب سے گزارش کرونگا کہ وہ تشریف لائیں اور جناب ڈاکٹر ولیم کیمبل صاحب کا تعارف پیش کریں۔ السلام علیکم!!

قسیموئیل نعمان:

شکریہ! برادر سبیل احمد

آج شام آپ کی معیت میرے لیے نہایت نہایت مسرت واعزاز کی حامل ہے اور سب سے پہلے میں اپنی اور عیسائی بہن بھائیوں کی طرف سے ICNA اور اس عدیم الشال اجتماع کے مقامی منتظمین کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ انہوں نے ایک عظیم فریضہ بہت محنت سے ادا کیا ہے اور اب ہم اس اجتماع کی مقصدیت کی طرف توجہ مبذول کرتے ہیں۔

ڈاکٹر ولیم کیمبل نے اپنی طبی خدمات Cleveland Ohio کی Casewestren Reserve University میں سرانجام دیں۔ انہوں نے بیس سال مراکش میں کام کیا جہاں انہوں نے عربی زبان سیکھی۔ تیونس میں 7 سال گزارنے کے بعد انہوں نے Dr.Maurice Bucaille کے جواب میں اپنی کتاب لکھی۔ وہ ایک راسخ العقیدہ عیسائی ہیں جو ہر ایک کو بائبل کی تعلیمات بیان کرنا پسند کرتے ہیں۔ 74 سال کی عمر میں جبکہ وہ 10 عدد پوتے پوتیوں اور نواسے نواسیوں کے جدِ امجد بن چکے تھے اپنے کام سے ریٹائر ہوئے۔ ہم آج شام ان کی یہاں موجودگی کے لیے حقیقی معنوں میں مسرت اور شکرگزاری کا اظہار کرتے ہیں۔ شکریہ!

ڈاکٹر محمد نائیک (ثالث):

اسلامک ریسرچ فاؤنڈیشن کی جانب سے میں ڈاکٹر محمد نائیک، آپ سب کے درمیان ڈاکٹر ذاکر نائیک جیسی عظیم ہستی کی موجودگی پر مسرت کا اظہار کرتا ہوں۔ اس عدیم الشال موقع پر اپنی حاضری پر مسرور ہوں اور خاص کر ڈاکٹر ولیم کیمبل، ڈاکٹر جمال بدوی اور ڈاکٹر مزاقس جیسے علماء اور اپنے نسبتی رفیق کار برادر ڈاکٹر سیموئیل نعمان کی موجودگی میرے لیے مسرت وشادمانی کا باعث ہے۔ میں برادر سیموئیل کی اور اپنی نمائندگی کرتے ہوئے مذاکرات کی ترتیب اور طریقہ کار پیش کر رہا ہوں۔

ہمارے دونوں مقررین کے طے کردہ متفقہ اور منصفانہ طریق کار کے مطابق پہلے ڈاکٹر ولیم کیمبل 55 منٹ دورانیے کا خطاب ''قرآن اور بائبل سائنس کی روشنی میں'' کے موضوع پر کریں گے۔ ان کے بعد ڈاکٹر ذاکر نائیک اس موضوع پر 55 منٹ دورانیے کا خطاب کرینگے اس کے بعد جوابی دور ہوگا جس میں پہلے ڈاکٹر

کیمبل 25 منٹ دورانیے کا خطاب ڈاکٹر ذاکر نائیک کے پیش کردہ افکار کی روشنی میں کرینگے۔اس کے بعد ڈاکٹر ذاکر بھی 25 منٹ دورانیے کا خطاب ڈاکٹر کیمبل کے پیش کرینگے۔آخر میں سوال وجواب کی دعوت عام ہوگی جس میں سامعین یکے بعد دیگرے دونوں مقررین سے سوال کرسکیں گے۔ مائیکروفون پر سوالات موصول ہونے کے بعد ہم سامعین کی نشستوں کے درمیانی راستوں میں موجود رضا کاروں کے ذریعے انڈیکس کارڈ پر لکھے سوالوں کی اجازت دینگے جن کا انتخاب رابطہ کار اور مشیر ہر مقرر کے لیے کریں گے۔ خواتین وحضرات!اب آپ سے خطاب کرنے کے لیے ڈاکٹر ولیم کیمبل تشریف لارہے ہیں۔

ڈاکٹر ولیم کیمبل:

ڈاکٹر نائیک کو خوش آمدید جو یقیناً بہت دور سے تشریف لائے ہیں۔ سہیل احمد، محمد نائیک اور انتظامیہ کمیٹی کو بھی خوش آمدید۔اس مذاکرے کو ''حتمی'' کہنا ایک طرح سے مبالغہ آرائی ہوگا۔لیکن یہ ایک عمدہ قسم کی محفل ہے اور سامعین آپ کو بھی خوش آمدید۔

میں خالقِ عظیم خداوند یہوداہ کے نام سے بھی تہنیت پیش کرونگا۔جو ہم پر نہایت مہربان ہے۔ میں گفتگو کا آغاز الفاظ کی ماہیت ومعنی سے کرنا چاہتا ہوں۔آج شام ہم بائبل اور قرآن کے الفاظ کے بارے میں بات کرینگے۔جدید علم لسانیات کے ماہرین ہمیں بتاتے ہیں ''ایک لفظ،ایک جزو یا جملہ وہی معنی رکھتا ہے جو بولنے والے کے ذہن میں ہوتے ہیں اور جو سننے والے شخص یا مجمع کے ذہن میں سماتے ہیں'' قرآن کے حوالے سے کہیں گے کہ جو معنی حضرت محمد ﷺ یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام یا ان کے سامعین کے نزدیک تھے۔ اس امر کی تحقیق کے لیے ہمارے پاس الفاظ کے من جملہ استعمال کا سیاق وسباق بائبل اور قرآن میں موجود ہے۔علاوہ ازیں اس صدی کی شاعری اور خطوط بھی موجود ہیں بائبل کے لیے پہلی صدی عیسوی اور قرآن کے لیے پہلی صدی ہجری معین ہیں۔اگر ہم حق کے متلاشی ہیں تو ہمیں نئے نئے معانی نہیں اخذ کرنے چاہئیں۔ یہاں دروغِ مصلحت آمیز کی گنجائش نہیں ہے۔جو بات میں کررہا ہوں اس کی ایک مثال پیش خدمت ہے۔

ہم پہلا سلائیڈ دیکھتے ہیں (سکرین کی طرف اشارہ) اس میں 2 ڈکشنریوں کا ذکر ہے جو میرے گھر میں موجود ہیں۔ایک 1951ء کی طبع شدہ ہے اور دوسری 1991ء کی۔دونوں ڈکشنریوں میں 'Pig' کا پہلا معنی...... ایک جوان نر یا مادہ سور ہے جو کہ یکساں ہے۔دوسرا معنی...... 'کوئی سور، جنگلی یا پالتو سور' یکساں ہے۔تیسرا معنی...... 'سور کا گوشت' 'Pork' یکساں ہے۔ایسا شخص جو بسیار خور (پیٹو) ہو اور اس کے بعد پگھلی ہوئی دھات کو Pig iron بنانے کیلئے ایک گڑھے میں ڈالنا بھی یکساں ہیں۔لیکن یہاں (جدید ڈکشنری میں) ایک نیا معنی ہے 'ایک پولیس آفیسر' ہم پولیس آفیسرز کو (روزمرہ بول چال میں) 'Pigs' کہتے ہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے...... تورات میں کہا گیا ہے کہ تم سور نہیں کھاسکتے۔اب اگر میں اس سے مراد یہ لوں کہ 'تم پولیس آفیسرز نہیں کھاسکتے' تو یقیناً غلط ہوگا۔قرآن میں اللہ نے کہا ہے 'تم خنزیر نہیں کھاسکتے' کیا میں اس کا

ترجمہ یہ کرسکتا ہوں کہ 'تم پولیس آفیسرز نہیں کھا سکتے؟' نہیں! یہ غلط ہوگا اور درحقیقت جھوٹ پر مبنی ہوگا۔ حضرت محمد ﷺ کی مراد "پولیس آفیسرز" ہرگز نہ تھے۔ نہ ہی موسیٰ علیہ السلام کی مراد پولیس آفیسرز تھے ہمیں نئے معانی اختراع نہیں کرنے چاہئیں ہمیں وہی معنی اختیار کرنے چاہئیں جو کہ پہلی صدی عیسوی میں بائبل کے لیے اور پہلی صدی ہجری میں قرآن کیلئے اختیار کیے گئے تھے۔

آئیں دیکھیں قرآن علمِ جنین کے بارے میں کیا کہتا ہے۔ معذرت خواہ ہوں کہ میں کچھ غلط کہہ گیا۔ یہ کہا گیا ہے کہ جنین کا مختلف مرحلوں سے گزرنے کا تخیل جدید دور کا ہے اور قرآن نے مختلف مراحل کی عکاسی کر کے جدید علم جنین کی پیش بینی کی ہے۔ اپنے کتابچے بعنوان "انسانی جنین کی نمایاں خصوصیات" میں ڈاکٹر کیتھ مور نے دعویٰ کیا ہے کہ رحمِ مادر میں جنین کے ارتقاء کے مراحل کی وضاحت 15 ویں صدی عیسوی سے پہلے نہیں کی گئی۔ ہم اس دعوے کا وزن قرآن میں مستعمل عربی الفاظ کے معانی پر غور وفکر کے ذریعے کرینگے اور ثانیاً، نزول قرآن کے عہد اور ماقبل کے تاریخی شواہد کی روشنی میں کرینگے۔

ہم لفظ "علقہ" کی حامل آیات سے آغاز کرینگے۔ عربی لفظ "علقہ" (واحد) یا "علق" (جمع) 6 مرتبہ مستعمل ہوا ہے۔ سورہ القیامتہ، سورۃ نمبر 75 آیت نمبر 37 تا 39 میں ہم پڑھتے ہیں "کیا انسان ایک قطرۂ مادۂ منویہ نہ تھا جو رحمِ مادر میں ٹپکایا گیا؟" پھر علقہ (لوتھڑا) بنا اور اللہ نے شکل وصورت ترتیب دی اور دو طرح کا یعنی اور مذکر اور مونث پیدا کیا۔ سورہ المومن سورۃ نمبر 40 آیت نمبر 67 میں بیان کیا گیا ہے۔...... "وہی ہے جس نے تمہیں خاک سے پیدا کیا، ایک قطرۂ مادۂ منویہ سے، پھر (جمے ہوئے خون کا) ایک لوتھڑا (علقہ) بنایا اور پھر تمہیں ایک بچے کی شکل میں پیدا کیا پھر تا کہ تم اپنی جوانی کو پہنچو پھر تا کہ تم بوڑھے ہو جاؤ اور تم میں سے (کوئی وہ ہے) جو فوت ہو جاتا ہے اس سے قبل اور تا کہ تم سب وقت مقررہ کو پہنچو تا کہ شاید تم (اپنی حقیقت کو سمجھ پاؤ)" سورہ الحج سورۃ نمبر 22 آیت نمبر 5 میں بیان ہے اے بنی نوع انسان! اگر تمہیں مرنے کے بعد دوبارہ (حشر کے دن) زندہ کر دیئے جانے کے بارے میں شک ہے تو غور کرو کہ ہم نے تمہیں خاک سے پیدا کیا ہے، پھر مادۂ افزائش کے ایک قطرے سے، پھر (جمے ہوئے خون کے) ایک لوتھڑے "علقہ" سے، پھر انسانی گوشت کی ایک چھوٹی سی ڈھیری سے، ہر طرح کی (شکل وصورت اور) جسامت دی۔ اور آخری تذکرہ سورہ المومنون سورۃ نمبر 23 آیت نمبر 12 تا 14 میں یوں ہے...... "فی الواقع، ہم نے انسان کو گیلی مٹی سے تخلیق کیا، پھر اسے افزائش نسل کے بیج کی طرح ایک محفوظ مقام پر رکھا، پھر ہم نے جمے ہوئے خون کے لوتھڑے "علقہ" اور پھر لوتھڑے سے گوشت کی ڈھیری اور پھر گوشت کی ڈھیری میں ہڈیاں بنائیں اور ہڈیوں پر گوشت چڑھایا۔ تب ہم نے اسے تخلیق نو عطا کی" (سورۃ المومنون آیت نمبر 12 سے 14)

قرآن کے مطابق جنین کے ارتقاء کے مراحل یہ ہیں...... نطفہ (Sperm)، علقہ (Clot)، مضغہ (Pice of Meat) عظام (Bones) اور پانچواں مرحلہ ہڈیوں پر گوشت کا چڑھایا جانا۔ گزشتہ ایک سو سال سے زائد عرصہ سے اس لفظ "علقہ" کا ترجمہ اس طرح کیا جاتا رہا ہے۔ 10 معانی موجود ہیں لیکن میں

سب کا تذکرہ نہیں کرونگا۔ 3 معانی فرانسیسی زبان میں ہیں جمے ہوئے خون کے لوتھڑے کے معنی میں۔ 5 معانی انگلش میں ہیں جہاں ان کا ترجمہ جمے ہوئے خون کا لوتھڑا یا جونک جیسا جما ہوا خون کا ٹکڑا۔ ایک معنی انڈونیشیا کی زبان میں ''جمے ہوئے خون کی ڈلی'' یا خون کا ٹکڑا اور آخری معنی فارسی زبان میں ہے ''خون کا ٹکڑا'' ہر وہ قاری جس نے تخلیقِ انسانی کے بارے میں مطالعہ کیا ہے جانتا ہے کہ جنین کے ارتقاء کے مراحل میں Clot (علقہ) کا وجود نہیں ہے۔ اس لیے یہ ایک بہت بڑا سائنسی مسئلہ ہے۔ لغت میں یہ ایک لفظ ہے اور علقہ جو کہ واحد مونث ہے اس کے معنی خون کا ٹکڑا یا جونک ہیں۔ شمالی افریقہ میں 'علقہ' کے یہ دونوں معنی عصر حاضر میں بھی مستعمل ہیں۔ میرے پاس بہت سے مریض آئے جنہوں نے اپنے گلے سے Clot کے اخراج کے لیے کہا اور بہت سی خواتین میرے پاس آئیں جنہیں خونِ حیض جاری نہ ہونے کی شکایت تھی۔ جب میں انہیں یہ کہتا ہوں کہ ''معذرت خواہ ہوں کہ میں آپ کے خونِ حیض جاری کرنے کی دوا نہیں دے سکتا اس لیے کہ میرا گمان ہے کہ آپ امید سے ہیں'' تو وہ کہتی ہیں "Mazaaltem" یعنی فی الحال تو خون ہی ہے۔ پس وہ اس قرآنی مفہوم سے آگاہ ہوتی تھیں۔

آخر میں ہم پہلی وحی کی آیات پر غور کریں گے جو حضرت محمد ﷺ پر مکہ میں نازل ہوئیں۔ یہ آیات 96 ویں سورہ میں پائی جاتی ہیں جس کا نام علق (Clot) ہے۔ یہی وہ لفظ ہے جو 96 ویں سورہ کی پہلی اور دوسری آیت میں اس طرح مذکور ہے...... ''منادی کرو اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا انسان کو جمے ہوئے خون کے ٹکڑے سے تخلیق کیا'' یہاں یہ لفظ صیغۂ جمع کے طور پر آیا ہے۔ ایسی صورت میں یہ لفظ دوسرے معانی بھی دے سکتا ہے کیونکہ 'علق'، لفظ ''علقہ'' سے ہی ماخوذ اسم فعل ہے۔ اس فعل بالعموم انگلش کے 'dejerant' سے مطابقت رکھتا ہے جیسا کہ ایک طرح سے "Swimming is Fun" (تیرا کی تفریح ہے) اس لیے ہم یہ توقع کر سکتے ہیں کہ اس کے معانی معلق، ملحق یا چسپاں بھی ہو سکتے ہیں۔ لیکن مذکورہ بالا 10 مترجم سبھی نے یہاں بھی خون کا ٹکڑا یا جما ہوا خون ہی اس آیت میں بھی مراد لیے ہیں۔ مترجمین کی تعداد یا قابلیت کے باوجود جنہوں نے لفظ 'Clot' مراد لیا ہے، فرانس کے Dr. Maurice Bucaille نے ان کے لیے تنقیدی لفظ استعمال کیے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں ''ایک متجسس قاری کے لیے اس سے زیادہ گمراہ کن بات اور کیا ہوگی کہ ایک بار پھر لغت کا مسئلہ درپیش ہے'' تراجم کی اکثریت نے مثال کے طور پر تخلیق انسان کو خون کے ٹکڑے (Clot) ہی سے قرار دیا ہے۔ اس طرح کا بیان اس شعبے کے ماہر سائنس دانوں کے لیے قطعاً ناقابل قبول ہے اس بات سے ظاہر ہوتا ہے کہ لسانی اور سائنسی علوم میں ربط کی اہمیت کتنی زیادہ ہے بالخصوص جب قرآن کے تخلیق انسانی کے بارے میں بیان کے معنی کو سمجھنا ہو۔ دوسرے لفظوں میں Dr.Bucaille یہ کہہ رہے ہیں ''مجھ سے پہلے کسی نے قرآن کا ترجمہ صحیح طور پر نہیں کیا'' Dr.Brucaille کے خیال میں اس کا ترجمہ کیسے کیا جانا چاہیے؟ وہ تجویز کرتے ہیں کہ لفظ 'علقہ' کا ترجمہ Clot کی بجائے 'چپکنے والی چیز' کرنا چاہیے جو جنین کے رحم میں آنول نال کے ذریعے منسلک ہونے کو ظاہر کرے گی۔ لیکن جیسا کہ وہ تمام خواتین جو

حاملہ رہ چکی ہیں آگاہ ہیں کہ چپکنے والی چیز اس لیے چپکنا نہیں چھوڑتی کہ جگالی کیا ہوا گوشت بن جائے۔ یہ اپنی اسی خاصیت کے ساتھ آنول نال کے ذریعے ساڑھے 8 ماہ تک منسلک رہتی ہے۔ ثالثاً یہ آیات بیان کرتی ہیں...... ''جگالی کیا ہوا گوشت ہڈیاں بن جاتا ہے اور پھر ہڈیاں گوشت پوست یا عضلات سے ڈھانپ دی جاتی ہیں'' ان آیات سے یہ تاثر ملتا ہے کہ پہلے استخوانی ڈھانچہ بنتا ہے اور بعد ازاں عضلات سے ملبوس ہوتا ہے اور Dr.Bucaille بخوبی جانتے ہیں کہ یہ درست نہیں۔ عضلات اور ہڈیوں کی ابتدائی نرم ساخت بیک وقت Solmite سے بننا شروع ہوتی ہے۔ آٹھویں ہفتے کے آخر میں کیلشیم سے پختگی کے صرف چند ایک مراکز ہی کام کا آغاز کرتے ہیں تاہم جنین اس سے پہلے عضلاتی حرکت کے قابل ہو جاتا ہے۔

اپنے ایک ذاتی خط میں Dr.T.W. Sadler جو کہ علم تشریح الاعضا برائے جنین کے ایسوسی ایٹ پروفیسر اور "Langman's Medical Embryology" کے منصف ہیں، بتاتے ہیں استقرار حمل کے 8 ہفتے بعد پسلیاں نازک حالت میں موجود ہوں گی لیکن پختہ ہڈیوں کی صورت میں نہ ہونگی اور عضلات موجود ہونگے اور عین اسی دوران پختگی کے عمل کا آغاز بھی ہوگا۔ 8 ہفتے بعد عضلات کسی قدر حرکت کے قابل ہوں گے۔

دو گواہوں کی موجودگی ہمیشہ بہتری کی حامل ہوتی ہے۔ پس ہم جائزہ لینگے کہ ڈاکٹر کیتھ مور اپنی کتاب ''ارتقائے انسانی'' میں ہڈیوں اور عضلات کے ارتقاء کے بارے میں کیا کہتے ہیں۔ باب 15 اور 17 سے اخذ کردہ معلومات حسب ذیل ہیں: استخوانی نظامِ حیاتیات سے بنتا ہے۔ اعضاء کے عضلات تخلیق اعضاء کے ابتدائی مرحلے سے ہی بننا شروع ہو جاتے ہیں جو کہ اسی جسمانی حیاتیات سے ماخوذ ہوتے ہیں۔ یہ چیز ہم اس سلائیڈ میں دیکھ سکتے ہیں۔ شاید اسے واضح طور پر دیکھنا مشکل ہو لیکن عضو کی ابتدائی شکل موجود ہے۔ اور اس کے علاوہ ہڈی کی ابتدائی نرم ساخت کچھ عضلات کے ساتھ موجود ہے۔ یہاں قدرے زیادہ نرم ہڈی دکھائی دے رہی ہے اور یہ مکمل اکائی ہے۔ ہڈیاں اپنی ساخت اختیار کر رہی ہیں لیکن فی الحال یہ نرم آغاز ہے۔ انہیں ہڈیاں نہیں کہا جا سکتا۔ دوسری سلائیڈ سے واضح ہوتا ہے کہ یہ عمل کیسے سرانجام پاتا ہے۔ اس کی شکل ہڈی جیسی ہے لیکن تا حال یہ نرم آغاز ہے انہیں ہڈیاں نہیں کہا جا سکتا۔ بعد ازاں اس کے ساتھ کچھ کیلشیم جمع ہونے لگتا ہے تب اس میں کچھ سختی آنے لگتی ہے اور اس طرح بتدریج ہڈی بنتی ہے جب ہڈی کا گودا بنتا ہے...... معذرت خواہ ہوں میں اس کی ابتدا بیان کرنا چاہوں گا۔ جب ہڈیوں کا گودا بنتا ہے تو ایک ہلکے سے جھٹکے سے ہر عضو میں عضلات نمایاں طور پر بننے لگتے ہیں اور اس اضطراری عمل کے نتیجے میں مکمل عضلات کی جداگانہ شکل اختیار کرنے لگتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں اعضاء کے عضلات ارتقاء پذیر ہڈیوں کے گرد بیک وقت بنتے ہیں۔ یہ نرم ہڈیاں ہیں اور یہ ان کے گرد بننے والے عضلات ہیں۔

ایک نجی ملاقات کے دوران میں نے ڈاکٹر مور سے Dr. Sadler کے افکار کا تذکرہ کیا اور انہوں

نے اس کی مکمل تائید وحمایت کی۔ نتیجتاً Dr.Sadler اور ڈاکٹر مور متفق ہیں کہ کوئی ایسا مرحلہ نہیں جس میں سخت ہڈیاں اچانک وجود میں آتی ہوں اور ان کے گرد عضلات تشکیل پاتے ہوں۔ سخت ہڈیوں کے بننے سے کئی ہفتے قبل ہی عضلات موجود ہوتے ہیں نہ کہ ہڈیاں پہلے بنتی ہیں اور عضلات بعد میں ان کے گرد تشکیل پاتے ہیں جیسا کہ قرآن میں بیان کیا گیا ہے۔ یہاں قرآن (نعوذ باللہ من ذلك) فاش غلطی کا مرتکب ہے۔ مسائل حل کیے جانے کے مرحلے سے بہت فاصلے پر ہیں۔ آئیں لفظ 'علقہ' کی طرف دوبارہ رجوع کریں۔ ڈاکٹر مور نے بھی ایک تجویز پیش کی ہے۔ قرآن کی ایک اور آیت میں جنین کو جونک (جیسی شکل و شباہت سے) تشبیہ دی گئی ہے اور ارتقائے انسانی کا جگالی کیے گئے گوشت جیسی کیفیت سے تذکرہ کیا گیا ہے۔ اس بارے میں آگے چل کر ڈاکٹر مور نے رائے دی ہے 23 دن کا جنین 3 ملی میٹر لمبا ہوتا ہے جو ایک انچ کے آٹھویں حصے کے برابر ہے۔ اتنی جسامت کو انگلیوں کے درمیانی فاصلے سے ظاہر کرتے ہوئے انگلیاں آپس میں چھو جاتی ہیں کیونکہ جسامت بہت ہی چھوٹی ہوتی ہے۔ یہ ڈاکٹر مور کی کتاب کے کور کے اندرونی طرف 10 ویں مرحلے کی تصویر ہے یہ آغاز ہے۔ جب کہ مادۂ منویہ بیضے میں داخل ہوتا ہے۔ اس لیے یہ پہلا مرحلہ ہے۔ چھٹے مرحلے کی طرف متوجہ ہوں جو دوسرے ہفتے کے دوران آتا ہے اور یہ تیسرے ہفتے کا عمل ہے اور یہ پہلے مرحلے کے 23 ویں دن کی تصویر ہے جسے ڈاکٹر مور جونک جیسا قرار دینا چاہتے ہیں۔ اگر ہم X.ray کو غور سے دیکھیں تو 22 ویں دن ریڑھ کی ہڈی تا حال غیر مربوط ہے اور سر بالکل کھلا ہے یہ جونک جیسا ہرگز نہیں لگتا اور یہ 20 ویں دن کے جنین کی تصویر ہے یہ اسی طرح ایک باریک جھلی میں بند ہے جیسے انڈے کی زردی۔ اس میں ناف بھی ہے اس کی شباہت جونک جیسی ہرگز نہیں ہے سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ لفظ 'علقہ' کے لیے جو دو مفہوم اخذ کیے جاتے ہیں عربی زبان مذکور سے ان کی تصدیق کرنے والی مثالیں مہیا نہیں کی گئی ہیں۔ عہد گزشتہ میں لفظ کے معنی متعین کرنے کا واحد ذریعہ لفظ کے استعمال کی کیفیت سے ہوتا تھا۔ 'علقہ' کا مطلب 3 ملی میٹر لمبا جنین ہوسکتا ہے' اس امر کیلئے اتفاق رائے حاصل کرنے کا واحد ذریعہ حضرت محمد ﷺ کے عہد کے مکہ مدینہ کے عربوں کے خطوط بالخصوص قریش کی زبان عربی سے ممکن ہوسکتا ہے۔ یہ کوئی آسان کام نہیں ہے کیونکہ قریش کی خالص عربی زبان کے بارے میں خاصا تحقیقی کام ہو چکا ہے۔ ابتدائی دور کے مسلمان قرآن مجید کے الہامی معنی سمجھتے تھے۔ قرآنی الفاظ کے مفہوم کو ٹھیک سمجھنے کے لیے وہ اپنی زبان اور شاعری کا جامع مطالعہ رکھتے ہیں۔ علاوہ ازیں ابو بکر جو کہ 'The Main Mask' پیرس کے سابق سربراہ ہیں، انہوں نے ایک خدا کے موضوع پر Munkalia میں منعقدہ 1985ء کی کانفرنس میں اسے موضوع سخن بنایا۔ انہوں نے یہ سوال سامعین کے سامنے پیش کیا ''کیا حضرت محمد ﷺ کے عہد کے قرآنی متن کا مفہوم متواتر برقرار رہا ہے؟'' اور ان کا جواب تھا 'قدیم شاعری سے ثابت ہوتا ہے کہ ایسا ہی ہے'' ہم صرف یہ نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں...... 'اگر مسلمانوں کے لیے روحانی تسکین اور امید کا باعث بننے والی

آیات مستحکم ہیں تو ان آیات میں پائی جانے والی سائنسی توضیحات بھی مستحکم مانی جائیں جب تک کہ نئے شواہد سامنے نہ آئیں' یہ بات بالخصوص اہم ہے کیونکہ یہ آیات اسے ایک علامت قرار دیتی ہیں۔ مذکورہ بالا سورہ المومن میں مذکورہ ہے کہ 'وہی ہے جس نے تمہیں مٹی سے بنایا' پھر ایک قطرۂ مادۂ منویہ کے ذریعے، پھر ایک لوتھڑے (علقہ Clot) سے تاکہ شاید تم اپنی تخلیق کی حقیقت کو سمجھ سکو۔ اور سورہ الحج میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "اے بنی نوع انسان! اگر تمہیں دوبارہ جی اٹھنے کے بارے میں شک ہے تو غور کرو" اس لیے یہ سوال پوچھا جانا ضروری ہے کہ "اگر مکہ اور مدینہ کے مردوں اور عورتوں کے لیے ایک واضح علامت تھی تو انہوں نے لفظ 'علقہ' کا ایسا کونسا مفہوم اخذ کیا جس نے انہیں حیات بعد الموت پر ایمان لانے کیلئے رہنمائی کی؟ ہم حضرت محمد ﷺ کے عہد سے قبل کی تاریخ صورت حال کا جائزہ یہ دیکھنے کے لیے لیتے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ اور ان کے عہد کے لوگ علم جنین کے بارے میں کیا عقیدہ رکھتے تھے؟ ہم Apocrities سے شروع کرتے ہیں۔ مستند شواہد کے حوالے سے پتہ چلتا ہے کہ وہ 460ء قبل مسیح میں یونان کے جزیرہ Kuss میں پیدا ہوا۔ وہ تخلیق انسانی کے مراحل کا قائل ہے جو کہ حسب ذیل ہیں "مادہ منویہ وہ جوہر ہے جو والدین میں سے ہر ایک کے جسم کے ہر حصے سے پیدا ہوتا ہے۔ کمزور اعضاء سے کمزور مادہ اور طاقتور اعضاء سے طاقتور مادہ پیدا ہوتا ہے' پھر وہ آگے چل کر ماں کے خون کے نیم منجمد ہونے کا تذکرہ کرتا ہے۔ پھر جنین کے ایک جھلی میں ملفوف ہونے کا تذکرہ ہے اور یہ ماں کے اس خون سے افزائش پاتا ہے جو رحم مادر میں اترتا ہے یہی وجہ ہے کہ جو عورت حاملہ ہوتی ہے اسے خون حیض آنا بند ہو جاتا ہے پھر انسانی گوشت پوست کے بارے میں وہ کہتا ہے "اس مرحلے پر، ماں کے خون کے نیم منجمد لوتھڑے سے ناف کے ساتھ انسانی گوشت بننا شروع ہوتا ہے اور آخر میں ہڈیاں۔ گوشت پوست میں اضافے کے ساتھ عمل تنفس کے ذریعے یہ عمل شروع ہوتا ہے اور جب ہڈیاں قدرے سخت ہو جاتی ہیں تو درخت کی شاخوں کی طرح نمودار ہونے لگتی ہیں۔ اس کے بعد ہم ارسطو کے افکار کا جائزہ لیتے ہیں۔ اس نے افزائش حیوانات کے بارے میں اپنی کتاب (تقریباً 350 قبل مسیح) میں علم جنین کے مراحل کا تذکرہ کیا ہے پہلے وہ مادۂ منویہ کے بارے میں لکھتا ہے بعد ازاں عورت کی شرکت اس مادہ منویہ سے افزائش کیلئے بیان کرتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں مادۂ منویہ کو عورت کے خونِ حیض کو نیم منجمد کرنے کا باعث قرار دیتا ہے۔ پھر وہ گوشت کا ذکر کرتا ہے کہ قدرت اسے خالص ترین مواد سے بناتی ہے اور بچے کھچے فضلے سے ہڈیاں تشکیل پاتی ہیں۔ پھر گوشت اور ہڈیوں کے درمیان باریک نسوں کے ذریعے ربط اور اعضاء کے گوشت کی افزائش کا تذکرہ ہے۔ واضح طور پر قرآن میں یہی طریق کار بیان کیا گیا ہے۔ مادۂ منویہ خون حیض کو نیم منجمد کرتا ہے جس سے گوشت بنتا ہے، پھر ہڈیاں بنتی ہیں اور آخر میں ہڈیوں کے اردگرد گوشت نمو پاتا ہے۔ اس کے بعد ہم ہندوستانی طب کا تذکرہ کرتے ہیں۔ 123 عیسوی میں Sharaka اور Shushruta کا نظریہ یہ ہے کہ مرد اور عورت دونوں افزائش نسل میں شریک ہوتے

ہیں۔ مرد کا مادہ Sukra(semen) کہلاتا ہے اور عورت کا مادہ Artava (Blood) کہلاتا ہے۔ یہاں ہم دیکھتے ہیں کہ قدیم ہندوستانی افکار و نظریات بھی اس بات کی تائید کرتے ہیں کہ بچہ مادۂ منویہ اور خون حیض کے اشتراک عمل سے وجود میں آتا ہے۔ اب ہم Galen کے افکار کا تذکرہ کرتے ہیں جو ترکی کے قصبے Bergamum میں 131 عیسوی میں پیدا ہوا تھا۔ Galen کہتا ہے...... 'مادہ منویہ جوہر ہے جس سے جنین بنتا ہے نہ کہ محض خون حیض سے' جیسا کہ ارسطو نے بیان کیا۔ بلکہ مادۂ منویہ کے ساتھ مل کر ہی خون حیض جنین بناتا ہے۔ یہاں قرآن Galen کی تائید کرتا ہے جیسا کہ سورہ دھر سورۃ نمبر 76 آیت نمبر 2 میں بیان کیا گیا ہے "ہم نے انسان کو آمیز شدہ ایک قطرہ مادۂ منویہ سے پیدا کیا؟ اب ہم Galen کے مرتب کردہ مراحل پہ غور کرتے ہیں۔ Galen نے بھی اس بات کی تعلیم دی کہ جنین مرحلہ وار نشو نما پاتا ہے پہلے مرحلے میں مادۂ منویہ کی شباہت غالب رہتی ہے۔ دوسرا مرحلہ تب آتا ہے جب مادۂ منویہ خون سے بھر جاتا ہے۔ دل، دماغ اور جگر اس وقت غیر واضح اور بے شکل ہوتے ہیں یہی وہ مرحلہ ہے جسے بقراط نے جنین (Fetus) کا نام دیا۔ قرآن کی سورہ الحج سورہ نمبر 22 آیت نمبر 5 اس بات کی عکاسی کرتی ہے...... "پھر گوشت کے ایک چوڑے ٹکڑے سے، قدرے تشکیل شدہ اور قدرے غیر تشکیل شدہ" اب حمل کے تیسرے مرحلے کا ذکر ہے جیسے بتایا گیا ہے کہ فطرتاً ہڈیوں کے اوپر اور اردگرد گوشت بننا شروع ہو جاتا ہے" ہم قبل ازیں یہ جان چکے ہیں کہ قرآن اس سے اتفاق کرتا ہے۔ سورہ المومنون سورہ نمبر 23 آیت نمبر 14 میں جہاں یہ کہا گیا ہے" اور ہم ہڈیوں کو گوشت کا لباس پہناتے ہیں" چوتھا اور آخری مرحلہ وہ ہے جس میں اعضاء کے تمام حصے شناخت کے قابل ہو جاتے ہیں۔ Galen کی علمِ طب میں اتنی اہمیت ہے کہ ہجرت کے زمانہ قریب میں 4 ممتاز طبیبوں نے اسکندریہ (مصر) میں ایک طبی مدرسہ قائم کرنے کا فیصلہ کیا جس میں مطالعہ کی بنیاد کے طور پر Galen کی 16 کتابوں سے کام لیا گیا۔ یہ سلسلہ 13 ویں صدی عیسوی تک جاری رہا۔ اب ہمیں اپنے آپ سے یہ سوال ضرور کرنا چاہیے اس وقت عرب میں حضرت محمد ﷺ کے دور میں سیاسی، معاشی اور طبی صورتحال کیا تھی؟ حضر موت (یمن) سے گرم مصالحے کے تجارتی قافلے شمال کی طرف مکہ مدینہ سے گزرتے ہوئے یورپ بھر میں جاتے تھے۔ تقریباً 500ء میں غزہ والوں نے شمالی عرب پر قبضہ کر لیا اور 528ء تک وہ مدینہ کے نواح تک واقع شام کے صحراؤں کو کنٹرول کرنے لگے۔ سریانی جو عربی سے ملتی جلتی آرامی زبان کی ایک قسم ہے، ان کی سرکاری زبان تھی۔ 463 عیسوی سے ہی یہود تورات اور عہد نامہ عتیق کا ترجمہ عبرانی سے سریانی میں کرنے لگے تھے۔ برطانوی عجائب گھر میں یہ نسخہ موجود ہے۔ پھر یہ تراجم Guscians تک پہنچے جو عیسائی تھے اور عرب کے یہودی قبائل تک بھی پہنچے۔ اس دور میں Syrgius Cyrra Cynie جس نے 536 عیسوی میں قسطنطنیہ میں وفات پائی، جو یونانی زبان سے سریانی زبان میں ترجمہ کرنے والے عظیم ترین اور قدیم ترین مترجمین میں سے ایک تھا، اس نے علم طب کی کئی کتابوں کا ترجمہ کیا اپنی شہرت کی وجہ سے یہ تراجم

کسریٰ اول کی سلطنت فارس میں پہنچے اور قبیلہ غسان کے لوگوں تک بھی، جن کا دائرہ اثر مدینہ کے مضافات تک پھیلا ہوا تھا۔ خسرو اول جسے عربی میں کسریٰ اول کہا جاتا ہے، فارس کا بادشاہ، خسرو اعظم کے نام سے جانا جاتا تھا۔ اس کے لشکر نے یمن جیسے دور دراز کے علاقے کو فتح کیا۔ اسے علوم سے گہرا شغف تھا۔ اس نے کئی مدارس قائم کیے۔ خسرو کے پہلے 48 سالہ طویل دور حکومت میں Jundi Shapueer کا مدرسہ وجود میں آیا جو کہ اپنے زمانے کا عظیم ترین علمی مرکز تھا۔ اس کی چار دیواری کے اندر یونانی، یہودی، نسطوری، فارسی اور ہندو افکار و تجربات کے بارے میں آزادانہ تبادلہ خیال ہوتا تھا۔ تعلیم و تدریس زیادہ تر سریانی زبان میں ہوتی تھی جو کہ یونانی کتابوں کے سریانی تراجم پر مشتمل تھی۔ اس کے عہد حکومت میں جب Jundi Shapueer کا طبی مدرسہ کام کر رہا تھا تو وہاں ارسطو، بقراط اور Galen کی تعلیمات عام تھیں۔ اگلا قدم یہ تھا کہ فاتح عربوں نے نسطوریوں کو مجبور کیا کہ وہ یونانی علم طب کے سریانی تراجم کا عربی زبان میں ترجمہ کریں۔ سریانی سے عربی میں ترجمہ آسان تھا کیونکہ دونوں زبانوں کی گرامر مشترکہ تھی۔ حضرت محمد ﷺ کے عہد حیات کی مقامی طبی صورتحال کا جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانے کے عرب میں طبیب موجود تھے۔ حارث بن کلادیہ اپنے زمانے کا اعلیٰ تعلیم یافتہ طبیب تھا جس نے جڑی بوٹیوں کے استعمال کی تربیت حاصل کی تھی۔ وہ طائف کے قبیلہ بنی ثقیف میں چھٹی صدی عیسوی کے وسط میں پیدا ہوا۔ وہ یمن سے ہوتا ہوا فارس پہنچا جہاں اس نے Jundi Shapueer کے عظیم مدرسہ میں طبی علوم کی تعلیم حاصل کی۔ اس طرح وہ ارسطو، بقراط اور Galen کی طبی تعلیمات سے خوب آگاہ ہو گیا۔ اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد اس نے فارس میں بطور طبیب کام شروع کیا اور اسی زمانے میں اسے شاہِ خسرو کے دربار تک رسائی ہوئی جہاں اس کے اور بادشاہ وقت خسرو میں طویل مکالمہ ہوا۔ وہ آغازِ اسلام کے دنوں میں واپس عرب پہنچا اور طائف میں قیام پذیر ہو گیا۔ اسی اثناء میں یمن کا بادشاہ ابو خیر اس سے ایک مرض کے سلسلے میں ملنے کیلئے آیا اور صحت یاب ہونے پر اسے نقد انعام اور ایک کنیز تحفے میں دی۔ اگرچہ حارث بن کلادیہ نے علم طب پر کوئی کتاب نہیں لکھی تاہم کئی طبی مسائل کے بارے میں اس کے نظریات خسرو سے مکالمے کی صورت میں محفوظ ہیں۔ آنکھوں کے بارے میں وہ کہتا ہے کہ سفید حصہ ''چربی'' سے بنا ہوا ہے، جبکہ دوسرا سیاہ حصہ ''پانی'' سے بنا ہے اور بصارت کو ہوا سے تعبیر کیا ہے ہم جانتے ہیں کہ اب یہ ساری باتیں غلط ثابت ہو چکی ہیں۔ لیکن یہ یونانی نظریہ تھا۔ ان سب باتوں سے حارث کا یونانی طبیبوں سے ربط ظاہر ہوتا ہے۔ اس ساری صورتحال کو چند لفظوں میں سمیٹتے ہوئے Eastward Delamitry Arabs نامی کتاب میں Dr. Lucaine La' Clerk لکھتے ہیں...... ''حارث نے Jundi Shapueer کے مدرسے میں علم طب حاصل کیا تھا اور حضرت محمد ﷺ اپنی طبی معلومات کے لیے حارث سے متاثر ہیں'' دونوں حضرات سے ہمیں طب یونانی کے علم کا سراغ بآسانی ملتا ہے۔ بعض اوقات حضرت محمد ﷺ بیماروں کا علاج کرتے تھے لیکن پیچیدہ امراض کے علاج کیلئے وہ مریضوں

کو حارث کے پاس بھیجتے تھے اور حضرت محمد ﷺ کے قریب دوسرا تعلیم یافتہ شخص لادن بن حارث تھا جو طبیب حارث کا رشتہ دار نہ تھا بلکہ حضور ﷺ کا ابن عم تھا اور اس نے بھی خسرو کے دربار میں حاضری دی تھی۔ اس نے فارسی زبان اور موسیقی کی تعلیم حاصل کی جسے اس نے مکہ کے قریش میں متعارف کرایا۔ تاہم وہ حضرت محمد ﷺ سے لگاؤ نہ رکھتا تھا۔ وہ قرآن کے بعض واقعات کو طنز وتنقید کا نشانہ بنایا کرتا تھا جس کیلئے حضرت محمد ﷺ نے اسے کبھی معاف نہ کیا اور جب وہ جنگِ بدر میں قیدی بن کر آیا تو حضور ﷺ نے اسے قتل کرنے کا حکم دیا۔ مختصراً ہم دیکھتے ہیں کہ: (1) 600 عیسوی میں مکہ اور مدینہ کے عربوں کے حبشہ، یمن، فارس اور بازنطین کے لوگوں سے سیاسی اور معاشی روابط تھے۔ (2) حضرت محمد ﷺ کا ایک عم زاد اتنی اچھی فارسی جانتا تھا کہ اس نے فارسی میں علمِ موسیقی سیکھا۔ (3) غسانی قبیلہ جس کی حکمرانی مدینہ کے نواح تک پھیلے ہوئے شامی صحراؤں پر تھی، سریانی زبان بولتے تھے جو علم طب کی تعلیم وتدریس کے لیے مستعمل ممتاز زبانوں میں سے ایک تھی اور یہ ان کی سرکاری زبان بھی تھی۔ (4) یمن کا ایک بیمار بادشاہ طبیب حارث بن کلادیہ کے پاس طائف آیا جو Jundi Shapueer سے مہارت حاصل کر کے آیا تھا جو کہ اس خطۂ ارض کی بہترین طبی درس گاہ تھی اور اسی حارث کے پاس حضرت محمد ﷺ بعض اوقات مریضوں کو بھیجتے تھے۔ (5) حضرت محمد ﷺ کے عہد حیات میں اسکندریہ (مصر) میں ایک نئی طبی درسگاہ قائم کی گئی جس کے نصاب میں Galen کی 16 تصانیف شامل تھیں۔ ان شواہد سے اس بات کا خاصا امکان پیدا ہوتا ہے کہ حضرت محمد ﷺ اور ان کے اردگرد کے لوگ ارسطو، بقراط اور Galen کے علم جنین کے بارے میں نظریات سے آگاہ تھے جبکہ وہ حارث اور دوسرے مقامی طبیبوں کے پاس بھی جاتے تھے۔ پس جب آخری مکی سورتوں میں سے ایک سورہ المومن سورہ نمبر 40 آیت نمبر 67 میں بیان ہوتا ہے ''وہی ہے جس نے تمہیں خاک سے پیدا کیا، پھر ایک قطرۂ منی سے، پھر ایک جونک جیسے لوتھڑے سے، تاکہ شاید اپنی تخلیق کے بارے میں غور کرو'' اور پھر سورہ حج آیت نمبر 5 میں بیان ہے ''اے بنی نوع انسان! اگر تمہیں دوبارہ زندہ کیے جانے کے بارے میں شک ہے تو غور کرو کہ ہم نے تمہیں خاک سے پیدا کیا ہے'' ہمارے لیے دوبارہ یہ سوال کرنا درست ہوگا کہ ''انہیں کس بات کے سمجھنے کے لیے کہا گیا؟'' ''کس بات پر غور کرنے کا حکم دیا گیا؟'' اور جنین کے قرآنی مراحل دوبارہ پیش خدمت ہیں نطفہ (Sperm)، علقہ (Clot)، مضغہ (Pice Of Meat)، عظام (Bones) اور ہڈیوں پر عضلات کا چڑھایا جانا۔ جواب بہت واضح ہے وہ اس بات کو سمجھتے تھے اور غور کر رہے تھے جو کچھ یونانی طبیبوں نے علم جنین کے مراحل کے بارے میں عام فہم نظریات کی تعلیم دی تھی۔ میری مراد یہ نہیں کہ حضرت محمد ﷺ اور ان کے صحابہ کرامؓ یونانی طبیبوں کے نام جانتے تھے لیکن وہ یونانی طبیبوں کے بیان کردہ جنین کے مراحل سے آگاہ تھے۔ (1) وہ اس بات کا یقین رکھتے تھے کہ مرد کا مادہ منویہ عورت کے خونِ حیض سے مل کر اس کے نیم منجمد بننے کا باعث بنتا ہے اور اسی سے پھر بچہ بنتا ہے۔ (2) وہ جانتے تھے کہ جنین پہلے نامکمل اور پھر مکمل ہوتا

ہے۔(3) وہ جانتے تھے کہ پہلے ہڈیاں بنتی ہیں اور پھر عضلات چڑھائے جاتے ہیں۔ اللہ اس عام فہم علم کو علامت کے طور پر بیان کر رہا تھا تا کہ سامعین اور قارئین کو اپنی طرف متوجہ کر سکے (نعوذ باللہ من ذٰلک)؟
مسئلہ یہ ہے کہ یہ عام فہم علم نہ تب درست تھا نہ اب ہے۔ ہم حضرت محمد ﷺ کے عہد کے بعد کے دو معروف طبیبوں کی مثال دیتے ہیں جو قرآن پر اثر انداز نہ ہو سکتے تھے۔ انہوں نے ثابت کیا کہ عربوں میں 16 ویں صدی عیسوی تک ارسطو، بقراط اور Galen کے جنین سے متعلق نظریات جاری و ساری رہے۔ اگر ''علقہ'' کا درست ترجمہ ''جونک جیسی چیز'' ہے جیسا کہ عصر حاضر کے شبیر علی جیسے مسلمان دعویٰ کرتے ہیں تو قرآنی عہد کے بعد کے طبیبوں کا کوئی مقام نہیں جو اس دعوے کے حامل ہوں۔ حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے۔ ان یونانی طبیبوں کے نظریات قرآنی تعلیمات کی تشریح کے لیے بیان کیے جا رہے تھے اور قرآن یونانی طبیبوں کے افکار پر روشنی ڈال رہا تھا۔
انسان کا ماخذ دو چیزوں سے ہے ہم ابن سینا کا ذکر کرتے ہیں۔ انسان کا ماخذ مرد کا مادۂ منویہ جو کہ عامل کا کردار ادا کرتا ہے، اور عورت کا مادہ منویہ جو کہ خون حیض کا پہلا جزو ہے عمل کے لیے مواد مہیا کرتا ہے ہم دیکھتے ہیں کہ ابن سینا نے عورت کے مادہ منویہ کو وہی مقام دیا ہے جو کہ ارسطو نے خون حیض کو دیا ہے۔ یورپ کے ترقی یافتہ دور کے ماہرین سے ماقبل کے زمانے کے حوالے سے ابن سینا کی سائنسی اور فنی مہارت کا انکار بہت مشکل ہے اب ہم ابن خیمہ زوجیہ کا تذکرہ کرتے ہیں۔ ابن خیمہ نے قرآنی آیات اور یونانی علم طب کی موافقت سے بھرپور فائدہ اٹھایا۔ شاید یہ امر زیادہ واضح نہیں ہے۔ لیکن بقراط ارغوانی سا ہے اور قرآن گہرا سبز اور حدیث ارغوانی اور تنقید سرخ اور اس کے اپنے خیالات نیلگوں سبز...... لیجیے عمل شروع ہوتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ بقراط نے (کتاب الاجنہ کے تیسرے باب میں) بیان کیا ہے کہ مادۂ منویہ ایک جھلی میں محدود رہتا ہے اور ماں کے خونِ حیض کے اترنے سے نشو ونما پاتا ہے کچھ جھلیاں ابتدا میں بنتی ہیں پھر کچھ دوسرے اور تیسرے ماہ کے دوران بنتی ہیں اور یہ رحم مادر میں خون حیض کے اترنے والی بات ہم بقراط کے سلائیڈ میں دیکھ چکے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ خدا نے کہا جیسا کہ قرآن میں مذکور ہے ''وہ تمہیں تمہاری ماں کے رحم میں تخلیق کرتا ہے، یکے بعد دیگرے مراحل میں، تین تاریکیوں میں۔'' یہ قرآن کی سورہ زمر سورہ نمبر 39 آیت نمبر 6 ہے۔ پھر وہ اپنے افکار بیان کرتا ہے...... چونکہ ان جھلیوں میں سے ہر ایک کی اپنی ایک تاریکی ہوتی ہے اسی لیے خدا نے بتدریج تخلیق کے مراحل کا تذکرہ کرتے ہوئے جھلیوں کی تاریکیوں کا ذکر بھی کیا ہے بہت سے تبصرہ نگار ان الفاظ میں تبصرہ کرتے ہیں کہ ''یہ پیٹ کی تاریکی، رحم کی تاریکی اور آنول نال کی تاریکی مراد ہیں۔'' ایک دوسری مثال جو کہ ہم پڑھتے ہیں بقراط نے کہا...... منہ جبلی طور پر کھلتا ہے اور گوشت سے ناک اور کان بنتے ہیں۔ کان کھلتے ہیں اور آنکھیں بھی جو کہ ایک شفاف مائع سے بھری ہوتی ہیں۔'' حضور ﷺ کہ

کرتے تھے...... میں اس کی عبادت کرتا ہوں جس نے میرا چہرہ بنایا اور مکمل کیا، اور میری سماعت کھولی، اور بصارت دی...... علیٰ ہذا القیاس۔ اب ہم دوبارہ بقراط کی طرف آتے ہیں۔ وہ بھی دوسرے مرحلے کے بارے میں وہی کہتا ہے جو ابھی میں نے پڑھا ہے۔ ابن خیمہ بقراط کا حوالہ دیتے ہوئے کہتا ہے کہ ماں کا خون ناف کے گرد اترتا ہے۔

وہ ایسا بھی کر سکتا ہے کیونکہ جیسا کہ ہم جانتے ہیں حضرت محمد ﷺ کے عہد کے لوگ طب یونانی سے اچھی طرح واقف تھے۔ البتہ آج یہاں ہمارے لیے جس بات کو سمجھنا ضروری ہے وہ یہ ہے کہ ایسا کوئی مقام نہیں جہاں قرآن نے طب یونانی کی تصحیح کی ہو۔ (نعوذ باللہ من ذٰلک)؟ ابن خیمہ کا یہ پکارنا کوئی معنی نہیں رکھتا کہ...... ''تم یونانی لوگ اسے غلط سمجھے ہو، 'علقہ' کا درست ترجمہ 'چمٹنے والی' یا 'جونک' جیسی چیز ہے۔'' اس کے برعکس ابن خیمہ جیسے بھی قرآن اور طب یونانی کی موافقت بیان کر رہے ہیں۔ ان کی موافقت غلط ہے۔ بداوی کا 1200 عیسوی میں کیا گیا تبصرہ حرف آخر ہے جو کچھ اس طرح ہے۔ قرآن اور بداوی کا تبصرہ دونوں موجود ہیں۔ وہ 'علقہ' کو ''جمے ہوئے ٹھوس خون کا ٹکڑا'' اپنی توضیح میں قرار دیتا ہے جیسا کہ قرآن میں بیان کیا گیا ہے۔ آگے چل کر وہ قرآن کے حوالے سے اسے ایک ''گوشت کا ٹکڑا'' قرار دیتا ہے۔ ایسا ٹکڑا جو چبایا جا سکے وعلیٰ ہذا القیاس۔ جیسا کہ میں نے گفتگو کے آغاز میں بیان کیا ہے کہ جنین کا مختلف مراحل سے گزرتے ہوئے نشو ونما پانا ایک جدید نظریہ ہے اور قرآن جنین کے مختلف مراحل کی عکاسی کرتے ہوئے جدید علم جنین کی پیش بینی کر رہا ہے۔ مزید برآں ہم دیکھ چکے ہیں کہ ارسطو، بقراط، ہندوستانی ماہرین اور Galen سبھی نے جنین کے ارتقاء کے بارے میں قرآن سے ماقبل کے ایک ہزار سال کے دوران بحث کی ہے اور نزول قرآن کے بعد بھی مختلف مراحل کا ذکر ہوا جو کہ قرآن اور یونانی طبیبوں نے کیا ہے، اور جو ابن سینا اور ابن خیمہ کی تعلیمات میں جاری وساری رہا۔ یہ بات لازم ہے کہ یہ وہی علم ہے جو Galen اور اس کے پیش روؤں نے بیان کیا۔ ہڈیوں کی ساخت کے مرحلے کے حوالے سے یہ بات واضح ہے جیسا کہ ڈاکٹر مور نے کمال مہارت سے اپنی کتاب میں بیان کیا ہے کہ نرم ہڈی کی تشکیل کے دوران ہی عضلات بھی بننا شروع ہو جاتے ہیں۔ ایسا کوئی مرحلہ نہیں ہے کہ پہلے ہڈیوں کا ڈھانچہ مکمل ہو جائے تب اس پر عضلات بننے شروع ہوں۔ یہ بات بالکل واضح ہے کہ قرآن میں 'علقہ' سے مراد لوتھڑا (Clot) ہے اور قریش جنھوں نے حضرت محمد ﷺ سے یہ بات سنی وہ اس کا مطلب خون حیض کا لوتھڑا ہی سمجھے کیونکہ یہی افزائش نسل میں عورت کا حصہ ہے۔ اس لیے ہم یہ نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں کہ ان تمام سالوں کے دوران علم جنین سے متعلق قرآنی آیات جن میں بیان ہے کہ انسان کی تخلیق کی ابتدا ایک قطرۂ منی سے ہوتی ہے جو لوتھڑے کی شکل اختیار کرتا ہے پہلی صدی ہجری کی سائنس کی مکمل مطابقت میں ہیں جو کہ نزول قرآن کا دور ہے لیکن جب 20 ویں صدی کی جدید سائنس کے

ساتھ موازنہ کیا جائے تو بقراط غلطی پر ہے۔ ارسطو غلطی پر ہے، Galen غلطی پر ہے اور قرآن (نعوذ باللہ) غلطی پر ہے۔ یہ سب سنگین غلطی کے مرتکب ہیں۔ اب ہم چاندنی کے بارے میں کچھ تبادلۂ خیال کرتے ہیں۔ کیا قرآن یہ کہتا ہے؟...... ''چاند سورج کی روشنی کو منعکس کرتا ہے'' کیا پہلے یہ بات عام فہم تھی؟ سورہ نوح سورہ نمبر 71 آیت نمبر 15 تا 16 میں کہا گیا ہے..... کیا تم نہیں دیکھتے اللہ نے سات آسمان بنائے ہیں ایک کے اوپر دوسرا اور چاند کو روشن نور بنایا ان کے درمیان اور سورج کو ایک چراغ۔ بعض مسلمان دعویٰ کرتے ہیں کہ قرآن نے سورج اور چاند کی روشنی کے لیے مختلف الفاظ استعمال کیے ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سورج روشنی کا منبع ہے اور چاند محض اس کی روشنی کو منعکس کرتا ہے۔ شبیر علی نے اپنی کتاب ''قرآن میں سائنس'' میں بھرپور استدلال کیا ہے اور ڈاکٹر ذاکر نائیک نے اپنی وڈیو ''کیا قرآن خدا کا کلام ہے'' میں واضح طور پر بیان کیا ہے جسے آپ ابھی ملاحظہ کریں گے۔

(یہاں پر ڈاکٹر ذاکر نائیک کا حوالے کے طور پر ایک ویڈیو کلپنگ دکھایا گیا)

ڈاکٹر ذاکر (ویڈیو کلپنگ):

''وہ روشنی جو چاند کے ذریعے ہم تک پہنچتی ہے، کہاں سے آتی ہے؟ جواب دینے والا کہے گا پہلے ہمارا خیال تھا کہ چاند کی روشنی اس کی اپنی ہے۔ لیکن آج سائنس کی ترقی کے باعث ہمیں معلوم ہوا ہے کہ چاند کی روشنی اس کی اپنی نہیں ہے بلکہ یہ سورج کی روشنی ہے جو منعکس ہوتی ہے۔ میں اس سے ایک سوال پوچھوں گا کہ اس کا ذکر تو قرآن میں موجود ہے۔ سورہ فرقان سورہ نمبر 25 آیت نمبر 61...... ''پاک ہے وہ جس نے ستاروں کے جھرمٹ بنائے ہیں اور ان کے درمیان ایک چراغ (سورج) اور ایک چاند کو رکھا ہے جو روشنی منعکس کرتا ہے'' عربی زبان میں چاند کے لیے لفظ ''قمر'' ہے اور اس کی روشنی کیلئے ''منیر'' جو کہ مستعار لی ہوئی روشنی ہے۔ یا ''نور'' جس کا مطلب منعکس شدہ روشنی ہے۔ قرآن بیان کرتا ہے کہ چاند کی روشنی منعکس کردہ روشنی ہے۔ آپ لوگ کہتے ہیں کہ آپ نے یہ بات آج دریافت کی۔ قرآن میں یہ بات 1400 سال پہلے کیسے بیان کی گئی؟ وہ کچھ دیر کے لیے تامل کریگا، وہ فوراً جواب نہ دے گا اور بعدازاں ممکن ہے کہے ''شاید یہ ایک حسن اتفاق ہے'' میں اس کے ساتھ بحث نہیں کرتا۔

ڈاکٹر کیمبل:

ویڈیو کے آخر میں ہم نے ڈاکٹر نائیک کو یہ وضاحت کرتے ہوئے سنا کہ عربی میں چاند کے لیے لفظ ''قمر'' ہے اور جس روشنی ''منیر'' کا ذکر کیا گیا ہے اس کا مطلب ہے ''مستعار لی گئی روشنی'' یا ''نور'' جس کا مطلب ہے منعکس کردہ روشنی۔ دعویٰ صرف یہی نہیں ہے کہ یہ بیان سائنسی حقیقت کی مطابقت میں ہے بلکہ سائنسی لحاظ سے معجزانہ ہونے کا دعویٰ بھی کیا گیا ہے۔ اگرچہ ان حقائق کا سراغ حال ہی میں لگایا گیا ہے۔ یہ

درست ہے کہ چاند اپنی روشنی کو منعکس کرتا ہے۔ لیکن یہ بات تو حضرت محمد ﷺ سے تقریباً ایک ہزار سال قبل بھی ظاہر تھی۔ ارسطو نے 360 قبل مسیح میں زمین کا سایہ چاند پر پڑنے سے یہ جان لیا تھا کہ زمین گول ہے۔ اس نے زمین کا سایہ چاند پر سے گزرنے کی بات کی اس لیے کہ وہ جانتا تھا کہ چاند کی روشنی منعکس کردہ ہے۔ اگر آپ اب بھی اصرار کرینگے کہ یہ سائنسی علوم کا ایک معجزہ ہے تب ہمیں اپنے آپ سے یہ سوال ضرور کرنا ہوگا کیا خود قرآنی الفاظ اپنے اس دعوے کی تائید کرتے ہیں؟ سب سے پہلے ہم ''سراج پر غور کریں گے سورہ نور جو کہ قبل ازیں پڑھی گئی ہے، سورہ فرقان سورہ نمبر 25 آیت نمبر 61 میں اس سے سورج کو مراد لیا گیا ہے۔ سورہ نباء سورہ نمبر 78 آیت نمبر 13 میں ''سراج'' کا مطلب ہے ''خیرہ کن چراغ'' دوبارہ سورج ہی مراد ہے۔ ''نور'' اور ''منیر'' کے الفاظ ایک ہی عربی مصدر سے مشتق ہیں۔ لفظ ''منیر'' قرآن میں 6 دفعہ آیا ہے۔ سورہ آل عمران سورہ نمبر 3 آیت نمبر 184، الحج سورہ نمبر 22 آیت نمبر 8، لقمان سورہ نمبر 31 آیت نمبر 20، اور فاطر سورہ نمبر 35 آیت نمبر 25، یہ اصطلاح ''کتاب المنیر'' ہے جس کا یوسف علی یوں ترجمہ کرتے ہیں ''روشن خیالی کی کتاب'' اور Picktall ''روشنی دینے والی مقدس کتاب'' کہتا ہے۔ یہ واضح طور پر اشارہ ہے ایک ایسی کتاب کیلئے جو علم کی روشنی بکھیر رہی ہے، منعکس ہونے کا کوئی ذکر نہیں۔ سورہ نور سورہ نمبر 71 آیت نمبر 76 اور یونس سورہ نمبر 10 آیت نمبر 5 بیان کرتی ہیں کہ ''اللہ نے روشنی بنائی...... چاند ایک روشنی'' پس ہمیں معلوم ہوا کہ قرآن چاند کو ایک روشنی قرار دیتا ہے اور یہ کبھی نہیں کہا کہ چاند روشنی منعکس کرتا ہے۔ علاوہ ازیں دوسری آیات میں قرآن کہتا ہے ''اللہ نور ہے...... ایک روشنی'' سورہ نور سورہ نمبر 24 آیت نمبر 35 قرآن کے دلنشیں اقتباسات میں سے ایک میں بیان ہے...... اللہ روشنی ہے...... آسمانوں اور زمین کا نور، اس کی روشنی کی مثال اس طرح ہے کہ جیسے ایک طاق اور اس میں رکھا ہوا ایک چراغ، چراغ شیشے کے اندر بند، شیشہ ایک چمکدار ستارے کی مانند اور علیٰ ہذا القیاس۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ لفظ ''نور'' چاند اور اللہ دونوں کیلئے استعمال کیا گیا ہے۔ کیا ہم یہ کہیں گے کہ اللہ منعکس کردہ روشنی دیتا ہے؟ میرا خیال ہے کہ نہیں۔ لیکن اگر اس بات پر مصر رہیں گے کہ چاند کیلئے مستعمل لفظ ''نور'' کا مطلب مستعار لی گئی یا منعکس کردہ روشنی ہے اور ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ ''اللہ نور (روشنی) ہے، آسمانوں اور زمین کا نور، اس روشنی کا منبع کیا ہے؟ کیا ''سراج'' ہے؟ اللہ جس کا محض عکس ہے۔ اس بارے میں غور کریں۔ اگر اللہ ''نور'' ہے یعنی ''ایک منعکس روشنی'' تو ''سراج'' کون ہے یا کیا چیز ہے؟ لیجئے قرآن خود ہمیں بتاتا ہے کہ ''سراج'' کیا ہے۔ لیکن اس کے جواب سے آپ کو صدمہ پہنچے گا۔ سورہ احزاب سورہ نمبر 33 آیت نمبر 45 تا 46 میں ہم دیکھتے ہیں ''اے نبی! یقیناً ہم نے تمہیں ایک گواہ کے طور پر بھیجا ہے۔ ایک خوشخبری سنانے والا اور ایک ڈرانے والا اور ایک روشنی پھیلانے والے چراغ کی طرح'' یہاں قرآن کہتا ہے کہ محمد ﷺ روشنی پھیلانے والے چراغ ہیں۔ عربی میں ''سراجاً منیراً'' از روئے لسانیات وروحانیات یہ بحث کا اختتام ہے۔ لسانی لحاظ سے ''سراج اور صفت چاند دونوں اکٹھے ایک ہی چمکنے والی چیز کے لیے استعمال کیے گئے ہیں یعنی حضرت محمد ﷺ کی شخصیت کیلئے۔ یہ بات واضح ہے کہ

اس آیت میں ''منیر'' کا مطلب چمکنے والی چیز نہیں ہے، یا کسی اور آیت میں اس کا مطلب ہے ''چمکتی ہوئی''
حضرت محمد ﷺ کے عہد کے لوگ سمجھتے تھے کہ چاند چمکتا ہے اور درست تھے۔ بالکل اسی طرح جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کے عہد کے لوگ سمجھتے تھے کہ سورج ایک عظیم تر روشنی ہے اور چاند کم تر روشنی ہے۔ اور وہ درست کہتے تھے۔ لیکن اگر آپ اصرار کریں کہ عربی الفاظ ''نور'' اور ''قمر'' یہاں منعکس شدہ روشنی کے معنی میں ہیں تو پھر قرآن میں انہی الفاظ کے استعمال کی بنیاد پر محمد ﷺ ''سورج'' ہیں اور اللہ ''چاند'' کی مثل ہے۔ کیا ڈاکٹر ذاکر نائیک درحقیقت یہ کہنا چاہتے ہیں کہ محمد ﷺ روشنی کا منبع ہیں اور اللہ محض انعکاس روشنی ہے۔ یہ نام نہاد سائنسی دعوے کیوں کیے گئے ہیں جن کی کوئی مسلم تائید نہیں کرتا اگر وہ اپنے قرآن کا بغور مطالعہ کرتا ہے آج شام کے مذاکرے میں اس موضوع پر دیانتداری سے گفتگو بہت مشکل ہو ہے۔ تقریباً ناممکن آئیں آگے چلیں اور پانی کے دوری عمل (Cycle) کو دیکھیں۔ بعض مسلم مصنف دعویٰ کرتے ہیں کہ قرآن نے پانی کا دوری عمل سائنس کی ترقی و دریافت سے بہت پہلے بیان کیا ہے۔ پانی کا دوری عمل کیا ہے؟ اس سلائیڈ میں آپ 4 مرحلے دیکھتے ہیں۔ پہلا عمل بخارات کا ہے۔ پانی سمندروں اور زمین سے بخارات میں تبدیل ہوتا ہے۔ دوسرا عمل بخارات کا بادلوں کی شکل میں جمع ہونا ہے۔ تیسرا عمل بارش کا برسنا ہے اور چوتھا بارش کا پودوں کی نشوونما کا باعث بنتا ہے۔ یہ سب بہت معقول محسوس ہوتا ہے اور ہر کوئی دوسرے، تیسرے اور چوتھے عمل سے واقف ہے۔ حتیٰ کہ دیہات کے رہنے والے لوگ بھی جانتے ہیں کہ بادل آتے ہیں اور بارش برستی ہے اور اس طرح پھول اُگتے ہیں لیکن پہلے عمل ''بخارات'' کے بارے میں کیا کہیں گے۔ ہم انہیں دیکھ نہیں سکتے کیونکہ مشکل ہے اور قرآن میں پہلا عمل موجود ہے۔ اب ہم بائبل میں 700 قبل مسیح کے ایک نبی AMOS کا تذکرہ دیکھتے ہیں۔ وہ لکھتا ہے...... ''وہی ہے جس نے ''Pleiades'' اور روشن ستاروں کے جھرمٹ بنائے، جو تاریکی کو صبح میں اور دن کو رات کی تاریکی میں بدلتا ہے، اور پھر جو سمندر کے پانی کو ''بلا بھیجتا'' ہے (پہلا عمل) اور پانی کو زمین کی تہہ پر انڈیلتا ہے۔ (تیسرا عمل) آقا (یہودا) اس کا نام ہے۔'' اور ایک دوسرا نبی job ہے۔ 36:26-28 میں، جو سنہ ہجری سے کم از کم ایک ہزار سال پہلے گزرا ہے۔ وہ کہتا ہے...... خدا کتنا عظیم ہے۔ ہمارے فہم سے بالاتر، اس کے وجود کی مدت کا تعین ناممکن ہے۔ پہلا مرحلہ: وہ پانی کے قطروں کو اوپر اٹھاتا ہے۔ جو کُہر (بخارات) بن کر بارش کی شکل اختیار کرتے ہیں۔ یہ تیسرا مرحلہ ہے اور اس کے بعد بادلوں کا ذکر ہے (دوسرا مرحلہ) جو اپنی نمی نیچے انڈیلتے ہیں اس طرح بنی نوع انسان پر خوب بارش برستی ہے۔ پس دیکھیے یہ پہلا مشکل مرحلہ قرآن سے ایک ہزار سال سے زیادہ عرصہ قبل بائبل میں موجود ہے۔
آئیں اب پہاڑوں کے بارے میں غور کریں۔ قرآن کی ایک درجن سے زائد آیات میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مضبوط اور ساکن و جامد پہاڑوں کو زمین میں نصب کیا اور ان آیات میں سے کچھ میں ان پہاڑوں کو مومنین کے لیے نعمت یا کفار کیلئے ایک ''انتباہ'' قرار دیا گیا ہے۔ اس کی ایک مثال سورہ لقمان سورہ نمبر 31 آیت نمبر 10 تا 11 میں ہے جہاں پہاڑوں کو 5 ''انتباہوں'' میں سے ایک قرار دیا گیا ہے۔ اس

میں بیان ہے کہ ''اس نے آسمان بغیر سہارے کے بنائے ہیں جو کہ تم دیکھ سکتے ہو اور زمین پر پہاڑوں کو گاڑ دیا ہے تا کہ یہ تمہیں جنبش نہ دے'' سورہ الانبیاء سورہ نمبر 21 آیت نمبر 31 میں 7 میں سے ایک انتباہ ہم پڑھتے ہیں...... ''اور ہم نے زمین پر قائم کیے ہیں مضبوط پہاڑ تا کہ وہ مخلوق کو ہلا نہ سکیں'' سورہ نحل 16:15 کہتی ہے کہ...... ''اس نے زمین میں پہاڑ گاڑ دیئے ہیں تا کہ تمہیں لے کر ہل نہ جائیں'' ہم دیکھتے ہیں کہ پھر مومنوں اور کافروں کو بتایا گیا ہے کہ یہ عظیم کام اللہ نے کیا ہے...... یعنی اس نے بذات خود نصب کیے۔ اس لیے کہ ان کے باعث زمین شدت سے نہیں لرزے گی۔ اس لیے ہمیں آپ سے ضرور پوچھنا چاہیے...... ''وہ کیا سمجھیں؟'' اگلی 2 آیات میں ایک اور منظر بیان کیا گیا ہے۔ سورہ الانبیاء سورہ نمبر 78 آیت نمبر 6 تا 7...... ''کیا ہم نے زمین کو وسعت نہیں دی اور پہاڑوں کو میخوں کی طرح نہیں گاڑا ہے'' جیسا کہ ایک خیمے کو زمین پر نصب کرنے کیلئے کھونٹیاں گاڑی جاتی ہیں اور پھر نمایاں تر سورہ الغاشیہ سورہ نمبر 88 آیت نمبر 17 تا 19 ''کیا کافر پہاڑوں کو نہیں دیکھتے 'الجبال' کس طرح وہ ایک خیمے کی کھونٹی کی طرح گاڑے گئے ہیں'' یہاں لوگوں کو بتایا گیا ہے کہ پہاڑ خیمے کی کھونٹیوں کی طرح نصب کیے گئے ہیں کھونٹیاں خیمے کو قائم رکھتی ہیں اس طرح دوبارہ یہ نظریہ بیان کیا گیا ہے کہ کھونٹیاں یعنی پہاڑ زمین کو لرزنے سے بچائیں گے۔ پہاڑوں کے لیے استعمال کیے گئے لفظ ''رواسیہ'' سے ایک تیسری تصویر سامنے آتی ہے'' یہ لفظ عربی مصدر ''ارسہ'' سے ماخوذ ہے اور یہی مصدر عربی زبان میں لنگر کیلئے رائج لفظ کا بھی ہے۔ ''لنگر پھینکنا'' یا ''لنگر ڈالنا'' کے لیے عالتہ المرسا یعنی جس طرح جہاز کی حرکت کو روکنے کیلئے لنگر ڈالتے ہیں اسی طرح ہم نے زمین کے لرزنے کو روکنے کیلئے پہاڑوں کو نصب کیا ہے۔ ان وضاحتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت محمد ﷺ کے پیروکار یہی سمجھے کہ جس طرح پہاڑ خیمے کی کھونٹیوں کی طرح نصب کیے گئے ہیں اور کھونٹیاں خیمے کو قائم رکھتی ہیں ایک لنگر کی طرح جو جہاز کو مخصوص جگہ پر قائم رکھتا ہے اسی طرح پہاڑ زمین کو حرکت کرنے سے روکنے کے لیے یا زلزلوں سے بچانے کیلئے نصب کیے گئے ہیں۔

لیکن درحقیقت یہ نظریہ غلط ہے پہاڑوں کا وجود ہی زلزلوں کا باعث بنتا ہے اس لیے یہ آیات ایک یقینی مسئلہ پیش کرتی ہیں (نعوذ باللہ) Dr.Maurice Bucaile نے اس کی نشاندہی کی اور اپنی کتاب ''بائبل، قرآن اور سائنس'' میں اس پر بحث کی۔ پہاڑوں کے بارے میں مذکورہ بالا آیات کا حوالہ دینے کے بعد وہ کہتا ہے ''جدید ماہرین ارضیات نے پہاڑوں کے حوالے سے زمین کے نقائص بیان کیے ہیں۔ زمین کے اوپری پرت کے استحکام کا عمل انہی غلطیوں کی نسبت ہے۔ جب ارضیات کے ماہر ڈاکٹر ڈیوڈ اے ینگ سے اس بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے جواب دیا ''اگر چہ یہ تو درست ہے کہ بہت سے پہاڑی سلسلے تہ در تہ چٹانوں پر مشتمل ہیں اور تہیں بہت بڑے پیمانے پر بھی ممکن ہوسکتی ہیں، تاہم یہ بات درست نہیں کہ تہیں زمین کے اوپر پرت کو مستحکم رکھتی ہیں۔ دوسرے لفظوں میں، پہاڑ زمین کو لرزنے سے نہیں روکتے۔ ان کی بناوٹ پہلے بھی اور اب بھی زمین کے لرزنے کا باعث ہے۔ عصر حاضر کے ارضیاتی نظریات تجویز کرتے ہیں

کہ زمین کا سخت اوپری پرت اجزاء اور تہوں سے بنا ہے۔ جو ایک دوسرے سے ربط کی نوعیت کی بنیاد پر آہستگی سے حرکت کرتے ہیں۔ بعض اوقات تہیں جدا ہو جاتی ہیں جیسا کہ شمالی اور جنوبی امریکا ہیں جو کہ یورپ اور جنوبی افریقہ سے جدا ہوئے اور بعض اوقات تہیں قریب آتی ہیں اور ایک دوسرے سے رگڑ کھاتی ہیں اور ٹکراتی ہیں۔ اس طرح زلزلے پیدا ہوتے ہیں۔ اس طرح کی ایک مثال مشرق وسطیٰ میں موجود ہے جہاں Zygross کا پہاڑی سلسلہ عرب کے ایران کی طرف حرکت کرنے سے بنا ہے۔ اگر کوئی شاہراہوں پر سفر کرتا جائے تو دنیا کے کئی حصوں میں ایسے پہاڑی علاقے دیکھے گا جن پر ریت کے طوفان نے افقی تہیں جمائی تھیں لیکن اب ترچھی ہوگئی ہیں۔ اسی طرح یہاں آپ دیکھ سکتے ہیں کہ ریت کے طوفان کی جمائی ہوئی افقی تہیں اب 75 درجے تک ترچھی ہو چکی ہیں۔ پہاڑوں کے بننے کے عمل کے دوران جو زلزلے آئے انھیں کے باعث یہ افقی تہیں ترچھی ہوگئیں۔ بعض اوقات تہیں ایک دوسرے پر چڑھ جاتی ہیں اور پھر پھسلنا شروع کرتی ہیں تو اس دوران بہت بڑی طاقت وجود میں آتی ہے۔ جب رگڑ کی قوتیں ماند پڑ جاتی ہیں تو تہہ کا جو حصہ جڑا ہوا تھا ایک دم آگے کھسکتا ہے اچانک دھڑام سے زلزلہ پیدا ہوتا ہے۔ Coco splade میکسیکو میں آنے والے ایک حالیہ زلزلے سے یہ حصہ 3 میٹر اچانک ایک جھٹکے سے آگے بڑھ گیا۔ اگر آپ کا گھر اچانک 3 میٹر آگے چھلانگ لگائے تو تباہ و برباد ہو جائے گا۔ ایک اور طرح کے پہاڑ ہیں جو آتش فشاں پہاڑوں کے ذریعے وجود میں آتے ہیں۔ لاوا اور راکھ زمین سے ابل کر باہر آتے ہیں اور ڈھیر ہوتے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ ایک اونچا پہاڑ بن جاتا ہے۔ حتیٰ کہ سمندر کی تہ میں بھی ایسا ہوتا ہے اس طرح کا عمل ہم اس تصویر میں دیکھ سکتے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ آپ اسے دیکھ سکتے ہیں گو واضح نہیں ہے۔ سمندر کی اوپری پرت یہ ہے اور براعظم کا پرت ادھر ہے۔ سمندری پرت براعظم کے پرت کے نیچے جا رہا ہے اور یہاں پہاڑ پائے گئے ہیں۔ یہ آتش فشاں پہاڑ ہے۔ پگھلی ہوئی چٹان کا مادہ یہ رہا جو کہ آتش فشاں سے نکل رہا ہے۔ اور یہ ایک دوسرا آتش فشاں ہے جو سیال مادہ اُگل رہا ہے یہی وہ عمل ہے جس سے پہاڑ بنتے ہیں اور زلزلے پیدا ہوتے ہیں۔ آتش فشاں کے ذریعے وجود میں آنے والے پہاڑوں کے ضمن میں پگھلی ہوئی چٹان جو آتش فشاں کے دہانے میں پھنس کر ٹھنڈی ہوتے ہوتے نسبتاً زیادہ اثر پذیری کے باعث زمین کی تہہ کے نیچے تک دھنس جاتی ہے۔ اور دہانے کو بند کر دیتی ہے تو یہ ایک پلگ کی طرح ہوگی تاہم یہ ایک جڑ نہیں ہے۔ یہ پہاڑ کا بوجھ نہیں اٹھاتی، یہ تو فی الحقیقت ایک پلگ کی مانند ہے اس لیے بعض مواقع پر پلگ کے نیچے پریشر زور پکڑتا ہے اور آتش فشاں پھٹ جاتا ہے جیسا کہ جنوبی بحر الکاہل میں Crackato کے مقام پر 1883 عیسوی میں ہوا تھا جب پورا جزیرہ بھک سے اڑ گیا تھا اور ایسا ہی Ardase کے مقام پر Mount Saint Halena میں بھی ہوا تھا جب ایک پہاڑ پھٹ گیا تھا۔ ان معلومات سے ہم یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ پہاڑ دراصل حرکت اور زلزلے کا باعث بنتے تھے اور اب اس زمانے میں زلزلے اس پہاڑ بننے کے عمل کے باعث آتے ہیں۔ جب تہیں ایک دوسرے سے پیوست ہو جاتی ہیں تو زلزلے آتے ہیں جب آتش فشاں

پھٹتے ہیں تو وہ زلزلے کا باعث بن سکتے ہیں۔ یہ بات واضح ہے کہ حضرت محمد ﷺ کے پیروکاران آیات کو سمجھ رہے تھے کہ جن میں کہا گیا ہے کہ اللہ نے پہاڑ زمین میں پیوست کیے خیمے کی کھونٹی یا جہاز کے لنگر کی طرح تاکہ اسے لرزنے سے روکے۔ پہاڑوں کو زمین کے اندر نصب کرنا شاعری ہو سکتی ہے لیکن یہ کہنا کہ پہاڑ زمین کو لرزنے سے روکتے ہیں یہ ایک شدید مشکل ہے جو جدید سائنس سے مطابقت نہیں رکھتی۔

اب ہم کچھ تذکرہ اس بات کا کرتے ہیں کہ قرآن سورج کے بارے میں کیا کہتا ہے۔ سورہ کہف سورہ نمبر 18 آیت نمبر 86 میں بیان ہے ''یہاں تک کہ ذوالقرنین سورج غروب ہونے کے مقام پر پہنچا تو اس نے سورج کو کثیف پانی کے چشمے میں غروب ہوتے دیکھا۔'' میں معذرت خواہ ہوں 20 ویں صدی کی سائنس میں یہ کثیف چشمے کے پانی میں غروب نہیں ہوتا اور پھر سورہ الفرقان سورہ نمبر 25 آیت نمبر 45 تا 46 میں بیان ہے ''کیا تم نے اپنے آقا کی طرف دھیان نہیں کیا کہ وہ کیسے سائے کو طول دیتا ہے۔ اگر وہ چاہتا ہے تو اسے ساکن کر دیتا تو پھر ہم نے سورج کو اس پر ایک رہنما بنایا'' اس کے بارے میں کیا کہیں گے؟ اگر ہم سورج کو اپنے سر پر تصور کریں تو آپ کا کوئی سایہ نہ ہوگا یا بہت ہی چھوٹا سایہ ہوگا اور جونہی سورج زوال پذیر ہونے لگتا ہے تو آپ کا سایہ دوسری طرف دراز ہونے لگتا ہے۔ سورج تو زمین کے مقابلے میں ساکن ہے۔ یہ سائے کی حرکت کا باعث نہیں بنتا۔ گھومتی ہوئی زمین سائے کی رہنمائی کرتی ہے۔ تو اگر آپ بیسویں صدی جیسی درستی چاہتے ہیں تو سورہ میں بیان ہونا چاہیے ''گھومتی ہوئی زمین سائے کی تبدیلی کا باعث بنتی ہے'' میں ایک مختلف موضوع کا تذکرہ کرتا ہوں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی موت۔ وہ اپنے عصا کے سہارے کھڑے ہیں۔ بیان کیا گیا ہے، جنات ان کے لیے کام کرتے تھے، جب سلیمان علیہ السلام چاہتے تھے، اور جب ہم نے سلیمان علیہ السلام کو موت دی تو انہیں (جنات کو) سلیمان علیہ السلام کی موت کا پتہ نہ چلا تا آنکہ زمین کی ایک چھوٹی سی رینگنے والی مخلوق ان کے عصا کو کھا گئی اور جب وہ گرے تب جنات کو پتہ چلا۔ اگر وہ نظر نہ آنے والی بات کو جان لیتے تو وہ سزا کے طور پر کام کرنے کی پریشانی نہ اٹھاتے۔ سلیمان علیہ السلام کے اپنے عصا کے سہارے کھڑے کھڑے گرنے کا منظر ایسے ہی ہے جیسے مراکش سے ایک ویران سڑک پر چلنے والا، کوئی باورچی اس سے آکر نہیں پوچھتا کہ وہ رات کے کھانے میں کیا پسند کریگا۔ اور کوئی جنرل احکام لینے کیلئے نہیں آتا اور نہ ہی معززین یہ کہنے کے لیے آتے ہیں کہ ''آئیں شکار کو چلیں'' کوئی دھیان نہیں دیتا۔ میں معذرت خواہ ہوں کہ اس واقعہ کا یقین نہیں کر سکتا۔ یہ 20 ویں صدی کی عمرانیات کیلئے قابل قبول نہیں۔ ساتویں صدی کی عمرانیات کے لیے بھی نہیں کہ اس زمانے میں بھی ایک بادشاہ کو اس طرح تنہا نہیں چھوڑا جا سکتا تھا۔

اب آئیں آخر میں دودھ کا تذکرہ کریں۔ سورہ نحل سورہ نمبر 16 آیت نمبر 66 میں کہا گیا ہے...... ''ہم تمہارے لیے باہر نکالتے ہیں جو ان کے (مویشیوں کے) پیٹ میں ہے فضلے اور خون کے درمیان، دودھ جو کہ پاکیزہ ہے اور پینے والوں کو مرغوب ہے'' پیٹ میں جہاں آنتیں ہیں...... معاف کیجئے گا...... 20 ویں

صدی کی میڈیکل سائنس میں آنتیں تو پیٹ میں ہیں مگر دودھ والے غدود جلد کے نیچے ہیں۔ انسانوں میں جلد کے نیچے اس جگہ پر ہوتے ہیں۔ جانوروں میں ٹانگوں کے درمیان جلد کے نیچے ہوتے ہیں۔ چھاتیوں اور آنتوں کے درمیان کسی طرح کا کوئی ربط نہیں، نہ ہی ان کی شباہت میں فضلات اگرچہ جسم کے اندر ہوتے ہیں لیکن درحقیقت یہ جانور کی بیرون ہے۔ اس کا دودھ یا کسی اور چیز سے کوئی ربط نہیں۔ جانور تو اسے خارج کر چکا آخر میں سورہ الانعام سورہ نمبر 6 آیت نمبر 38 ''زمین پر ایسا کوئی جانور نہیں نہ ہی کوئی 2 پروں سے اڑنے والی مخلوق، جو تمہاری طرح معاشرت نہ رکھتی ہو'' کہا گیا ہے کہ نہ ہی کوئی زمین کا جانور نہ ہی اڑنے والے جاندار اور پھر کہا گیا ہے کہ سب تمہاری طرح معاشرت رکھتے ہیں۔ میرا گمان ہے کہ قرآن ہم انسانوں سے بات کر رہا ہے کچھ مکڑے ایسے ہیں کہ جب وہ ملاپ سے فارغ ہوتے ہیں تو ''ماں''، ''باپ'' کو کھا جاتی ہے۔ میں خوش ہوں کہ میری بیوی نے مجھے نہیں کھایا۔ حتیٰ کہ شہد کی مکھیوں میں بارآوری کی ضرورت سے زائد نکھٹو نر مرنے کے لیے باہر پھینک دیئے جاتے ہیں۔ میں اس بات پر بھی خوش ہوں کہ ہمارے ہاں 4 بچے پیدا ہونے کے بعد مجھے گھر سے باہر نہیں پھینکا گیا۔ آخر میں شیروں کا ذکر ہے۔ جب شیر بوڑھا ہو جاتا ہے تو ایک جوان شیر آ کر بوڑھے شیر کو اس کی مادہ سے دور دھکیل دیتا ہے اور جوان شیر مادہ پر تصرف حاصل کر لیتا ہے۔ لیکن وہ بوڑھے شیر کے بچوں کے ساتھ کیا سلوک کرتا ہے؟ وہ ان سب کو مار دیتا ہے۔ اس لیے میرا خیال ہے کہ یہ نقطہ نظر درست نہیں۔ تمام دوسرے گروہ اور تمام دوسرے جانور ہماری طرح معاشرت نہیں رکھتے۔ نتیجے کے طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ قرآن میں کئی سائنسی اختلافات ہیں۔ قرآن اپنے زمانے کی عمومی سائنس سے مطابقت رکھتا ہے اور اسی کی عکاسی کرتا ہے۔ یعنی ساتویں صدی کی عبوری سائنس ہم یہاں سچ کی تلاش میں آئے ہیں۔ میں نے درست معلومات پہنچانے کی مکمل سعی کی ہے۔ اگر آپ تمام حوالہ جات دیکھنا چاہتے ہیں تو میری کتاب ''قرآن اور بائبل، تاریخ اور سائنس کی روشنی میں'' اس دروازے کے باہر فروخت کیلئے موجود ہے اور خاص رعایتی قیمت پر دستیاب ہے۔ سچا خدا آپ کی رہنمائی کرے۔ شکریہ!

ڈاکٹر محمد:

ڈاکٹر کیمبل آپ کے خطاب کا شکریہ۔ اب برادر سبیل احمد اگلے مقرر، ڈاکٹر ذاکر نائیک کا تعارف پیش کریں گے۔

ڈاکٹر سبیل احمد:

السلام علیکم ورحمۃ اللہ!!...... میرے لیے ہمارے عہد کے ممتاز ترین صاحب علم لوگوں میں سے ایک، ڈاکٹر ذاکر عبدالکریم نائیک کا تعارف پیش کرنا باعث مسرت ہے۔ ان کی عمر 34 سال ہے۔ آپ اسلامک ریسرچ فاؤنڈیشن بمبئی ہندوستان کے صدر ہیں۔ اگرچہ پیشہ ورانہ لحاظ سے ایک ڈاکٹر ہیں، ڈاکٹر ذاکر نائیک ایک معروف بین الاقوامی مقرر کے طور پر جانے جاتے ہیں۔ اسلام اور تقابل مذاہب کے حوالے سے ڈاکٹر

ذاکر اسلامی نقطہ نظر کی وضاحت کرنے کے ماہر ہیں وہ اسلام کے بارے میں شبہات کو دور کرتے ہیں۔ وہ دلیل، منطق اور سائنسی حقائق کے حوالے سے قرآن، حدیث اور دوسری مذہبی کتابوں کے بارے میں پائے جانے والے ابہام کو دور کرتے ہیں۔ وہ اپنے تنقیدی تجزیے اور عوامی خطاب کے بعد سامعین کے وقت طلب سوالات کے موثر جوابات کے لیے ہر دلعزیز ہیں۔ گزشتہ کئی سالوں میں ہندوستان میں بہت سے عوامی خطابات کے علاوہ دنیا بھر میں 700 سے زائد لیکچر زدے چکے ہیں۔ وہ دنیا کے کئی ممالک کے سیٹلائیٹ چینل TV پروگراموں اور بہت سے انٹرنیشنل TV چینلو پر باقاعدگی سے حاضر ہوتے ہیں۔ انہوں نے اسلام اور تقابل ادیان پر کئی کتابیں تصنیف کی ہیں انہوں نے دوسرے ممالک کی ممتاز شخصیات کے ساتھ مجالس مذاکرہ اور مباحث میں بھی شرکت کی ہے۔

ڈاکٹر محمد:

میں یہ اعلان کرنے کی اجازت چاہتا ہوں کہ دونوں مقررین کی تقاریر اور جوابی دور کے بعد ہم سوال و جواب کا ایک کھلا دور منعقد کرینگے۔ پس جو دیر سے آئے ہیں ذہن نشین کرلیں کہ ہم مائیک پر سوال لیں گے۔ اس کے بعد انڈیکس کارڈ پر سوال ہونگے۔ خواتین و حضرات! میں ڈاکٹر ذاکر نائیک کو اپنے خیالات کے اظہار کی دعوت دیتا ہوں۔

ڈاکٹر ذاکر نائیک:

محترم ڈاکٹر ولیم کیمبل، ڈاکٹر مزاقس، ڈاکٹر جمال بدوی، برادر سلیمان نعمان، ڈاکٹر محمد نائیک، میرے محترم بزرگو اور میرے پیارے بھائیو اور بہنو! آپ سب کو اسلامی طریقہ سے خوش آمدید کہتا ہوں۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!!

آج کے مباحثے کا موضوع ہے ''قرآن اور بائبل سائنس کی روشنی میں'' عظمت والا قرآن آخری آسمانی کتاب ہے جو کہ آخری رسول حضرت محمد ﷺ پر نازل کی گئی۔ کسی بھی کتاب کیلئے اللہ تعالیٰ کی وحی ہونے کا دعویٰ ہو تو اسے وقت کے امتحان پر پورا اترنا چاہیے۔ قبل ازیں عہد قدیم معجزوں کا عہد تھا۔ بعد ازاں ادب اور شاعری کا دور آیا اور مسلم اور غیر مسلم ہیں کہ عظمت والا قرآن روئے ارض پر دستیاب بہترین ادب ہے۔ لیکن آج سائنس اور ٹیکنالوجی کا زمانہ ہے۔ آئیں تجزیہ کریں کہ آیا قرآن جدید سائنس کے ساتھ ہم آہنگ ہے یا غیر ہم آہنگ۔

البرٹ آئن سٹائن نے کہا تھا ''سائنس مذہب کے بغیر لنگڑی ہے اور مذہب سائنس کے بغیر اندھا ہے'' میں آپ کو یہ یاددہانی کرادوں کہ قرآن سائنس کی کتاب نہیں ہے۔ یہ علامات کی کتاب ہے۔ یہ نشانیوں کی کتاب ہے اس میں 6000 سے زائد علامات یعنی نشانیاں ہیں جن میں سے ایک ہزار سے زیادہ سائنس کے متعلق بیان کرتی ہیں۔ جہاں تک قرآن اور سائنس کے بارے میں میری گفتگو کا تعلق ہے، میں صرف ان

سائنسی حقائق کے بارے میں بات کروں گا۔ جو ثابت شدہ ہیں۔ میں ایسے سائنسی مفروضوں اور نظریات کے بارے میں بات نہیں کرونگا جو بغیر کسی ثبوت کے قیاس پر مبنی ہیں کیونکہ ہم سب جانتے ہیں کہ سائنس کوئی مرتبہ اپنے آپ کو جھٹلانا پڑا ہے۔

ڈاکٹر ولیم کیمبل جنھوں نے Dr.Maurice Bucaille کی کتاب بائبل، قرآن اور سائنس کے جواب میں ''قرآن اور بائبل تاریخ اور سائنس کی روشنی میں'' لکھی ہے، اپنی کتاب میں کہتے ہیں کہ انداز کی دو قسمیں ہیں۔ ایک مطابقت والا انداز ہے جس کا مطلب ہے کہ انسان آسمانی کتاب اور سائنس کے درمیان ہم آہنگی لانے کی کوشش کرتا ہے اور دوسرے ٹکرانے والا انداز ہے۔ جس میں انسان آسمانی کتاب اور سائنس کے درمیان تصادم کی کوشش کرتا ہے جیسا کہ ڈاکٹر ولیم کیمبل نے بخوبی کیا لیکن جہاں تک قرآن کا تعلق ہے، اس بات سے قطع نظر کہ کوئی انسان ہم آہنگی کی راہ اختیار کرتا ہے یا ٹکراؤ کا انداز، جب تک آپ منطق پر کاربند ہیں تو ایک منطقی وضاحت کے دیئے جانے کے بعد کوئی ایک شخص بھی قرآن کی کسی ایک آیت کو جدید سائنس کے ساتھ متصادم ثابت نہیں کر سکتا۔ ڈاکٹر ولیم کیمبل نے کئی مبینہ سائنسی غلطیوں کی قرآن میں نشاندہی کی ہے میری یہ ذمہ داری ہے کہ دلیل کے ساتھ ان کے دعوے کا جواب دوں۔ لیکن چونکہ انہوں نے پہلے خطاب کرنا پسند کیا، میں اپنی گفتگو میں چند نکات کی وضاحت کروں گا۔ میں ان کی گفتگو کے اہم حصے علم جنین اور علم ارضیات کے بارے میں زیادہ بات کروں گا۔ باقی معاملات کا دوران گفتگو اپنی معلومات کے مطابق ذکر کروں گا مجھے یہ دونوں کام کرنے ہیں۔ میں موضوع کے ساتھ ناانصافی نہیں کر سکتا'' موضوع ہے ''قرآن اور بائبل سائنس کی روشنی میں'' میں صرف ایک ہی آسمانی کتاب کے بارے میں بات محدود نہ رکھوں گا۔ ڈاکٹر ولیم کیمبل نے بمشکل ایک یا دو نکات پر بائبل کا حوالہ دیا۔ میں انشاء اللہ دونوں کے بارے میں بات کروں گا۔ میں موضوع سے انصاف کرنا چاہتا ہوں۔ جہاں تک قرآن اور جدید سائنس کا تعلق ہے۔ فلکیات کے میدان میں سائنس دان، ہیئت دان، چند عشرے قبل انہوں نے بیان کیا کہ کائنات کیسے وجود میں آئی، وہ اسے Big Bang کہتے ہیں، اور انہوں نے کہا ''ابتدا میں ایک ہی گیس اور غبار کا بادل تھا جو کہ بعد ازاں ایک بڑے دھماکے کے باعث جدا ہو گیا، جس سے کہکشاؤں، ستاروں، سورج اور زمین جس پر ہم رہتے ہیں، سب وجود میں آئے'' یہ معلومات عظمت والے قرآن میں بہت تھوڑے الفاظ میں دی گئی ہیں۔ سورہ انبیاء سورہ اکیس، آیت نمبر 30 جو کہتی ہے ''کیا کافر نہیں دیکھتے کہ آسمان و زمین باہم جڑے ہوئے تھے اور ہم نے انہیں توڑ کر دو لخت کر دیا'' ان معلومات کی روشنی میں غور کریں جو ابھی حال ہی میں منظر عام پر آئی ہیں، جن کا قرآن 1400 سال پہلے ذکر کرتا ہے۔ جب میں سکول میں تھا تو میرے علم میں یہ بات آئی تھی کہ سورج زمین کے حوالے سے ساکن ہے۔ زمین اور چاند محوری گردش کرتے ہیں لیکن سورج ساکن ہے۔ لیکن جب میں نے سورۃ الانبیاء کی یہ آیت پڑھی (سورہ 21 آیت نمبر 33) ''یہ اللہ ہی ہے جس نے رات اور دن بنائے ہیں، سورج اور چاند ان میں سے ہر ایک اپنے مدار میں اپنی حرکت کے ساتھ گردش کر

رہا ہے" اب الحمد اللہ جدید سائنس نے اس قرآنی بیان کی تصدیق کر دی ہے" عربی لفظ جو قرآن میں استعمال ہوا ہے وہ "یَسْبَحُوْنَ" ہے، جو کہ ایک حرکت پذیر شے کی حرکت کو بیان کرتا ہے، اور جب اس سے مراد ایک آسمانی چیز ہوتی ہے تو اس کا مطلب ہے کہ وہ جسم فلکی محوری گردش کر رہا ہے۔ قرآن نے یہی بیان کیا ہے کہ سورج اور چاند اپنے محور میں گھومتے ہوئے اپنے اپنے مدار میں گردش کر رہے ہیں۔ آج ہمیں یہ معلوم ہو چکا ہے کہ سورج تقریباً 25 دن میں اپنا ایک چکر پورا کرتا ہے۔ یہ ایڈون ہبل تھا جس نے دریافت کیا کہ کائنات پھیل رہی ہے۔ قرآن سورہ ذاریات سورہ نمبر 51 آیت نمبر 47 میں بیان کرتا ہے کہ "ہم نے ایک وسعت پذیر کائنات کو تخلیق کیا ہے، خلاف کی وسعت" عربی لفظ "موسعون" وسعت کے مفہوم میں ہے یعنی وسعت پذیر کائنات۔ علم فلکیات کے حوالے سے ڈاکٹر ولیم کیمبل نے جن موضوعات کو چھیڑا ہے میں ان کا بُطلان کروں گا، انشاء اللہ۔ "پانی کے دور (Cycle)" کے بارے میں ڈاکٹر ولیم کیمبل نے کچھ امور کی نشاندہی کی ہے۔ قرآن نے پانی کے چکر (Cycle) کو بہت تفصیل سے بیان کیا ہے اور ڈاکٹر ولیم کیمبل نے 4 مراحل کا ذکر کیا ہے۔ اپنی کتاب میں انہوں نے (a)4 اور (b)4 کا تذکرہ کیا ہے، آخر الذکر سلائیڈ بھی نہیں دکھائی گئی، مجھے معلوم نہیں ایسا کیوں ہے؟ اس میں بیان ہے "The Driplinition"...... "یعنی پانی کا جدول" اس کو وہ حذف کر گئے ہیں شاید اس لیے کہ بائبل میں اس کا تذکرہ نہیں ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ قرآن میں ایک آیت بھی ایسی نہیں جس میں بخارات کا تذکرہ ہو۔ قرآن سورہ الطارق سورہ نمبر 86 آیت نمبر 11 میں بیان کرتا ہے۔ "آسمان کے پلٹنے کی صلاحیت کے ذریعے" اور قرآن کی تقریباً تمام تفاسیر میں مفسروں نے کہا ہے کہ سورہ الطارق کی آیت نمبر 11 آسمان کے بارش کو پلٹانے کی صلاحیت کے بارے میں ہے یعنی "بخارات" ڈاکٹر ولیم کیمبل جو عربی جانتے ہیں، کہہ سکتے ہیں "اللہ تعالیٰ واضح طور پر تذکرہ کیوں نہیں کیا؟" یعنی آسمان کی بارش کو پلٹانے کی صلاحیت کو اللہ نے واضح طور پر کیوں نہیں بیان کیا؟ اب ہم یہ جان چکے ہیں کہ اللہ نے ایسا کیوں نہیں کیا۔ ربانی مصلحت کی وجہ سے ایسا ہے کیونکہ آج ہم جان چکے ہیں کہ زمین کے گرد اوزون (Ozone) کی تہہ اور بارش کے پلٹائے جانے کے علاوہ بہت سا مفید مادہ اور توانائی بھی بارش کے ساتھ زمین کو پلٹتے ہیں جن کی بنی نوع انسان کو ضرورت ہوتی ہے۔ یہ صرف بارش ہی نہیں جو آسمان سے پلٹتی ہے بلکہ آج ہم یہ بھی جان چکے ہیں کہ ریڈیو اور TV کی مواصلاتی لہریں بھی پلٹتی ہیں جن کے ذریعے ہم ریڈیو اور TV سے لطف اندوز ہوتے ہیں نیز مواصلاتی رابطے بھی کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ تہہ بیرونی خلاء کی نقصان دہ شعاعوں کو بھی پلٹاتی اور جذب کرتی ہے۔ مثال کے طور پر سورج کی Ultraviolet شعاعیں ionosphere میں جذب ہو جاتی ہیں۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو زمین پر حیات معدوم ہو جاتی۔ اس لیے اللہ تعالیٰ عظیم ترین اور اس کا قول برحق، جب وہ کہتا ہے "آسمان کی پلٹانے کی صلاحیت کے ذریعے" اور باقی جن چیزوں کا تذکرہ قرآن میں ہے ان کے لیے میری سی ڈیز ملاحظہ فرمائیں۔ قرآن نے "پانی کے دور (Cycle)" کو بہت تفصیل سے بیان کیا ہے۔ جو کچھ انہوں نے بائبل

کے بارے میں کہا ہے، انہوں نے پہلی سلائیڈ میں پہلا اور تیسرا مرحلہ دکھایا ہے، دوسرے سلائیڈ میں مرحلہ 3,1 اور پھر 2 کہ "پانی زمین سے اوپر اٹھایا جاتا ہے" اور پھر کہتے ہیں کہ "پھر بارش کا پانی زمین پر برستا ہے" یہ Phasofmillitas کا فلسفہ ہے، ساتویں صدی قبل مسیح کا۔ اس کا خیال تھا کہ ہوا سمندر کی پھوار کو اوپر اٹھا لیتی ہے اور پھر اندرون ملک بارش برساتی ہے۔ وہاں بادل کا کوئی ذکر نہیں۔ دوسرا حوالہ جو کہ ڈاکٹر ولیم کیمبل نے دیا ہے پہلی چیز ان کے قول کے مطابق ہے۔ "بخارات" ہم اس سے متفق ہیں ہم بائبل سے ہم آہنگ ہونے والی توضیحات کا برا نہیں مناتے۔ "پھر بارش برستی ہے اور پھر بادل بنتے ہیں" یہ پانی کا مکمل دور (Cycle) نہیں ہے۔ الحمد اللہ قرآن نے پانی کے دور کا کئی مقامات پر بڑی تفصیل کے ساتھ تذکرہ کیا ہے۔ پانی کیسے اوپر اٹھتا ہے، بخارات بنتا ہے، بادل بنتے ہیں، بادل آپس میں جڑتے ہیں، ان کا اتصال ہوتا ہے، گرج اور چمک ہوتی ہے، پانی برستا ہے، بادل اندرون خطہ حرکت کرتے ہیں، بارش کی صورت میں برستے ہیں اور پانی کا بخارات بننا، الحمد اللہ پانی کا جدول بہت تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ قرآن میں پانی کے دور کا تذکرہ پوری تفصیل کے ساتھ کئی مقامات پر کیا گیا ہے۔ سورہ نور سورہ نمبر 24 آیت نمبر 43، سورہ روم سورہ نمبر 30 آیت نمبر 48، سورہ الزمر سورہ نمبر 39 آیت نمبر 21، سورہ مومنون سورہ نمبر 23 آیت نمبر 18، سورہ اعراف سورہ نمبر 7 آیت نمبر 57، سورہ رعد سورہ نمبر 13 آیت نمبر 17، سورہ فرقان سورہ نمبر 25 آیت نمبر 48 تا 49، سورہ فاطر سورہ نمبر 35 آیت نمبر 9، سورہ یٰسین سورہ نمبر 36 آیت نمبر 34، سورہ جاثیہ سورہ نمبر 45 آیت نمبر 5، سورہ ق سورہ نمبر 50 آیت نمبر 9 سورہ الواقعہ سورہ نمبر 56 آیت نمبر 68 تا 70 اور سورہ ملک سورہ نمبر 67 آیت نمبر 30۔ عظمت والا کئی مقامات پر پانی کے دور کو بہت تفصیل کے ساتھ بیان کرتا ہے۔ ڈاکٹر ولیم کیمبل نے زیادہ تر وقت علم جنین کے موضوع پر صرف کیا، تقریباً نصف تقریر پر مشتمل، علم ارضیات کے بارے میں بہت کچھ اور چھ دیگر موضوعات کا تذکرہ کیا ہے جنہیں میں نے لکھ رکھا ہے۔ علم ارضیات کے حوالے سے آج ہم یہ جان چکے ہیں کہ ماہرین ارضیات نے ہمیں بتایا ہے کہ زمین کا نصف قطر تقریباً 3750 میل کا ہے نیز اندرونی تہیں گرم اور مائع حالت میں ہیں جہاں حیات ممکن نہیں ہے۔ زمین کی اوپر والی سطح، جس پر ہم رہتے ہیں، بہت پتلی ہے، بمشکل ایک سے تیس میل تک موٹی ہے۔ بعض حصے دبیز ہیں لیکن غالب اکثریت ایک سے تیس میل موٹی تہہ ہے۔ اور اس بات کے قوی امکانات موجود ہیں کہ زمین کی یہ اوپری تہہ لرزے گی۔ اس کی وجہ "Folding Phenomenon" ہے جو پہاڑی سلسلوں کو بلندی دیتا ہے جو کہ اس زمین کو استحکام دیتا ہے قرآن سورہ نبا سورہ نمبر 78 آیت نمبر 6 تا 7 میں بتاتا ہے "ہم نے زمین کو وسیع بنایا ہے اور پہاڑوں کو میخیں" قرآن یہ نہیں کہتا کہ پہاڑوں کو میخوں کی صورت میں پھینکا گیا تھا۔ عربی لفظ "اوتاذ" کا مطلب ہے میخیں ہے جیسے خیمے کی کھونٹیاں اور آج ہم جدید علم ارضیات کے مطالعے سے یہ جان چکے ہیں کہ پہاڑوں کی جڑیں گہری ہوتی ہیں یہ بات 19 ویں صدی کے دوسرے نصف کے دوران معلوم ہوئی۔ پہاڑ کی اوپری سطح جو ہم دیکھتے ہیں یہ اس کے مقابلے میں بہت کم ہے جو زمین کے اندر گہرائی

تک ہے۔ بالکل اسی طرح جیسے ایک کھونٹی کو زمین میں گاڑ دیا جاتا ہے۔ یا برف کے تودے کی چوٹی کی طرح......آپ چوٹی کو دیکھتے ہیں جبکہ 90 فیصد تودا پانی کے اندر چھپا ہوتا ہے۔ قرآن سورہ الغاشیۃ سورہ نمبر 88 آیت نمبر 19 اور سورہ نازعات سورہ نمبر 79 آیت نمبر 32 میں بیان کرتا ہے ''اور پہاڑوں کو زمین میں مضبوط گاڑ دیا'' آج جدید علم ارضیات کی ترقی کے بعد ڈاکٹر ولیم کیمبل نے کہا کہ Platectionics کے نظریے کے مطابق جو کہ 1960 عیسوی میں پیش کیا گیا۔ اس میں پہاڑی سلسلوں کے اُبھرنے کا تذکرہ ہے۔ آج کے ماہرین ارضیات تسلیم کرتے ہیں کہ پہاڑ زمین کو استحکام دیتے ہیں۔ گو تمام ماہرین ارضیات ایسا نہیں تسلیم کرتے لیکن بہت سے اس امر کے قائل ہیں۔ میری نظر سے آج تک ایک بھی ایسی کتاب نہیں گزری اور میں ڈاکٹر ولیم کیمبل کو چیلنج کرتا ہوں کہ وہ علم ارضیات کی کوئی ایک بھی کتاب دکھائیں نہ کہ ایک ماہر ارضیات کے ساتھ اپنی ذاتی خط و کتابت، جس کی کوئی اہمیت نہیں۔ ان کی ڈاکٹر کیتھ مور کے ساتھ ذاتی خط و کتابت دستاویزی ثبوت کا درجہ نہیں رکھتی اور اگر آپ "The Earth" کا مطالعہ کریں جس کا حوالہ تقریباً تمام جامعات نے دیا ہے علم ارضیات کے شعبے میں، اس کے مصنفین میں سے ایک جس کا نام Dr. Frank Press ہے جو سابق امریکی صدر جمی کارٹر کے مشیر اور اکیڈمی آف سائنس امریکہ کے صدر رہ چکے ہیں، وہ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ ''پہاڑ کھونٹی کی شکل کے ہیں، ان کی جڑیں زمین کی گہرائی تک ہوتی ہیں'' اور انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ ''پہاڑ کا عمل زمین کو استحکام دینا ہے'' اور قرآن سورہ انبیاء سورہ نمبر 21 آیت نمبر 31، سورہ لقمان سورہ نمبر 31 آیت نمبر 10، علاوہ ازیں سورہ نحل سورہ نمبر 16 آیت نمبر 15 میں بیان کرتا ہے کہ ''ہم نے پہاڑوں کو زمین میں مضبوطی کے ساتھ کھڑا کیا ہے تا کہ یہ لرزے اور نہ تمہیں لرزائے'' تمید بکم (Shake With you) سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگر زمین کو پہاڑوں کی وجہ سے استحکام نہ ہوتا تو عین ممکن ہے کہ انسان کے چلنے پھرنے، حرکت کرنے سے زمین انسان سمیت تھرتھراتی۔ اگر انسان جھولتا تو ممکن ہے زمین بھی جھولے جیسی حرکت کرنے لگتی'' اور ہم جانتے ہیں کہ جب ہم زمین پر چلتے ہیں تو زمین نہیں لرزتی۔ یہی بات Dr Frank Press اور ڈاکٹر نجاۃ نے بیان کی ہے۔ ڈاکٹر نجاۃ کا تعلق سعودی عرب سے ہے اور انہوں نے ایک پوری کتاب قرآن میں ارضیاتی تصورات کے بارے میں تحریر کی ہے جس میں ڈاکٹر ولیم کیمبل کے تقریباً ہر سوال کا جواب موجود ہے۔ پوری تفصیل کے ساتھ۔ ڈاکٹر ولیم کیمبل اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ ''اگر پہاڑ زمین کو لرزنے سے بچاتے ہیں تو پھر پہاڑی علاقوں میں زلزلے کیوں آتے ہیں؟'' میں نے کہا کہ قرآن میں یہ کہاں لکھا ہے کہ پہاڑ زلزلوں کی روک تھام کرتے ہیں۔ زلزلہ عربی زبان میں ''زلزال'' ہے اور اگر آکسفورڈ ڈکشنری میں اس کی تعریف دیکھیں تو وہاں لکھا ہے ''زلزلہ زمین کی بالائی سطح کے لرزنے کی وجہ سے ہے، زلزلے کی مقید لہروں کے اخراج کی وجہ سے چٹان میں دراڑ اور آتش فشانی ردعمل بھی اسباب بن سکتے ہیں۔ قرآن پاک نے زلزلے کے بارے میں سورہ زلزال سورہ نمبر 99 میں بیان کیا ہے لیکن تمید بکم (To Prevent earth from Shaking with You)'' اور اس

بیان کے جواب میں ''کہ اگر پہاڑ زلزلوں سے بچاؤ کا باعث ہیں تو پہاڑی علاقوں میں زلزلے کیوں آتے ہیں'' اس کا جواب یہ ہے کہ اگر میں کہوں کہ ڈاکٹر انسانی بیماریوں اور امراض کی روک تھام کرتے ہیں اور اگر کوئی اس پر یہ اعتراض کرے ''اگر ڈاکٹر انسانی بیماریوں اور امراض کی روک تھام کرتے ہیں تو ہسپتالوں میں زیادہ بیمار لوگ کیوں پائے جاتے ہیں جہاں گھر کی نسبت کہیں زیادہ ڈاکٹر موجود ہوتے ہیں؟ جبکہ گھر پہ ڈاکٹر نہیں ہوتے''۔

سمندروں کے بارے میں علم کے ضمن میں عظمت والا قرآن سورہ فرقان سورہ نمبر 25 آیت نمبر 53 میں بیان کرتا ہے کہ ''یہ اللہ ہی ہے جس نے پانی کے بہتے ہوئے دو دھارے آزاد چھوڑے ہوئے ہیں، ایک میٹھا اور پینے کے قابل جبکہ دوسرا نمکین اور تلخ'' اگرچہ وہ آپس میں ملتے ہیں لیکن آمیز (Mix) نہیں ہوتے۔ ان کے درمیان ایک حدِ فاصل ہے جسے عبور کرنے کی اجازت نہیں۔ قرآن سورہ رحمان سورہ نمبر 55 آیت نمبر 19 تا 20 ''یہ اللہ ہی ہے جس نے پانی کے دو دھارے آزاد چھوڑ رکھے ہیں اگرچہ وہ ایک دوسرے سے ملتے ہیں لیکن باہم آمیز نہیں ہوتے۔ ان کے درمیان ایک حدِ فاصل ہے جسے عبور کرنے کی اجازت نہیں'' قبل ازیں قرآن کے مفسر ہوتے تھے کہ ''قرآن کا مطلب کیا ہے؟'' ہم میٹھے اور نمکین پانی کے بارے میں جان چکے ہیں کہ جب بھی پانی کی ایک دوسری قسم کے ساتھ مل کر بہتی ہے تو جہاں دونوں قسمیں ملتی ہیں وہاں دونوں اپنی جزوی حیثیت کھو دیتی ہیں اور ایک آڑا ترچھا دھارا بن جاتا ہے، اسی کو قرآن نے حدِ فاصل قرار دیا ہے۔ اس بات سے بہت سے سائنس دانوں نے اتفاق کیا ہے حتیٰ کہ امریکہ کے Dr.Hay نامی سائنس دان نے بھی (تسلیم کیا ہے)۔ وہ بحری علوم کے ماہر ہیں۔ ڈاکٹر ولیم کیمبل اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ ''یہ ایک قابل مشاہدہ Phenomena ہے۔ اس زمانے کے ماہی گیر جانتے تھے کہ پانی کی دو قسمیں ہیں...... میٹھا اور نمکین اس لیے ہوسکتا ہے کہ حضرت محمد ﷺ ملک شام کے سفر کے دوران سمندر ملاحظہ کرنے بھی گئے ہوں یا ان کی ماہی گیروں سے بات ہوئی ہو۔ میٹھا اور نمکین پانی ایک قابل مشاہدہ Phenomena ہے میں اس بات سے اتفاق کرتا ہوں لیکن ماضی قریب تک لوگ یہ نہیں جانتے تھے کہ ایک اَن دیکھی حدِ فاصل بھی ہوتی ہے۔ یہاں جس سائنسی نقطے کے بارے میں غور کرنے کی ضرورت ہے وہ ''برزخ'' ہے، نہ کہ میٹھا اور نمکین پانی''

علمِ جنین کے موضوع پر ڈاکٹر ولیم کیمبل نے اپنی تقریر کا تقریباً نصف وقت صرف کیا۔ تمام چھوٹی چھوٹی غیر منطقی چیزوں میں ہر ایک کا جواب دینے کی مجھے وقت اجازت نہیں دے گا۔ میں ایک مختصر جواب پر اکتفا کروں گا جو کہ تسلی بخش ہوگا، انشاء اللہ۔ مزید تفصیلات کے لیے آپ میری سی ڈیز ''قرآن اور جدید سائنس'' نیز میری دوسری ڈی ''قرآن اور میڈیکل سائنس'' کے موضوع پر ملاحظہ کرسکتے ہیں۔

عربوں کے ایک گروپ نے قرآن اور حدیث میں مذکور علم جنین کے بارے میں تمام مواد کو جمع کیا تھا انہوں نے یہ مواد ڈاکٹر کیتھ مور کو پیش کیا جو کہ ٹورنٹو یونیورسٹی (کینیڈا) کے شعبۂ علم تشریح الابدان

(Anatomy) کے سربراہ اور چیئر مین تھے اور آج کل وہ علم جنین کے شعبے میں ممتاز ترین سائنس دانوں میں سے ایک ہیں۔ قرآن کے کئی تراجم پڑھنے کے بعد انہیں تبصرے کے لیے کہا گیا تو انہوں نے کہا ''قرآن اور حدیث کی بیشتر روایات جدید علم جنین سے ہم آہنگ ہیں'' لیکن چند روایات ایسی ہیں جن کے بارے میں نہ تو یہ کہہ سکتا ہوں درست ہیں اور نہ ہی یہ کہ غلط ہیں، کیونکہ مجھے خود ان کے بارے میں علم نہیں۔ ایسی قرآن کی دو ابتدائی آیات ہیں، سورہ اقراء یا سورہ علق سورہ نمبر 96 آیت نمبر 1 تا 2 جو بیان کرتی ہیں ''پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا، جس نے انسان کو پیدا کیا (چمٹنے والی چیز) یا (جونک نما) جمے ہوئے خون کے لوتھڑے سے''

ڈاکٹر ولیم کیمبل کے بیان کہ ''کسی لفظ کے معنی کے تجزیے کے لیے ہمیں یہ دیکھنا ہوگا کہ جس وقت نزول قرآن ہوا اس وقت کیا معنی مراد لیے گئے تھے اور ان لوگوں کے نزدیک کیا معنی تھے جن سے خطاب ہوا تھا؟'' جہاں تک ان کے بائبل کے حوالے کا تعلق ہے میں ان سے مکمل اتفاق کرتا ہوں، کیونکہ بائبل کا خطاب صرف اس عہد کے اسرائیل کی اولاد سے تھا۔ Methew کی انجیل 6-10:5 میں مذکور ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے پیروں کاروں کو بتایا ''تم بے دین لوگوں کے راستے پر مت چلو'' یہ بے دین لوگ کون ہیں؟ غیر یہودی، ہندو یا مسلمان؟ ''بلکہ اسرائیل کے گھرانے کی گم شدہ بھیڑ کی طرف جاؤ'' حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے Methew کی انجیل 15:24 میں فرمایا ہے ''میں نہیں بھیجا گیا، مگر اسرائیل کے گھرانے کی گم شدہ بھیڑ کی طرف'' پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور انجیل صرف اسرائیل کی اولاد سے تعلق رکھتے تھے۔ چونکہ یہ تعلق صرف انہی سے تھا اس لیے انجیل کے تجزیے کے لیے آپ کو وہی معنی اختیار کرنے ہوں گے جو اس دور میں مراد لیے گئے تھے۔ لیکن قرآن صرف اس دور کے عربوں کے لیے ہی نہ تھا اور نہ ہی قرآن صرف مسلمانوں کیلئے محدود ہے۔ قرآن تمام نوع انسانی کے لیے ہے اور ابد تک کیلئے بھی۔ قرآن سورہ ابراہیم سورہ نمبر 14 آیت نمبر 52، سورہ بقرہ سورہ نمبر 2 آیت نمبر 158 اور سورہ زمر سورہ نمبر 39 آیت نمبر 41 میں کہتا ہے کہ قرآن تمام بنی نوع انسان کیلئے ہے اور حضرت محمد ﷺ صرف عربوں یا مسلمانوں ہی کیلئے نہیں بھیجے گئے تھے۔ اللہ سورہ انبیاء سورہ نمبر 21 آیت نمبر 107 میں فرماتا ہے ''ہم نے آپ کو رحمت بنا کر بھیجا ہے، ایک رہنما کے طور پر تمام انسانیت کے لیے'' اس لیے جہاں تک قرآن کا تعلق ہے آپ اس کے معانی کو صرف اس دور تک محدود نہیں کر سکتے کیونکہ یہ تو ابد تک کیلئے ہے۔ ''علقہ'' کے معانی میں سے ایک ''جونک جیسی چیز'' یا ''چمٹنے والی چیز'' ہے۔ پروفیسر کیتھ مور نے کہا ''مجھے معلوم نہیں تھا کہ جنین ابتدائی مرحلے میں جونک جیسا نظر آتا ہے'' پس وہ اپنی لیبارٹری میں گئے اور جنین کے ابتدائی مرحلے کا تجزیہ ایک خوردبین سے کیا اور ایک جونک کی تصویر سے موازنہ کیا تو دونوں میں حیران کن مشابہت دیکھ کر ششدر رہ گئے۔ یہ ایک جونک کی تصویر ہے اور یہ ایک جنین کی۔ ڈاکٹر ولیم کیمبل نے جو دکھایا وہ اس کے مختلف تناظر کی تصویر ہے۔ اگر میں آپ کو یہ کتاب اس طرح دکھاؤں تو یہ ایک مختلف تناظر ہے۔ وہ شکل کتاب میں دی گئی ہے اور

جو شکل آپ نے سلائیڈ میں دیکھی ہے وہ بھی موجود ہے اور میں اس سے نمٹوں گا، انشاءاللہ۔ پروفیسر کیتھ مور نے تقریباً 80 سوال پوچھے جانے کے بعد کہا "اگر آپ یہی 80 سوال مجھ سے 30 سال قبل پوچھتے تو میں بمشکل نصف کے جواب دے پاتا کیونکہ علم جنین نے گزشتہ 30 سال کے دوران ترقی کی ہے" یہ بات انہوں نے 80 کی دہائی میں کی اب ہم ڈاکٹر کیتھ مور ہی کی بات مانتے ہیں جن کی تحریر اور سی ڈی باہر حال میں موجود ہے۔ یہی تو سچ ہے "انا الحق" تو کیا آپ ڈاکٹر ولیم کیمبل کی پروفیسر کیتھ مور کے ساتھ نجی گفتگو پہ یقین کریں گے یا جو کچھ اس کتاب میں مذکور ہے مع اسلامک ایڈیشن اور تصاویر بھی جو میں نے آپ کو دکھائی ہیں اور جو سی ڈیز باہر دستیاب ہیں اس میں بھی ملاحظہ کر سکتے ہیں یہ بیانات انہوں نے ہی دیئے ہیں۔ پس آپ نے زیادہ منطقی امر کا انتخاب کرنا ہے۔ ڈاکٹر ولیم کیمبل نے میری سی ڈیز دیکھیں، میرے کہے ہوئے کا 100 فیصد ثبوت "چاند روشنی منعکس کرنے والا ہے"، میں اس کا تذکرہ بعد میں کروں گا اور اضافی معلومات انہوں نے قرآن وحدیث سے اخذ کیں وہ بعد میں ان کی کتاب "The Developing Human" میں شامل کی گئیں۔ تیسرے ایڈیشن کو کسی ایک ہی مصنف کی لکھی ہوئی بہترین طبی کتاب کا ایوارڈ اس سال ملا۔ یہ اسلامی ایڈیشن ہے جسے شیخ عبدالمجید الجندانی نے پیش کیا۔ اور خود ڈاکٹر کیتھ مور نے اس کی تصدیق کی۔ قرآن سورہ مومنون سورہ نمبر 23 آیت نمبر 13 اور سورہ حج سورہ نمبر 22 آیت نمبر 5 اور اس کے علاوہ کم از کم گیارہ مقامات پر بیان کرتا ہے کہ انسان "نطفے" سے بنتا ہے، مائع کی ایک چھوٹی سی مقدار، ایک ایسے قطرے جیسی جو پیالے میں باقی رہ جائے۔ "نطفہ" عربی زبان میں ایک بہت چھوٹی مقدار آج ہم جان چکے ہیں کہ مادہ منویہ کے ایک اخراج میں کئی ملین نطفے موجود ہوتے ہیں جن میں سے صرف ایک، بیضے کو بار آور کرنے کیلئے درکار ہوتا ہے۔ قرآن نطفے کا حوالہ دیتا ہے۔ سورہ سجدہ سورہ نمبر 32 آیت نمبر 8 "ہم نے بنی نوع انسان کو "سللة" سے بنایا ہے، "کل کا بہترین جز" اور قرآن سورہ دہر سورہ نمبر 76 آیت نمبر 2 میں بیان کرتا ہے" "مخلوط مائع کی ایک بہت قلیل مقدار"، اس سے مراد نطفہ اور بیضہ ہیں۔ بار آوری کے لیے دونوں درکار ہوتے ہیں قرآن نے جنین کے مختلف مراحل کو بڑی عمدگی سے مفصل بیان کیا ہے جن کے سلائیڈ آپ کو دکھائے گئے۔ ڈاکٹر ولیم کیمبل نے یہ موضوع مکمل کرنے میں میری مدد کی ہے۔ سورہ مومنون سورہ نمبر 23 آیت نمبر 12 تا 14 میں بیان ہے جس کا ترجمہ یوں ہے۔ "ہم نے انسان کو نطفے سے بنایا ہے، مائع کی ایک نہایت قلیل مقدار، پھر اسے ایک محفوظ مقام پر رکھا ہے، پھر ہم نے اسے جونک جیسی چیز میں تبدیل کیا، جمے ہوئے خون کا ایک لوتھڑا، پھر علقہ سے مضغہ بنایا یعنی جگالی کیے ہوئے گوشت جیسا، پھر ہم نے مضغہ سے عظام (Bones) بنائیں، پھر ہڈیوں کو گوشت کا لباس پہنایا اور اس طرح ہم نے ایک نئی مخلوق تشکیل دی" مقدس ہے اللہ جو بہترین تخلیق کرنے والا ہے۔ قرآن کی یہ 3 آیات جنین کے مختلف مرحلوں کے بارے میں نہایت تفصیل سے بیان کرتی ہیں اولاً نطفے کا ایک محفوظ مقام پر رکھا جانا، ایک علقہ میں تبدیل ہونا۔ علقہ کے تین معانی ہیں۔ ان میں سے ایک "کوئی ایسی شے جو چمٹتی ہے" اور ہم جانتے ہیں کہ ابتدائی مراحل میں جنین

رحم کی دیوار سے چمٹ جاتا ہے اور آخر تک چمٹنے کا عمل جاری رہتا ہے۔ دوسرا معنی ''ایک جونک جیسی چیز'' ہے، جیسا کہ میں نے قبل ازیں بیان کیا ہے جنین ابتدائی مراحل میں جونک جیسا ہی عمل کرتا ہے، یہ اپنی ماں سے خون بالکل ایک خون چوسنے والی جونک کی طرح حاصل کرتا ہے۔ اور تیسرا معنی جس پر ڈاکٹر ولیم کیمبل نے اعتراض کیا ہے۔ وہ بالکل درست معنی ہے ''جمے ہوئے خون کا ایک لوتھڑا'' جسے انہوں نے قرآن کی سائنسی غلطی قرار دیا ہے اور میں ان کی اس بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ ڈاکٹر ولیم کیمبل ایسا نہیں سمجھتے۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ معنی کیسے ہوسکتا ہے کیونکہ اگر ایسا ہی ہے تو پھر قرآن غلطی پر ہے۔ (نعوذ باللہ) میں معذرت کے ساتھ کہتا ہوں کہ قرآن غلطی پر نہیں ہے، ڈاکٹر ولیم کیمبل کی خدمت میں نہایت ادب واحترام کے ساتھ عرض ہے کہ آپ غلطی پر ہیں۔ کیونکہ آج، علم جنین کی ترقی کے بعد، حتیٰ کہ ڈاکٹر کیتھ مور کہتے ہیں کہ ''ابتدائی مراحل میں جنین ایک جونک جیسا نظر آنے کے ساتھ ساتھ ایک خون کے لوتھڑے جیسا بھی دکھائی دیتا ہے''، کیونکہ ابتدائی مراحل میں، علقہ کے مرحلے میں، 3 سے 4 ہفتے کی مدت کے دوران، خون بند تھیلی میں منجمد ہوجاتا ہے اور ڈاکٹر ولیم کیمبل نے آپ کو سلائیڈ دکھا کر میرے مؤقف کو واضح اور آسان بنا دیا ہے آپ کے لیے دیکھنا مشکل ہوگا لیکن یہ سلائیڈ ہے جو انہوں نے آپ کو دکھائی اور یہی وہ بات ہے جو پروفیسر کیتھ مور نے کہی ''جمے ہوئے خون کے لوتھڑے جیسا دکھائی دیتا ہے''، بند تھیلی میں خون منجمد ہے اور جنین کے تیسرے ہفتے کے دوران خون گردش نہیں کرتا، یہ عمل بعدازاں ہوتا ہے، اس لیے یہ ایک لوتھڑے جیسی شباہت رکھتا ہے۔ اگر آپ اسقاط حمل کے بعد کے احوال کا مشاہدہ کریں تو آپ دیکھ سکتے ہیں کہ یہ جونک جیسا ہی دکھائی دیتا ہے۔

ڈاکٹر ولیم کیمبل کے تمام اعتراضات کے جواب میں ایک ہی جملہ کافی ہے کہ قرآن کے بیان کردہ جنین کے مراحل کی بنیاد ظاہری صورت پر ہے۔ پہلے علقہ کی ظاہری صورت ''جو ایک جونک جیسی چیز'' اور خون کا لوتھڑا بھی ہے۔ ڈاکٹر ولیم کیمبل نے بجا طور پر کہا کہ کچھ خواتین آتی ہیں اور پوچھتی ہیں ''مہربانی کر کے لوتھڑے کو نکال دیں'' یہ ایک لوتھڑے جیسا ہی دکھائی دیتا ہے اور مراحل کی بنیاد ظاہری صورت پر ہی ہے۔ انسان کسی ایسی چیز سے تخلیق ہوتا ہے جو لوتھڑے جیسی ظاہر صورت رکھتی ہے، جو ایک جونک جیسی صورت رکھتی ہے اور ایسی چیز جیسی بھی جو چمٹتی ہے۔ پھر قرآن کہتا ہے ''ہم نے علقہ سے مضغہ بنایا، ایک جگالی کیے ہوئے گوشت جیسا'' پروفیسر کیتھ مور نے ایک پلاسٹک کا ٹکڑا لے کر اپنے دانتوں سے چبا کر مضغہ جیسا دکھائی دینے والا بنایا۔ دانتوں کے نشانات Somites (اعضاء) جیسے دکھائی دیتے تھے۔ ڈاکٹر ولیم کیمبل نے کہا ''جب علقہ ایک مضغہ بن جاتا ہے تو چمٹنے کی خاصیت تب بھی موجود ہوتی ہے، یہ خاصیت ساڑھے 8 ماہ تک برقرار رہتی ہے اس لیے قرآن غلطی پر ہے۔ میں نے آپ کو ابتدا میں بتایا کہ قرآن ظاہری صورت کو بیان کررہا ہے، ''جونک جیسی ظاہری صورت'' اور ''لوتھڑے جیسی ظاہری صورت'' ''چبائے ہوئے گوشت'' جیسی صورت میں تبدیل ہوجاتی ہے۔ یہ پھر بھی آخر دم تک چمٹی رہتی رہے، اس بات میں کوئی تضاد نہیں کیونکہ مراحل کی تقسیم ظاہری صورت کے حوالے سے ہے نہ کہ کارکردگی کے حوالے سے۔ بعدازاں قرآن کہتا ہے ''ہم نے

مضغہ سے عظامہ بنایا، پھر ہڈیوں پر گوشت چڑھایا" ڈاکٹر ولیم کیمبل نے کہا، اور میں بھی ان سے متفق ہوں کہ ہڈیوں اور عضلات کا مادہ بیک وقت بننا شروع ہوتا ہے، یہ بات تسلیم کرتا ہوں۔ آج علم جنین نے ہمیں بتایا ہے کہ عضلات اور ہڈیوں کا اساسی مادہ 25 دیں سے 40 ویں دن کے درمیان اکٹھے بننے شروع ہوتے ہیں، جس کا قرآن پاک مضغہ کے مرحلے کے حوالے سے تذکرہ کرتا ہے۔ لیکن تا حال ارتقاء کی منزل طے نہیں ہوئی۔ بعد ازاں ساتویں ہفتے کے اختتام پر جنین ظاہری انسانی شکل اختیار کرتا ہے، تب ہڈیاں بنتی ہیں، عضلات نہیں بنتے۔ آج جدید علم جنین بتاتا ہے کہ ہڈیاں 42 ویں دن کے بعد بنتی ہیں اور ایک ڈھانچے جیسی ظاہری صورت نظر آتی ہے۔ حتیٰ کہ اس مرحلے پر بھی جب کہ ہڈیاں بنتی ہیں، عضلات نہیں بنتے۔ بعد ازاں ساتویں ہفتے کے اختتام پر اور آٹھویں ہفتے کے آغاز پر عضلات بنتے ہیں۔ پس قرآن پاک، پہلے علقہ، پھر مضغہ، پھر عظامہ، پھر گوشت کا چڑھایا جانا، یہ بیان کرنے میں بالکل درست ہے جیسا کہ پروفیسر کیتھ مور نے کہا کہ "جدید علم جنین" نے مراحل کو جس طرح بیان کیا ہے..... مرحلہ ایک، دو، تین، چار، پانچ بہت حیران کن ہیں یعنی غیر واضح ہیں۔ قرآن مراحل جو کہ جنین کی ظاہری صورت اور شباہت کی بنیاد کے حوالے سے بیان کیے گئے ہیں بہت فوقیت رکھتے ہیں۔" الحمد اللہ۔ اسی لیے انہوں نے کہا کہ "مجھے یہ تسلیم کرنے پر کوئی اعتراض نہیں کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور عظمت والا قرآن پاک اللہ کی نازل کی ہوئی مقدس کتاب ہے"

سورہ نساء سورہ نمبر 4 آیت نمبر 56 میں "درد" کا تذکرہ ہے۔ پہلے ڈاکٹر یہی خیال کرتے تھے کہ درد محسوس کرنے کا دارومدار صرف دماغ پر ہی ہے۔ آج ہم یہ جان چکے ہیں کہ دماغ کے علاوہ جلد کے کچھ خلیے بھی درد کو محسوس کرتے ہیں جنہیں ہم "Pain Receptors" کہتے ہیں۔ قرآن سورہ نساء سورہ نمبر 4 آیت نمبر 56 میں بیان کرتا ہے کہ "اور وہ جو ہماری آیات کو جھٹلاتے ہیں، ہم انہیں جہنم کی آگ میں ڈالیں گے، اور جونہی ان کی جلد جھلس جائیگی ہم انہیں نئی جلد دیں گے تاکہ وہ درد کی اذیت کو بار بار محسوس کریں" یہ اس امر کی نشاندہی ہے کہ جلد میں ایسی کوئی چیز ہے جو درد کو محسوس کرتی ہے، جس کو قرآن "Pain Receptors" قرار دے رہا ہے۔ پروفیسر Tagada Shaun نے، جو کہ تھائی لینڈ کی چیانگ مائی یونیورسٹی کے شعبہ تشریح الابدان کے سربراہ ہیں، صرف اس ایک آیت کی بنیاد پر ریاض (سعودی عرب) میں آٹھویں میڈیکل کانفرنس کے دوران اعلانیہ گواہی دے دی کہ "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہؐ" میں نے عظمت والے قرآن کی سورہ فصلت (حم السجدہ) سورہ نمبر 41 آیت نمبر 53 سے اپنی گفتگو کا آغاز کیا جو کہتی ہے "جلد ہی ہم ان کو اپنی نشانیاں افق کے دور دراز مقامات تک دکھائیں گے اور ان کی اپنی ذاتوں کے اندر یہاں تک کہ ان پر واضح ہو جائے کہ یہ سچ ہے" ڈاکٹر تھاگاڈا کے لیے یہی ایک آیت بطور ثبوت کافی ثابت ہوئی اور وہ پکار اٹھے کہ قرآن ایک مقدس الہامی کتاب ہے۔ بعض کو شاید 10 نشانیاں درکار ہوں، بعض کو 100 لیکن بعض ہزار نشانیاں دیئے جانے کے باوجود سچ کو قبول نہ کریں گے۔ قرآن سورہ بقرہ سورہ نمبر 2 آیت نمبر 18 میں

ایسے لوگوں کا تذکرہ ان الفاظ سے کرتا ہے "بہرے، گونگے اور اندھے ایسے لوگ حق کی راہ اختیار نہ کریں گے" بائبل بھی میتھیو کی انجیل 13:13 میں یہ بیان کرتی ہے "ایسے لوگ دیکھتے ہوئے بھی نہیں دیکھتے، سنتے ہوئے بھی نہیں سنتے اور نہ ہی وہ سمجھیں گے" اور اگر وقت نے اجازت دی تو جنین کے دوسرے مراحل کے حوالے سے بھی اعتراضات کا مدلل جواب دونگا۔ انشاء اللہ۔ مجھے موضوع کے دوسرے جزو "بائبل سائنس کی روشنی میں" کے حوالے سے بھی انصاف کرنا ہے۔ میں ابتدا ہی میں آپ کو بتادوں کہ قرآن سورہ رعد سورہ نمبر 13 آیت نمبر 38 میں بیان کرتا ہے کہ "ہم نے کئی الہامی کتابیں دی ہیں" نام کے حوالے سے صرف چار کا ذکر کیا گیا ہے تورات، زبور، انجیل اور قرآن۔ تورات اس وحی پر مشتمل ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر کی گئی۔ زبور اس وحی پر مشتمل ہے جو حضرت داؤد علیہ السلام پر کی گئی۔ انجیل اس وحی پر مشتمل ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر کی گئی اور قرآن جو کہ ختمی اور آخری وحی ہے، آخری اور ختمی رسول حضرت محمد ﷺ پر نازل کی گئی۔

ہر ایک پر یہ بات بالکل واضح کردونگا کہ یہ بائبل جس کے بارے میں عیسائی عقیدہ رکھتے ہیں کہ خدا کا کلام ہے، یہ انجیل نہیں ہے جس پر مسلمان یقین رکھتے ہیں اور جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل کی گئی تھی۔ یہ بائبل ہمارے کہنے کے مطابق خدا کے کچھ الفاظ رکھتی ہوگی لیکن یہ زیادہ تر دوسرے انبیاء کے الفاظ، مورخوں کے الفاظ، اس میں لغویات ہیں، فحش باتیں ہیں اور علاوہ ازیں لاتعداد سائنسی غلطیاں بھی ہیں۔ اگر بائبل میں کچھ سائنسی امور کا تذکرہ ہے تو تعجب یا بڑائی کی کیا بات ہے اس کا امکان تو ہوسکتا ہے اور کیوں نہ ہو؟ اس میں خدا کے کلام کا کچھ حصہ تو موجود ہوسکتا ہے۔ میں یہ بات اپنے عیسائی بھائیوں اور بہنوں پر بالکل واضح کردینا چاہتا ہوں کہ "بائبل اور سائنس" کے موضوع پر میرے خطاب کا مقصد کسی عیسائی کے جذبات کو مجروح کرنا ہرگز نہیں ہے۔ اگر میرے خطاب کے دوران آپ جذبات کا مجروح ہونا محسوس کریں تو پیشگی معافی طلب کرتا ہوں۔ مقصد صرف اس امر کی نشاندہی کرنا ہے کہ خدا کے کلام میں غلطیاں ممکن نہیں ہوسکتیں جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا "تم سچ کو تلاش کرو اور سچ تمہیں آزاد کرے گا" ہمارے پاس عہدنامہ قدیم بھی ہے اور عہدنامہ جدید بھی۔ اب آپ کو آخری اور ختمی عہدنامہ جو کہ قرآن ہے، اس پر عمل کرنا چاہیے۔ جہاں تک ڈاکٹر ولیم کیمبل کا تعلق ہے، میں ان کے ساتھ زیادہ بے تکلفی برت سکتا ہوں کیونکہ انہوں نے "قرآن اور بائبل تاریخ اور سائنس کی روشنی میں" نامی کتاب لکھی ہے، انہوں نے تقریر کی ہے اور وہ ایک ڈاکٹر ہیں، ان کے ساتھ مجھے زیادہ رسمی تکلفات کی ضرورت نہیں۔ جہاں تک دوسرے عیسائی بھائی بہنوں کا تعلق ہے، میں ان سے معافی کا خواستگار ہوں اگر آپ تقریر کے دوران جذبات کا مجروح ہونا محسوس کریں۔

آئیں تجزیہ کریں کہ بائبل جدید سائنس کے بارے میں کیا کہتی ہے۔

پہلے ہم علم فلکیات کا تذکرہ کرتے ہیں۔ بائبل کائنات کی تخلیق کے بارے میں بیان کرتی ہے۔ پہلی کتاب Book Of Genesis کے پہلے باب میں بیان کیا گیا ہے "اللہ تعالیٰ نے آسمان وزمین کو چھ دنوں میں بنایا" اس سے مراد دن اور رات یعنی 24 گھنٹے کا دن ہے۔ آج سائنس دان ہمیں بتاتے ہیں کہ کائنات

24 گھنٹے والے 6 دنوں میں تخلیق نہیں ہوسکتی۔ قرآن بھی چھ "ایام" کی بات کرتا ہے۔ عربی میں واحد یوم ہے اور جمع ایام ہے۔ یا تو اس کا مطلب 24 گھنٹے والا دن ہوسکتا ہے یا پھر ایک بہت لمبے عرصے پر دور بھی مشتمل ہوسکتا ہے۔ ایک "یوم" ایک "عہد" کی ابتداء سائنس دان کہتے ہیں کہ ہمیں اس بات پر کوئی اعتراض نہیں کہ کائنات چھ بہت طویل عرصوں میں تخلیق کی گئی۔ دوسرا نکتہ یہ ہے، بائبل Genesis 1:3&5 میں بیان ہے "روشنی پہلے دن تخلیق کی گئی" Genesis 1:14-19 میں بیان ہے "روشنی کا ذریعہ، ستارے اور سورج وغیرہ چوتھے دن تخلیق کیے گئے" یہ کیسے ممکن ہوسکتا ہے کہ روشنی کے ذرائع تو چوتھے دن تخلیق کیے گئے ہوں جب کہ روشنی کی تخلیق پہلے دن ہوئی ہو؟ یہ غیر سائنسی ہے۔ مزید برآں بائبل Genesis 1:9-13 میں بیان ہے "زمین تیسرے دن تخلیق کی گئی" زمین کے بغیر رات دن کیسے بن گئے؟ دن کا انحصار زمین کی گردش پر ہے۔ چوتھا نکتہ Genesis 1:9:13 میں بیان ہے "سورج اور چاند چوتھے روز بنائے گئے" آج سائنس ہمیں بتاتی ہے "زمین اپنے بنیادی جسم، سورج کا حصہ ہے" یہ سورج سے پہلے وجود میں نہیں آسکتی، یہ غیر سائنسی ہے۔ پانچواں نکتہ: بائبل Genesis 1:11-13 میں بیان ہے "سبزہ، جڑی بوٹیاں، جھاڑیاں اور درخت، یہ سب تیسرے روز بنائے گئے" اور سورج بقول Genesis 1:14-19 چوتھے روز بنایا گیا سورج کی روشنی کے بغیر سبزہ کیسے وجود میں آسکتا ہے اور یہ سورج کی روشنی کے بغیر کیسے حیات پاسکتے ہیں؟ چھٹا نکتہ: بائبل Genesis 1:16 میں بیان ہے کہ "خدا نے 2 روشنیاں بنائیں، بڑی روشنی، سورج دن کی حکمرانی کیلئے اور چھوٹی روشنی، چاند رات کی حکمرانی کے لیے۔" اگر آپ عبرانی عبارت کے حقیقی معنی مراد لیں تو یہ "چراغ" کے معنی میں ہے، ایسے چراغ جن کی اپنی روشنیاں ہیں اور آپ زیادہ بہتر طور پر جان سکیں گے اگر آپ دونوں آیات Genesis 1:16 اور آیت نمبر 17 بھی ملاحظہ کریں۔ آیت نمبر 17 میں بیان ہے "خداوند تعالیٰ نے انہیں آسمان کے گنبد میں رکھا ہے تا کہ زمین کو روشنی دیں" اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ سورج اور چاند کی کی اپنی اپنی روشنی ہے لیکن یہ ہمارے ثابت شدہ سائنسی علم کے برعکس ہے۔ کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو مصالحانہ کوشش کرتے ہیں کہتے ہیں کہ بائبل میں جن چھ دنوں کا ذکر کیا ہے ان سے مراد چھ طویل ادوار ہیں جیسا کہ قرآن میں چھ طویل ادوار کا ذکر ہے نہ کہ چھ، 24 گھنٹے والے دن مراد ہیں۔ یہ غیر منطقی ہے۔ آپ بائبل میں دن اور رات کے الفاظ ملاحظہ کر چکے ہیں۔ یہ تو واضح طور پر 24 گھنٹے والے دن کی نشاندہی ہے لیکن اگر میں ہم آہنگی کا راستہ اختیار کروں تب بھی کوئی مشکل نہیں۔ میں آپ کے غیر منطقی ستدلال کو مان لیتا ہوں پھر بھی آپ چھ دن کی تخلیق کے حوالے سے صرف ایک سائنسی غلطی کو حل کر سکتے ہیں ور دوسری پہلے دن "روشنی" اور تیسرے دن "زمین" باقی چار غلطیوں کو پھر بھی حل نہیں کر سکتے۔ بعض تو مزید ستدلال کرتے ہیں کہ اگر 24 گھنٹے کا دن مراد ہے تب بھی بتائیں کہ سبزیاں 24 گھنٹے والے ایک دن میں ورج کی روشنی کے بغیر بقید حیات کیوں نہیں رہتیں؟ میں کہتا ہوں، بہت خوب! اگر آپ یہ کہیں کہ سبزیاں ورج سے پہلے تخلیق کی گئیں اور 24 گھنٹے والے دن میں بقید حیات رہ سکتی ہیں تب بھی مجھے کوئی اعتراض

نہیں ہے۔ لیکن پھر بھی آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ 6 دن سے مراد 6 طویل ادوار ہیں۔ یہ ممکن ہو سکتی ہیں؟ اگر آپ یہ کہیں کہ اس سے مراد طویل ادوار ہیں تو آپ نکتہ نمبر 1 اور 2 حل کر سکتے ہیں۔ باقی 4 پھر بھی موجود ہیں۔ اگر آپ یہ کہیں کہ مراد 24 گھنٹے والے دن ہیں تو آپ صرف نکتہ نمبر 5 حل کرتے ہیں باقی 5 اپنی جگہ موجود ہیں۔ یہ غیر سائنسی ہے۔ یہ بات میں ڈاکٹر ولیم کیمبل پر چھوڑتا ہوں کہ آیا وہ یہ کہنا چاہتے ہیں "یہ طویل دور مراد ہے اور صرف 4 سائنسی غلطیاں بائبل میں موجود ہیں" یا یہ کہیں "24 گھنٹے والا دن مراد ہے اور کائنات کی تخلیق میں بائبل کے حوالے سے صرف 5 سائنسی غلطیاں ہیں"

زمین کی تخلیق کے حوالے سے کئی سائنس دانوں نے بیان کیا ہے..... "دنیا کیسے ختم ہوگی؟" قیام؟ بعض کا قیاس درست ہو سکتا ہے بعض کا غلط لیکن یا تو دنیا ختم ہو جائیگی یا پھر ہمیشہ باقی رہیگی۔ دونوں باتیں بیک وقت ممکن نہیں ہو سکتیں۔ یہ غیر سائنسی ہے۔ لیکن بائبل Book Of Hebrews نے 1:10&11 میں اور دعائیہ کتاب Psalms 102:25&26 میں جو تذکرہ اس ضمن میں کیا ہے وہ اس طرح ہے کہ "خداوند تعالیٰ نے آسمان و زمین بنائے اور وہ ختم ہو جائینگے" اس کے بالکل برعکس بیان کیا گیا ہے Book Of Ecclesiastics 1:4 اور Psalms 78:69 میں ہے کہ "زمین ہمیشہ قائم رہیگی" یہ فیصلہ میں ڈاکٹر ولیم کیمبل پر چھوڑتا ہوں کہ وہ انتخاب کریں کہ دونوں آیات میں سے کون سی غیر سائنسی ہے؟ دونوں متضاد امور تو ممکن نہیں ہو سکتے۔ یہ تو نہیں ہو سکتا کہ دنیا ہمیشہ قائم بھی رہے اور ختم بھی ہو جائے، یہ غیر سائنسی ہے۔

آسمان کے بارے میں بائبل JOBS 26:11 میں بیان ہے کہ "آسمان کے ستون لرزیں گے" قرآن سورہ لقمان سورہ نمبر 31 آیت نمبر 10 میں بیان کرتا ہے کہ "آسمان بغیر ستونوں کے ہے، کیا تم نہیں دیکھتے" کیا آپ لوگ نہیں دیکھتے کہ آسمان کے کوئی ستون نہیں ہیں؟ بائبل کی پہلی کتاب Samuel 2:8، JOB 9:6 اور Psalms 75:3 میں بیان کرتی ہے کہ "حتیٰ کہ زمین کے بھی ستون ہیں"

"خوراک اور غذا" کے زیر عنوان آئیں دیکھیں بائبل کیا کہتی ہے۔ Genesis 1:29 میں بیان ہے کہ "خدا نے تمہیں تمام جڑی بوٹیاں بیج کے ساتھ دی ہیں، پھل دار درخت، ایسے کہ جن کا بیج تمہارے لیے گوشت کی طرح ہے۔" "نئی بین الاقوامی اشاعت میں بیان ہے "بیج والے پودے اور بیج والے پھلوں کے درخت تمہارے لیے خوراک ہیں، ان سب کے لیے بھی" آج ایک عام آدمی تک جانتا ہے کہ کئی زہریلے پودے ہیں مثلاً Wild Berries، Datura، Stritchi مسکن تاثیر والے (Tranquilizing) پودے، Polyander, Bacaipoid کہ جو کھانے والے کیلئے مرنے کا باعث بن سکتے ہیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ خالق کائنات و بنی نوع انسان کو معلوم نہ ہو کہ ایسے پودے بطور غذا کھانے سے لوگ مر جائینگے؟ مجھے امید ہے کہ ڈاکٹر ولیم کیمبل اپنے مریضوں کو ایسی جڑی بوٹیوں والی غذا نہیں دیتے ہونگے۔

بائبل میں ایک سائنسی تجربہ مذکور ہے کہ سچے پیروکار کی شناخت کیسے کی جائے۔ یہ 16:17&18 Gospel Of Mark میں بیان کیا گیا ہے کہ "وہ شیطانوں کو مار بھگائیں گے، وہ لوگ غیر ملکی زبانیں

بولیں گے، نئی زبانیں، وہ سانپوں کو قابو کریں گے اور اگر وہ مہلک ترین زہر پئیں گے تو بھی انہیں نقصان نہ پہنچے گا اور جب وہ اپنا ہاتھ بیماروں پر رکھیں گے تو وہ صحت یاب ہو جائیں گے" یہ ایک سائنسی تجربہ ہے۔ سائنسی اصلاح میں اسے ایک سچے عیسائی مومن کی پرکھ کیلئے "تصدیقی آزمائش" کہا جاتا ہے۔ میں نے زندگی کے گزشتہ 10 سالوں میں، ذاتی طور پر ہزار ہا عیسائیوں سے گفت وشنید کی ہے۔ جن میں دینی شخصیات بھی شامل ہیں ایک بھی ایسے عیسائی سے ملاقات نہیں ہوئی جو کہ بائبل کی اس تصدیقی آزمائش پر پورا اتر چکا ہو ایک بھی ایسا عیسائی نہیں ملا جس نے زہر پیا ہو اور نہ مرا ہو۔ سائنسی اصطلاح میں اسے "جھوٹوں کی پرکھ" بھی کہا جاتا ہے۔ یعنی اگر ایک جھوٹا شخص ایسا تجربہ کرتا ہے زہر پیتا ہے تو وہ مر جائے گا۔ ایک جھوٹا شخص ایسے امتحان سے گزرنے کی جرأت نہ کرے گا۔ اگر آپ ایک سچے مومن عیسائی ہیں تو آپ اس آزمائش کی جرأت نہ کریں گے۔ اگر آپ "جھوٹے کی پرکھ" کا تجربہ کریں گے تو آپ ناکام ہو جائیں گے۔ پس وہ شخص جو سچا مومن عیسائی نہیں ہے کبھی اس آزمائش سے گزرنے کی کوشش نہیں کرے گا۔ میں نے ڈاکٹر ولیم کیمبل کی کتاب "قرآن اور بائبل تاریخ اور سائنس کی روشنی میں" پڑھی ہے۔ میرا گمان ہے کہ وہ ایک سچے عیسائی مومن ہیں اور میں ان سے کم از کم اتنی امید ضرور رکھوں گا کہ وہ مجھے "جھوٹے کی پرکھ" کے بارے میں تفصیل فراہم کریں۔ آپ سب مطمئن رہیے، میں ڈاکٹر ولیم کیمبل سے مہلک زہر پینے کے لیے نہیں کہوں گا کیونکہ میں مباحثے کو خطرے میں ڈالنا پسند نہیں کروں گا۔ میں صرف اتنا کروں گا کہ ان میں صرف غیر ملکی زبانیں بولنے کی درخواست کروں گا نئی زبانوں میں اور آپ میں سے جو جانتے ہیں کہ ہندوستان ایک سرزمین کا نام ہے جہاں ہزار سے زائد زبانیں اور مقامی بولیاں ہیں۔ میں ان سے صرف یہ تین 3 لفظ "ایک سو روپے" کہنے کی گزارش کرتا ہوں سترہ 17 سرکاری زبانوں میں بیان کریں۔ ہندوستان میں صرف سترہ 17 سرکاری زبانیں ہیں اور ڈاکٹر ولیم کیمبل کی سہولت کے لیے میرے پاس یہ ایک سو 100 کا نوٹ ہے اور اس میں یہ تمام سترہ 17 زبانیں لکھی ہیں۔ انگلش اور ہندی کے علاوہ میں ان کی مدد کروں گا۔ میں انہیں ابتدا کر دیتا ہوں "ایک سو روپیہ" ہندی الفاظ ہے۔ باقی پندرہ زبانیں یہ رہیں، میں ان سے پڑھنے کی درخواست کرتا ہوں۔ میں جانتا ہوں کہ آزمائش کہتی ہے "وہ خود بخود غیر ملکی زبانیں بولیں گے" پڑھنے کی ضرورت کے بغیر۔ لیکن میں امتحان کو آسان تر بنانا چاہتا ہوں میں کسی کو یہ امتحان پاس کرتے دیکھنا چاہتا ہوں۔ ابھی تک تو کسی کو نہیں دیکھا۔ پس اگر وہ خود بخود یہ الفاظ نہیں بول سکتے یا اپنی یادداشت کے سہارے بھی نہیں تو کم از کم پڑھ کر ہی سہی۔ میں برا نہیں مناؤں گا۔ بلکہ اسے تسلیم کروں گا اور میں چیئرپرسن سے درخواست کروں گا کہ یہ ڈاکٹر ولیم کیمبل کو دیا جائے۔ یہ ان کے الزام کا جواب ہے۔ پندرہ 15 زبانیں، ایک سو روپیہ، صرف تین 3 لفظ۔

بائبل علم الماء کے حوالے سے کیا کہتی ہے؟ بائبل Genesis9:13-17 میں بیان ہے کہ خدا نے طوفانِ نوح میں دنیا کے غرق ہونے کے وقت اور سیلاب اتر جانے کے بعد کہا "میں نے ایک قوسِ قزح آسمان پر نمودار کی، بنی نوع سے اس وعدے کے ساتھ کہ دوبارہ کبھی دنیا کو پانی کے ذریعے غرق نہ کروں گا

''سائنس سے ناآشنا شخص کے لیے ممکن ہے یہ بات قابلِ قبول ہو...... ''قوس قزح خدا کی ایک نشانی ہے کہ دوبارہ کبھی دنیا کو سیلاب میں غرق نہ کرے گا۔'' لیکن آج ہم بخوبی آگاہ ہیں کہ قوس قزح تو سورج کی روشنی کے انعطاف کی وجہ سے ہے، جو بارش یا دھند کی وجہ سے بنتی ہے۔ یقیناً نوح سے پہلے بھی ہزاروں قوس قزح گزر چکی ہیں۔ یہ کہنے کے لیے کہ نوح علیہ السلام سے پہلے ایسا نہیں تھا آپ کو یہ گمان کرنا ہوگا کہ قانون انعطاف پہلے موجود نہ تھا جو کہ غیر سائنسی ہے۔

دوا کے شعبے میں بائبل Leveticus 14:49-53 میں ایک گھر کو کوڑھ کی وبا سے پاک کرنے کا افسانوی طریقہ دیا گیا ہے۔ بیان ہے کہ...... ''دو پرندے لیں، ایک پرندے کو ماریں، لکڑی لیں، اسے چھیل لیں اور دوسرے پرندے کو بہتے ہوئے پانی میں ڈبوئیں، بعدازاں اسے گھر میں سات مرتبہ چھڑکیں۔'' گھر کی کوڑھ کی وبا سے پاک کرنے کے لیے خون چھڑکنا؟ آپ جانتے ہیں کہ خون تو جراثیم، بیکٹیریا اور زہریلے مادے toxin پھیلانے کا ایک سہل طریقہ ہے۔ مجھے امید ہے کہ ڈاکٹر ولیم کیمبل اپنے آپریشن تھیٹر کو جراثیم سے پاک کرنے کے لیے یہ طریقہ استعمال نہیں کرتے ہوں گے۔ Book Of Leveticus 12:1-5 میں بیان ہے اور ہم جانتے ہیں کہ جب ایک ماں ایک بچے کو جنم دیتی ہے تو وضع حمل کے بعد نفاس کا دور غیر صحت مندانہ ہے۔ اسے مذہبی لحاظ سے ناپاک کہیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ لیکن Book 12:1-5 Of Leveticus میں بیان ہے کہ ''جب عورت ایک لڑکے کو جنم دیتی ہے تو سات دن تک ناپاک رہی گی اور یہ ناپاکی کا سلسلہ مزید تینتیس دن تک جاری رہیگا۔ اگر وہ ایک لڑکی کو جنم دیتی ہے تو وہ دو ہفتے تک کے لیے ناپاک ہوگی اور یہ ناپاکی مزید چھیاسٹھ 66 دن تک جاری رہیگی۔ مختصراً یہ کہ اگر ایک عورت ایک لڑکے، ایک بیٹے کو جنم دیتی ہے تو وہ چالیس 40 دن کیلئے ناپاک ہے اور اگر وہ ایک لڑکی، ایک بیٹی، کو جنم دیتی ہے تو اسی 80 دن کیلئے ناپاک ہے۔ میں چاہوں گا کہ ڈاکٹر ولیم کیمبل اس امر کی وضاحت کریں کہ سائنسی لحاظ سے ایک عورت لڑکے کو جنم دینے کے مقابلے میں لڑکی کو جنم دینے کے بعد دگنی مدت کیلئے کیسے ناپاک ہو جاتی ہے؟ بائبل میں زنا کاری کے بارے میں ایک ''بہت عمدہ'' ٹیسٹ موجود ہے یہ کیسے معلوم ہو کہ ایک عورت زنا کاری کی مرتکب ہوئی ہے، کتاب Numbers 5:11-31 میں بیان ہے میں مختصراً عرض کروں گا، کہا گیا ہے کہ ''پادری ایک برتن میں مقدس پانی لے، فرش سے خاک اٹھائے اور برتن میں ڈال دے۔ یہ تلخ پانی بددعا کے بعد عورت کو دے اور اگر عورت نے زنا کیا ہے تو یہ پانی پینے کے بعد بددعا اس کے جسم میں داخل ہو جائیگی، پیٹ پھول جائیگا، رانیں گلنے سڑنے لگیں گی اور اس پر لوگ بھی لعنت کریں گے۔ اگر عورت نے زنا نہ کیا ہو تو وہ سلامت رہیگی اور حمل سلامت رکھے گی'' یہ ایک عورت کی زنا کاری یا عدم زنا کاری معلوم کرنے کا افسانوی طریقہ ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ آج دنیا کے مختلف حصوں کی مختلف عدالتوں میں ہزارہا مقدمے التوا میں پڑے ہیں صرف اس وجہ سے کہ کسی نے ایک عورت کی زنا کاری کے بارے میں گمان کیا ہے میں نے دو سال قبل اخباروں میں پڑھا اور دوسرے ذرائع نشریات سے معلوم ہوا کہ اس عظیم ملک کے صدر بل کلنٹن

ایک رسوا کن جنسی معاملے میں ملوث تھے۔ مجھے تعجب ہے کہ امریکی عدالت نے زنا کاری کے بارے میں ''تلخ پانی والا ٹیسٹ'' کیوں نہ استعمال کیا وہ فوراً سزا پائے بری ہو جاتے۔ اس عظیم ملک کی عیسائی تبلیغی جماعتیں خصوصاً جو طبی میدان میں ڈاکٹر ولیم کیمبل کی طرح خدمات سرانجام دے رہے ہیں، یہ تلخ پانی والے ٹیسٹ کو کیوں نہیں استعمال کیا تا کہ صدر کی فوراً جان چھوٹ جاتی۔

علم ریاضی، علم کی ایک شاخ ہے جو سائنس سے گہرا ربط رکھتی ہے۔ جس کے ذریعے آپ مسائل وغیرہ حل کر سکتے ہیں۔ بائبل میں ہزار ہا تضادات ہیں جن میں سے سینکڑوں ریاضی سے تعلق رکھتے ہیں۔ میں پہلے ان میں سے چند ایک کا تذکرہ کروں گا۔ Ezra 2:1 اور Nehemia 7:7-65 میں بیان ہے کہ ''جب لوگ جلا وطنی کے بعد بابل سے واپس آئے، جب بابل کے بادشاہ بخت نصر نے لوگوں کو آزاد کیا اسرائیل سے، وہ حالت محکومی میں واپس آئے'' اور لوگوں کی فہرست دی گئی ہے۔ یہ فہرست Ezra 2:2-63 اور Nehemia 7:7-65 میں رہا کیے گئے لوگوں کے نام اور تعداد کے ساتھ دی گئی ہے۔ ان ساٹھ 60 آیات میں کم از کم اٹھارہ 18 مرتبہ نام تو بالکل وہی ہے لیکن تعداد مختلف ہے۔ ان دو 2 ابواب میں ساٹھ 60 سے کم آیات میں کم از کم اٹھارہ 18 تضادات موجود ہیں۔ یہ وہ فہرست ہے۔ میرے پاس پوری فہرست بیان کرنے کیلئے وقت نہیں ہے۔ مزید Ezra 2:64 میں بیان ہے کہ ''پوری جماعت اگر آپ جمع کریں تو تعداد بیالیس ہزار تین سو ساٹھ 42,360 بنتی ہے'' اگر آپ Nehemia 7:66 میں پڑھیں تو وہاں یہی تعداد بیالیس ہزار تین سو ساٹھ 42,360 ہے۔ لیکن اگر آپ ان تمام آیات کو جمع کریں جو کہ مجھے اپنی تیاری کیلئے کرنا پڑا تو یہ تعداد بیالیس ہزار تین سو ساٹھ 42,360 نہیں بنتی بلکہ یہ تعداد انتیس ہزار آٹھ سو اٹھارہ 29,818 بنتی ہے۔ اگر آپ Ezra کا باب نمبر دو جمع کریں تو یہ تعداد بیالیس ہزار تین سو ساٹھ 42,360 نہیں بنتی بلکہ یہ اکتیس ہزار نواسی 31,089 بنتی ہے۔ بائبل کا مصنف، جیسا کہ خدا کو گمان کیا جاتا ہے بالکل سادہ سا جمع کا عمل بھی نہیں جانتا تھا۔ اگر آپ یہی سوال ایک پرائمری پاس شخص کو دیں تو وہ درست جواب دیگا۔ اگر آپ تمام کی تمام ساٹھ 60 آیات کو جمع کریں تو یہ نہایت آسان ہے۔ خداوند تعالیٰ جمع کرنا نہیں جانتا تھا، نعوذ باللہ، اگر ہمارا یہ گمان ہے کہ یہ خدا کا کلام ہے۔ اگر ہم Ezra 2:65 کا مزید مطالبہ کریں تو بیان کیا گیا ہے کہ ''ان میں دو سو 200 مرد و زن گانے والے تھے'' Nehemia 7:67...... ''ان میں دو سو پینتالیس 245 گلوکار تھے؟ عبارت ایک جیسی ہے۔ ایک ریاضیاتی تضاد۔ اس کا تذکرہ دوسری King 24:8 میں ہے کہ ''یہود اٹھارہ 18 سال کا تھا جب اس نے یروشلم پر حکمرانی شروع کی اور اس نے تین 3 ماہ دس 10 دن تک حکومت کی'' دوسری Chronicles کہتی ہے کہ ''یہود آٹھ 8 سال کا تھا جب اس نے حکمرانی شروع کی اور اس نے تین 3 ماہ دس 10 دن حکومت کی'' یہود اٹھارہ 18 سال کا تھا جب اس نے حکمرانی شروع کی یا وہ 8 سال کا تھا؟ اس نے تین 3 ماہ حکومت کی یا تین 3 ماہ اور دس 10 دن؟ مزید براں Kings اول 7:26 میں بیان ہے کہ ''سلیمانؑ کی عبادت گاہ میں اس کے ڈھالے ہوئے سمندر میں

دو ہزار 2000 حمام تھے۔" Chronicles دوم 4:5 میں کہا گیا ہے کہ ان کے تین ہزار 3000 حمام تھے۔ان کے ہاں دو ہزار 2000 حمام تھے یا تین ہزار 3000 حمام تھے؟ یہ میں ڈاکٹر ولیم کیمبل پر چھوڑتا ہوں کہ وہ کونسی تعداد کو تسلیم کرتے ہیں۔ یہ واضح ترین ریاضیاتی تضادات ہیں۔ مزید برآں Kings اول میں مذکور ہے کہ "باشا، آسا کے عہد حکومت کے 26 ویں سال کے دوران مرا" اور Chronicles دوم 16:1 کہتی ہے کہ "باشا نے Judah پر حملہ آسا کے عہد حکومت کے 36 ویں سال کے دوران کیا۔" باشا اپنی موت کے 10 سال بعد کیسے حملہ کر سکتا ہے؟ یہ غیر سائنسی ہے۔ ڈاکٹر ولیم کی سہولت کے لیے مختصراً اپنے اٹھائے ہوئے اعتراضات بیان کرتا ہوں تا کہ انہیں جواب دینے میں آسانی رہے۔ پہلا اعتراض یہ تھا کہ "آسمان و زمین کی تخلیق چوبیس 24 گھنٹے والے چھ 6 دنوں میں روشنی اپنے منبع سے پہلے موجود تھی" دوسرا/ تیسرا اعتراض "دن زمین کی تخلیق سے پہلے وجود میں آیا" چوتھا اعتراض "زمین سورج سے پہلے وجود میں آئی" پانچواں اعتراض "سبزہ سورج کی روشنی سے پہلے وجود میں آیا" چھٹا اعتراض "چاند کی روشنی اس کی اپنی ہے" ساتواں اعتراض "زمین تباہ ہو جائے گی یا ہمیشہ قائم رہے گی؟" آٹھواں اعتراض "زمین کے ستون ہیں" نواں اعتراض "آسمان کے ستون ہیں" دسواں اعتراض، خدا نے کہا "تم تمام پودے اور سبزہ کھا سکتے ہو؟ کیا زہریلے پودوں سمیت؟" گیارہواں اعتراض 18Mark&16:17 کا "جھوٹوں کی پرکھ کا طریقہ۔ بارہواں اعتراض "ایک عورت لڑکے کی پیدائش کی نسبت لڑکی کی پیدائش پر دگنے عرصے تک ناپاک رہتی ہے" تیرہواں اعتراض "کوڑھ کی وبا سے نجات کے لیے خون کا استعمال" چودھواں اعتراض "آپ زنا کاری سے متعلق تلخ پانی کے ٹیسٹ کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟" پندرھواں اعتراض "Ezra باب دوم کی ساٹھ 60 سے کم آیات میں اٹھارہ 18 مختلف تضادات اور Nehemia باب 7، میں نے انہیں اٹھارہ 18 مختلف مضادات نہیں کہا، میں نے صرف ایک تضاد کہنے پر اکتفا کیا۔" سولہواں اعتراض "دونوں ابواب میں مجموعی تعداد مختلف ہے۔" اٹھارواں اعتراض "یہود اٹھاراں 18 سال کا تھا یا آٹھ 8 سال کا جب اس نے حکمرانی شروع کی؟" انیسواں اعتراض "اس نے تین ماہ حکومت کی یا تین ماہ اور دس 10 دن؟" بیسواں اعتراض "سلیمانؑ کے ہاں تین ہزار حمام تھے یا دو ہزار تھے؟" اکیسواں اعتراض "باشا نے اپنی موت کے 10 سال بعد Judah پر حملہ کیسے کیا؟" بائیسواں اعتراض، خدا نے کہا "میں نے آسمان پر قوسِ قزح، بنی نوح انسان سے اس وعدے کے طور پر نمودار کی کہ آئندہ دنیا کو پانی سے غرق نہ کروں گا" میں نے بائبل میں موجود سینکڑوں سائنسی اعتراضات بلکہ اغلاط میں سے صرف بائیس کا تذکرہ کیا ہے اور میں ڈاکٹر ولیم کیمبل سے درخواست کرتا ہوں کہ ان کا جواب دیں۔ اور اس بات سے قطع نظر کہ وہ "ہم آہنگی کا طرزِ استدلال" یا "مخالفانہ طرزِ استدلال" جو بھی استعمال کریں جب تک منطق کی حدود میں رہیں گے، سائنسی لحاظ سے ان بائیس پہلوؤں کو جن کا میں نے ذکر کیا ہے، کبھی ثابت نہ کر سکیں گے۔

ہم حضرت عیسیٰؑ کے حوالے سے متفق ہیں۔ ان پر انجیل نازل کی گئی تھی لیکن یہ وہ انجیل نہیں ہے۔ اس

میں جزوی طور پر خدا کا کلام موجود ہو سکتا ہے لیکن دوسرا غیر سائنسی مواد خدا کا کلام نہیں ہے۔ میں عظمت والے قرآن کی سورہ بقرہ سورہ نمبر 2 آیت نمبر 79 کے اس اقتباس سے اپنی تقریر کا اختتام کرنا پسند کروں گا ''وائے ہے ان پر جو اپنے ہاتھوں سے کتاب لکھتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ یہ خدا کا کلام ہے اور اسے ایک معمولی قیمت کے عوض بیچتے ہیں۔ وائے ہے اس پر جو کچھ ان کے ہاتھوں نے لکھا اور وائے ہے اس پر جو کچھ وہ کماتے ہیں''

ڈاکٹر محمد نائیک:

میں سامعین سے درخواست کرونگا کہ وہ صبر واستقامت کے ساتھ اس مذاکرے کو جاری رکھنے میں ہمارے ساتھ تعاون کریں۔ اب میں دعوت دیتا ہوں کہ ڈاکٹر ولیم کیمبل تشریف لا کر ڈاکٹر ذاکر نائیک کے لیے جواب پیش کریں۔

ڈاکٹر ولیم کیمبل:

ڈاکٹر ذاکر نائیک نے کچھ حقیقی مسائل کی نشاندہی کی ہے۔ اور وہ مسائل موجود ہیں جو انہوں نے بیان کیے ہیں۔ میں ان کی تردید نہیں کرتا اور میرے پاس ان کے تسلی بخش جوابات نہیں ہیں۔ ہم پیشین گوئیوں کا ریاضیاتی مطالعہ کرنے جا رہے ہیں جسے نظریہ امکانات (Theory Of Probabilities) کہا جاتا ہے ہم امکان کا اندازہ لگائیں گے کہ یہ پیشین گوئیاں اتفاقاً پوری ہو جائیں۔

ڈاکٹر محمد نائیک:

اب میں ڈاکٹر ذاکر نائیک کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ تشریف لا کر ڈاکٹر ولیم کیمبل کو جواب پیش کریں۔

ڈاکٹر ذاکر نائیک:

ڈاکٹر ولیم کیمبل نے میرے پیش کردہ بائیس 22 اعتراضات میں سے صرف دو 2 کا بالکل سرسری سا تذکرہ کیا۔ آپ صرف دو 2 مسئلے حل کر سکتے ہیں۔ چھ 6 کی تخلیق کا مسئلہ اور پہلے دن روشنی وجود میں آئی اور تیسرے دن زمین۔ لیکن باقی ماندہ چار 4 مسائل اپنی جگہ موجود ہیں۔ پس ڈاکٹر ولیم کیمبل نے یہ کہنے پر اکتفا کیا کہ ''دن طویل دورانیے کے ہیں'' اور چھ 6 میں سے دو 2 سائنسی غلطیوں کو حل کیا۔ باقی ماندہ چار 4 ''کائنات کی تخلیق'' کے بارے میں وہ ہمارا موقف تسلیم کرتے ہیں۔ یہ اچھی بات ہے۔ Kings James Version اور نئی بین الاقوامی اشاعت جن کا ڈاکٹر ولیم کیمبل نے حوالہ دیا ہے...... ''مہلک زہر پیو'' ''کھاؤ نہیں'' ...... ''پیو'' ڈاکٹر ولیم کیمبل نہیں جانتے کہ باہر ہندوستانی موجود ہیں۔ ان میں سے بہت سے گجراتی، مراٹھی جانتے ہوں گے حتیٰ کہ میں بھی جانتا ہوں۔ اگر میں آپ سے یہ کہوں ......Shuche? ۔ ڈاکٹر ولیم کیمبل نے میرے بیس اعتراضات کا جواب نہیں دیا اور انہوں نے پیش گوئی کے بارے میں بات شروع کر

دی۔پیش گوئی کا "بائبل میں سائنس" سے کیا ربط ہے؟ اگر پیش گوئی ہی مراد ہے۔لیکن اگر صرف ایک ناوقوع پذیر پیش گوئی موجود ہے تو وہ بھی پوری بائبل کے خدا کا کلام ہونے کی تردید کیلئے کافی ہے۔میں آپ کو ناوقوع پذیر پیش گوئیوں کی پوری فہرست فراہم کر سکتا ہوں۔آپ کے نظریۂ امکان (Theory Of Probability) کے مطابق بائبل خدا کا کلام نہیں ہے قطع نظر اس بات کے کہ آپ کا طرز استدلال موافقانہ ہے یا مخالفانہ۔اگر آپ منطق پر کار بند رہیں تو قرآن سے صرف ایک آیت کی بھی نشاندہی نہیں کر سکتے جو متضاد ہو۔نہ ہی کوئی ایک آیت ایسی ہے جو تسلیم شدہ سائنس کے خلاف ہو۔اگر ڈاکٹر ولیم کیمبل قرآن کو نہیں سمجھ سکتے تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہوسکتا کہ قرآن غلط ہے۔

بائبل 10:9&10 میں کہتی ہے کہ

"ہم نے انسان کو مٹی سے بنایا ہے، اُبلے ہوئے دودھ اور نیم جامد پنیر کی طرح" "اُبلا ہوا دودھ اور نیم جامد پنیر" ہو بہو بقراط کے خیالات کا چربہ ہے۔

سوال: میں یہ سوال کرنا چاہوں گا بلکہ ڈاکٹر ولیم کیمبل سے درخواست کروں گا کہ وہ بائبل 16:17&18 Mark میں دی گئی "جھوٹوں کی پرکھ" پر عمل کرتے ہوئے سامعین کو اپنے سچے عیسائی مومن ہونے کا ثبوت کیوں نہیں دیتے؟

سوال: میرا سوال ڈاکٹر ذاکر نائیک سے ہے، عیسائی "نظریۂ تثلیث" کی سائنسی بنیادوں پر وضاحت کرتے ہیں، پانی کی مثال دے کر کہ جو ٹھوس، مائع اور گیس یعنی برف، پانی اور بخارات پر مشتمل ہے۔اسی طرح ایک خدا تثلیث کا حامل (یعنی تین 3 مل کر ایک ذات)، باپ، بیٹا اور روح القدس۔کیا یہ وضاحت سائنسی لحاظ سے درست ہے؟

ڈاکٹر ذاکر نائیک:

لفظ "تثلیث (Trinity)" بائبل میں موجود نہیں ہے بلکہ یہ قرآن میں ہے۔

سوال: ڈاکٹر ذاکر! آپ نے کہا کہ قرآن میں کوئی غلطی نہیں ہے۔میں عربی گرامر کی بیس 20 سے زیادہ غلطیاں پاتا ہوں اور میں ان میں سے......اس نے بقرہ میں کہا اور پھر حج میں......جو کہ درست ہے السابعون یا الصابرین۔نمبر 1 اور نمبر 2......اس نے کہا۔

ڈاکٹر محمد:

بھائی! ایک وقت ایک سوال براہ کرم!!

سوال: اچھا......اس نے سورہ طٰہٰ 63 میں کہا...... غلطی! کیا آپ اس کی وضاحت کر سکتے ہیں؟

ڈاکٹر ذاکر:

جس کتاب کا وہ حوالہ دے رہے ہیں وہ عبدالفادی کی ہے،

عبدالفادی!!......درست؟ کیا قرآن خطا سے مبرا ہے؟ جی ہاں!الحمد اللہ۔

سوال: ڈاکٹر ولیم کیمبل! چونکہ آپ ایک ڈاکٹر ہیں کیا آپ مہربانی کر کے بائبل کے حوالے سے بعض طبی معاملات کی سائنسی وضاحت کریں گے کیونکہ آپ نے جوابی دور میں کچھ نہیں کہا مثلاً خون کا استعمال جراثیم کش کے طور پر، کڑوے پانی کا ٹیسٹ زنا کاری کیلئے اور سب سے اہم یہ امر کہ عورت لڑکی کو جنم دے تو لڑکے کو جنم دینے کی نسبت دگنی مدت تک ناپاک رہتی ہے۔

سوال: اچھا ڈاکٹر کیمبل! اگر آپ Genesis میں موجود "تخلیق" کے بارے میں تضادات کا جواب نہیں دے سکتے تو کیا آپ یہ نہیں سمجھتے کہ بائبل غیر سائنسی ہے اس لیے خدا کا کلام نہیں ہے؟

ڈاکٹر کیمبل:

میں تسلیم کرتا ہوں کہ مجھے اس کا جواب دینے میں کچھ مسائل کا سامنا ہے۔

ڈاکٹر ذاکر:

اسلامی پیمانہ "قرآن" آپ کے پیمانے "سائنس" سے کہیں زیادہ برتر ہے۔ اس لیے آپ کو قرآن پر ایمان لانا چاہیے جو کہ کہیں زیادہ فوقیت رکھتا ہے۔

سوال: ڈاکٹر کیمبل اتفاق کرتے ہیں کہ ڈاکٹر نائیک کی پیش کردہ اغلاط درست ہیں اور یہ کہ وہ ان کا جواب نہیں دے سکتے۔ پس کیا ڈاکٹر کیمبل تسلیم کرتے ہیں کہ بائبل میں اغلاط ہیں اس لیے یہ خدا کا مکمل کلام نہیں ہے۔

ڈاکٹر کیمبل:

بائبل میں کچھ ایسی چیزیں ضرور ہیں جن کی میں وضاحت نہیں کر سکتا۔ اس لیے کہ فی الوقت میرے پاس ان کا کوئی جواب نہیں ہے۔

ڈاکٹر ذاکر:

ایک بیٹا اپنے باپ سے دو 2 سال بڑا کیسے ہو سکتا ہے؟ یقین کریں آپ ہالی وڈ کی فلم میں بھی ایسا بچہ پیدا نہیں کر سکتے۔

قرآن اور بائبل

سائنس کی روشنی میں

(حصہ دوم)

جناب ڈاکٹر ذاکر نائیک اور کرسچن سکالر ڈاکٹر ولیم کیمبل

کے مابین مناظرہ

ڈاکٹر محمد نائیک (ثالث):

اب میں دعوت کلام دیتا ہوں جناب ڈاکٹر ولیم کیمبل صاحب کو کہ وہ تشریف لا کر ڈاکٹر ذاکر نائیک کیلئے جوابی خطاب پیش کریں۔

ڈاکٹر ولیم کیمبل:

ڈاکٹر ذاکر نائیک نے کچھ حقیقی مسائل کی نشاندہی کی ہے۔ میں ''علقہ اور مضغہ'' کے سلسلے میں ان کے قرآنی جواب سے متفق نہیں ہوں۔ میرا اب بھی یہی خیال ہے کہ یہ ایک بڑا مسئلہ ہے۔ لیکن ان کی اپنی رائے ہے اور میری اپنی۔ اس لیے ہر کسی کو گھر جا کر اس ضمن میں غور وفکر کرنا ہوگا۔ انہوں نے کہا کہ ''ان کی زہر کی آزمائش سے گزرنے والے کسی فردِ واحد سے ملاقات نہیں ہوئی'' میں کسی ایسے شخص کو تو پیش نہیں کر سکتا جو خالقِ حقیقی سے جا ملا ہو لیکن میرا ایک دوست ہیری رینکلف جو مراکش کے جنوب میں ایک قصبے میں رہتا تھا اور اس کی ایک شخص نے دعوت کی جو اسے دوست سمجھتا تھا۔ اور اس کی بیوی اور بیٹے کو بھی کھانے کی دعوت دی۔ جب ہیری نے دعوت پر جانے کی حامی بھری کسی نے آ کر اس کا دروازہ کھٹکھٹایا اور کہا ''وہ شخص تمہیں زہر دے گا'' لیکن وہ سب دعوت پر چلے گئے۔ ہیری نے اسی آیت زہر خوانی سے متعلق کے زیر اثر، جس کا آپ نے حوالہ دیا ہے، جانا قبول کیا۔ ہیری چلا گیا اور اسے امید تھی کہ جب وہ شخص زہر آلود کھانا لا کر اِدھر اُدھر ہو جائیگا تو شاید بچنے کی کوئی صورت بن جائیگی لیکن جب ایسا کوئی موقع نہ ملا تو ہیری نے وہ کھانا کھا لیا۔ اس کی بیوی کچھ زیادہ نہ کھا سکی۔ وہ اپنے بیٹے کو گھر پہ ہی کھانا کھلا چکے تھے۔ اسی رات ہیری کے پیٹ میں درد رہا اور خون کی قے بھی، لیکن وہ زندہ رہا۔ دو دن بعد ہیری نے اس شخص کے گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ جب اس نے دروازہ کھولا تو ہیری کو دیکھ کر اس کا رنگ سفید پڑ گیا۔ ہیری نے کھانے کی دعوت کیلئے اس کا شکریہ ادا کیا۔ میں کم از کم یہ ایک مثال تو آپ کو دے ہی سکتا ہوں۔ پھر آپ نے کہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صرف یہودیوں کی طرف بھیجے گئے تھے ''صرف یہودیوں کے پاس جاؤ اور بے دینوں کے پاس نہ جانا'' قرآن میں بھی تو حضرت مریم علیہ السلام کا تذکرہ ہے کہ انہوں نے کہا ''میں کسی مرد کو نہیں جانتی''، سورہ نمبر 19 آیت نمبر 20 میں اور پھر آگے کہا گیا ہے ''عیسیٰ علیہ السلام لوگوں کیلئے ایک نشانی ہونگے اور ہماری طرف سے

رحمت'' Mathew 4:9 میں بیان ہے ''ایک عورت آئی اور اس نے عیسیٰ علیہ السلام کے قدموں پر مسح کیا۔ انہوں نے فرمایا'''' دنیا میں جہاں کہیں بھی بائبل کی تبلیغ ہوگی جو اس عورت نے کیا ہے، بیان کیا جائے گا'' اور Mathew 28 میں جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر جانے والے تھے تو کہا ''تمام دنیا میں جاؤ اور بائبل کی تبلیغ کرو'' لیکن یہ کوئی تضاد نہیں ہے کہ انہوں نے اپنے حواریوں سے کہا ''صرف یہودیوں کے پاس جاؤ'' کیونکہ یہودیوں کو ایک خصوصی موقع دیا جانا تھا۔ بائبل میں ایک کہانی ہے لیکن میرا خیال ہے کہانی کا لفظ استعمال نہیں کرنا چاہیے۔ یہ تو تاریخی واقعہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام انجیر کے ایک درخت کے قریب آئے اس درخت نے تین سال سے پھل نہ دیا تھا۔ کسی نے کہا کہ ''اس درخت کو اکھاڑ پھینکو'' لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جواب تھا ''نہیں، اسے ایک سال اور برقرار رہنے دو، یہ بارآور ہوگا اور شاید اس پر پھل بھی لگیں گے'' یہ تو بس بنی اسرائیل کیلئے ایک تمثیلی حکایت تھی۔ انہوں نے بنی اسرائیل کو تین سال تک تبلیغ کی تھی اور ایک سال پھر مزید تبلیغ کرنا تھی۔ لیکن انہوں نے اور بھی تمثیلی حکایات بیان کی ہیں اور انہوں نے کہا ''اچھا ٹھیک ہے، رحمت تم سے لے لی جائیگی اور بے دینوں کو دے دی جائے گی'' ڈاکٹر نائیک نے ''دن'' اور ''عرصے'' کی بات کی ہے۔ ''دن'' کا مفہوم بائبل میں بھی ایک لمبا عرصہ ہوسکتا ہے ضروری نہیں کہ 24 گھنٹے ہی مراد ہوں جیسا کہ Dr.Bucaille نے اپنی کتاب میں اس بات پر اصرار کرنا چاہا۔ میرا گمان ہے کہ ''وقت کا طویل عرصہ'' ہی مراد تھی۔

اس کے علاوہ کچھ دوسرے مسائل بھی ہیں جن کی ڈاکٹر نائیک نے نشاندہی کی ہے۔ میں ان کا انکار نہیں کرتا نہ ہی میرے پاس ان کے تسلی بخش جوابات ہیں۔ لیکن میں اس ضمن میں بات کرونگا جو انہوں نے میٹھے پانی اور کھارے پانی کے بارے میں بیان کیا ہے۔ میں اس وضاحت سے متفق نہیں ہوں۔ قرآن کہتا ہے ''اللہ نے پانی کے دو دھارے آزاد چھوڑے ہیں جو باہم ملتے ہیں لیکن ان کے درمیان ایک رکاوٹ ہے جسے وہ عبور نہیں کرتے، پس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمت کا انکار کرو گے'' یہاں رکاوٹ کے لیے لفظ ''برزخ'' استعمال کیا گیا ہے جس کے معنی مکانی وقفہ، درمیانی خلا، زمانی وقفہ، بندش یا پتلی نالی ہیں۔ یہی بات سورہ الفرقان سورہ نمبر 25 آیت نمبر 53 میں کہی گئی ہے ''وہی ہے جس نے بہتے پانی کے دو دھارے آزاد چھوڑے ہیں، ایک رکاوٹ بنائی ہے اور ایک حد فاصل جسے وہ عبور نہیں کر سکتے'' جملہ ''ایک حد فاصل جسے عبور کرنا منع ہے'' میں دو لفظ ایک ہی نوعیت کے پیش کیے گئے ہیں عربی زبان میں ایسا اس وقت کیا جاتا ہے جب کسی بات پر زور دینا یا منوانا مقصود ہو۔ لفظ ''حجر'' کا مطلب ہے ''ممنوع''، امتناعی، ممانعت کردہ سارے لفظ بہت تاکیدی ہیں اور دوسرا لفظ جو کہ فعل (verb) کا آخری مشتق (Participle) ہے، اس کے بھی یہی معنی ہیں۔ اس لیے لفظی معنی کے لحاظ سے شاید ترجمہ کچھ یوں ہوگا ''اللہ نے ان کے درمیان ایک رکاوٹ بنائی اور ایک مانع ممانعت'' Dr. Bucaille نے اس کا تذکرہ بہت اختصار سے کیا ہے اگرچہ بالآخر وہ تسلیم کرتے ہیں کہ حد نظر سے دور جا کر دونوں دھارے مل جاتے ہیں۔ ایک سائنس دان دوست نے اس بارے میں

یوں تبصرہ کیا: ''یہ تو بس نمکین اور تازہ پانی ہیں جو وجودی طور پر جدا رکھے جاتے ہیں، دریا کا بہاؤ سمندر کے پانی کو دھکیل دیتا ہے لیکن کوئی رکاوٹ وجود نہیں رکھتی۔ حرارت اور توانائی کے اصولوں کے مطابق مل جانا (Mixing) ایک غیر ارادی فعل ہے اور فوری عمل ہے۔ رکاوٹ تو ایک تسلیم شدہ امر ہے لیکن اتنی بڑی مقداروں کے ملنے میں بہت وقت لگتا ہے۔ میرے پاس بھی اس ضمن میں ایک چھوٹی سی مثال ہے۔ تیونس میں میرا ایک دوست تھا جو آکٹوپس کا شکار کیا کرتا تھا۔ ایک دفعہ میں وہاں گیا اور کشتی سے چھلانگ لگا کر اردگرد تیرنے لگا۔ عین اس جگہ ایک چھوٹی سی کھاڑی تھی جس کے اوپر کا پانی ٹھنڈا اور نیچے کا پانی گرم تھا۔ میں نے سوچا...... یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ اوپر کا پانی ٹھنڈا اور نیچے گرم؟ پھر مجھے سمجھ آیا کہ ٹھنڈا پانی دریا سے آرہا تھا اور نمکین پانی بھاری ہوتا ہے۔ اس لیے نمکین پانی نیچے تھا اور ٹھنڈا ہلکا پانی اوپر اس لیے کوئی رکاوٹ موجود نہیں ہوتی ہے''

ڈاکٹر نائیک نے زبانوں کی بات کی۔ یقیناً میں ہندوستانی زبانوں کے بارے میں جواب دینے کے قابل نہیں ہوں۔ میں تو امریکہ کی بے شمار زبانوں کے بارے میں بھی جواب نہیں دے سکا۔ اس لحاظ سے ہندوستان اور امریکہ میں کچھ فرق نہیں۔ تاہم بائبل کے جس حصے کے متعلق انہوں نے بات کی ہے حواریوں کی زبانوں کا علم ایک معجزے کے طور پر دیا گیا تھا۔ لیکن وہ ایسی زبانیں تھیں جن کے بارے میں وہاں کے لوگ علم رکھتے تھے۔ وہ ایسی کمزور زبانیں نہ تھیں کہ انجانی کہلائیں اگر کوئی شخص سپین سے آیا تو حواری نے اسے سپین کی زبان میں ہی جواب دیا۔ اگر دوسرا شخص ترکی سے آیا تو ایک اور حواری نے اسے ترکی زبان میں ہی جواب دیا۔ اب میں وہ بات کرنے جا رہا ہوں۔ جس کا میں نے ارادہ کر رکھا تھا، وہ Witnesses کا تذکرہ ہے۔ Deuteronomy میں خدا نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بتایا...... ''سچے پیغمبر کی جانچ کا ذریعہ یہ تھا کیا اس کی پیش گوئی سچ ثابت ہوئی ؟'' حضرت الیاس علیہ السلام ایک مثال ہیں۔ قرآن میں ان کا ذکر یوں ہے ''وہ بادشاہ کے پاس گیا اور اسے بتایا اس وقت تک بارش نہ ہوگی جب تک میں نہ کہوں گا۔ پس چھ ماہ گزر گئے بارش نہ ہوئی پھر ایک سال گزر گیا کوئی بارش نہ ہوئی دوسرے سال بھی بارش نہ ہوئی، تیسرا سال بھی یونہی گزر گیا پھر ساڑھے تین سال گزر گئے۔ تب حضرت الیاس علیہ السلام بادشاہ کے پاس گئے اور کہا ''ہم ایک مقابلہ کریں گے'' وہ Mount Carmel پر گئے۔ وہاں یہ مقابلہ ہوا جس میں بادشاہ ہار گیا'' قرآن میں بیان ہے کہ ''الیاس علیہ السلام کو شاندار فتح حاصل ہوگی'' لیکن پھر حضرت الیاس علیہ السلام نے گھٹنوں کے بل ہو کر بارش کے لیے دعا کی اور بارش آگئی۔ اس لیے حضرت الیاس علیہ السلام پہلے شاہد (Witness) ہیں۔

دوسری مثال Isaiah کی ہے 750 قبل مسیح کی۔ یہودیوں کو جلاوطن کر دیا گیا۔ انہوں نے پیش گوئی کی تھی کہ انہیں جلاوطن کر دیا جائے گا اور پھر Cyrus انہیں واپس لائے گا۔ Cyrus کون ہے؟ 250 سال بعد فارس کے بے دین بادشاہ سائرس نے یہودیوں کو واپس اسرائیل کے پاس فلسطین بھیجا۔ لندن میں ایک سائرس کی کمی ہے جو اس بارے میں بیان کرتا ہے۔ پس آپ ایک سوال کر سکتے ہیں ''کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام

نے پیش گوئیاں پوری کیں؟ کیا عیسیٰ علیہ السلام نے معجزے دکھائے؟ کیا عیسیٰ علیہ السلام نے پیش گوئیاں کیں؟''
ہم پیش گوئیوں کا ریاضیاتی مطالعہ کریں گے۔ اسے نظریۂ امکانات (Theory Of Probabilities) کہا جاتا ہے اور ہم ان پیش گوئیوں کے اتفاقاً پورا ہونے کے امکانات کے بارے میں اندازہ لگائیں گے۔ اس کی ایک مثال یہ ہے، فرض کریں ڈاکٹر نائیک کے پاس دس قمیصیں ہیں اور میں جانتا ہوں کہ ان کے پاس ایک قمیص لال رنگ کی ہے۔ اگر میں یہ کہوں کہ ''کل وہ سرخ قمیص پہنیں گے'' اور کل وہ ایسا کرتے ہیں تو اگر میں کہوں ''میں ایک نبی ہوں'' تو میرے تمام دوست کہیں گے ''نہیں نہیں، ایسا تو محض اتفاقاً ہوگیا'' اور فرض کریں کہ ڈاکٹر سیموئیل نعمان کے دو جوڑے جوتے اور ایک جوڑا سینڈل ہیں تو اگلے دن اگر میں پیش گوئی کرتا ہوں کہ ڈاکٹر نائیک کونسی قمیص پہنیں گے اور ڈاکٹر سیموئیل نعمان اپنے سینڈل پہنیں گے اور ڈاکٹر سبیل احمد جن کے پاس پانچ ٹوپیاں ہیں، اگر میں یہ کہوں کہ وہ اپنی پگڑی پہنیں گے تو مجھے ایسے اتفاقات حاصل ہونے کے کتنے مواقع ہونگے؟ چلیں یوں کرلیں کہ 1/10، 1/5، اور 1/3 کو آپس میں ضرب دیں تو 1/150 حاصل ہوئے اور یہی ایسا اتفاق حاصل ہونے کا امکان ہے۔ وقت گزرتا جارہا ہے اور ہم نے 10 پیش گوئیوں کا تذکرہ کرنا ہے۔ جسے ہم ثابت کرنے کی کوشش کرنا چاہتے ہیں وہ گنتی میں شامل نہیں ہوگی۔ پہلی پیش گوئی 600 قبل مسیح جرمیاہ Jermiah میں کی گئی کہ عیسیٰ علیہ السلام، داؤد علیہ السلام کے سلسلے سے ہوں گے۔ خدا نے کہا کہ ایسے دن آئینگے کہ میں داؤد علیہ السلام کے لیے ایک نیک دوست وجود میں لاؤں گا جو دانشمندی سے حکومت کرے گا اور ملک میں انصاف کرے گا۔ اسے آقائے یہووا یا پاکبازی کہا جائے گا۔ چھٹے ماہ یہ پیش گوئی پوری ہوگئی جب خدا نے جبرائیل علیہ السلام کو مریم علیہا السلام کے پاس بھیجا۔ فرشتے نے ان سے کہا: ''مریم خوف زدہ نہ ہو، دیکھو! تم حاملہ ہوگی اور ایک بیٹے کو جنم دوگی، جسے عیسیٰ علیہ السلام کہا جائے گا وہ عظیم ہوگا اور عظیم ترین کا بیٹا کہلائے گا اور خدا اسے اس کے بعد داؤد علیہ السلام کا تخت دے گا اور اس سلطنت کا کبھی خاتمہ نہ ہو گا'' اور فرشتے نے ان سے مزید کہا ''مقدس روح تمہارے پاس آئے گی اور عظیم ترین کی طاقت تم پر سایہ کرے گی۔ اس لیے مولود مقدس کہلائے گا۔ داؤد علیہ السلام ابتدا میں ایک معمولی خاندان سے تھے لیکن بادشاہ بننے کے بعد جب ان کا خاندان معروف ہوگیا تو ہر کسی کو معلوم ہوگیا کہ بادشاہ کا ایک پانچویں عمر زاد بھی ہے۔ اس لیے میرا گمان ہے ہر 200 میں سے ایک یہودی داؤد علیہ السلام کے خاندان سے ہے''

دوسری پیش گوئی:...... 750 قبل مسیح بیت لحم میں پیدا ہونے والا سدا بہار حکمران میکاہ Micah ہے۔ ''لیکن اے بیت لحم! یہودا کے قبیلے میں غیر معروف Ephrathah سے، میرے لیے ایک شخص ہوگا جو بنی اسرائیل کا حکمران بنے گا جس کا سلسلۂ نسب قدیمی ہوگا'' اس کی تکمیل: اگرچہ یوسف (جوزف) اور مریم علیہا السلام Nazareth میں رہتے تھے، قیصر آگسٹس (Agustus) کے حکم سے یوسف کو مریم علیہا السلام کو بیت لحم لے جانا پڑا جو کہ اس کا آبائی قصبہ تھا۔ تکمیل کے سلسلے میں کہا گیا ہے...... اور یوسف Nazareth شہر

کے گاؤں گلیلی سے داؤد علیہ السلام کے شہر جودیا (Judea) گیا جسے بیت لحم کہتے ہیں۔ کیونکہ وہ داؤد علیہ السلام کے خاندان اور نسب سے تھا۔ اور وہاں مریم علیہ السلام نے پہلے بیٹے کو جنم دیا۔ بیت لحم میں پیدا ہونے کا اتفاق کیوں ہوا؟ میکاہ (Mecah) سے لے کر اب تک دنیا میں دو ارب لوگ پیدا ہوئے ہیں اور بیت لحم میں سات ہزار 7000 رہائش پذیر تھے۔ اس طرح ہر 280 ہزار میں سے ایک بیت لحم میں پیدا ہوا (1/280,000)

تیسری پیش گوئی:...... ایک پیغام بر مسیح علیہ السلام کا راستہ ہموار کرے گا۔ یہ کام Malachi کے ذریعے ہوا۔ باب 400,3:1 قبل مسیح میں...... ''دیکھو! میں اپنا پیغام بر بھیجوں گا جو مجھ سے پہلے رستہ ہموار کریگا اور جس آقا کی تمہیں تلاش ہے اچانک اس کی عبادت گاہ میں آئیگا، میزبانوں کا آقا کہتا ہے کہ خانقاہ کے جس پیغام بر سے تمہیں خوشی ہوگی دیکھو! وہ آ رہا ہے'' یہ پیش گوئی اگلے ہی روز پوری ہوئی ہے John The Baptist، یحییٰ ابن زکریا نے عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی طرف آتے دیکھا اور کہا ''دیکھو خدا پر قربان ہونے والا جو دنیا کے گناہ دھو ڈالے گا'' یہ وہی ہے جس کے بارے میں میں نے کہا تھا ''میرے بعد ایک شخص آئیگا جس کا مقام و مرتبہ مجھ سے پہلے ہے اس لیے کہ وہ مجھ سے پہلے موجود تھا'' اور اس امر سے قرآن بھی متفق ہے۔ سورہ آل عمران سورہ نمبر 3 آیت نمبر 39 تا 41 میں بیان ہے کہ ''یحییٰ آئیگا جو خدا کے ''کلمہ'' کی سچائی کی گواہی دے گا جس کا نام یسوع مسیح ہوگا، جو مریم کا بیٹا ہوگا'' بتایئے کہ کتنے رہنماؤں کا نقیب پہلے آیا تھا؟ اس بارے میں کچھ کہنا مشکل ہے۔ میں بس یوں کہہ سکتا ہوں ایک ہزار 1000 میں سے ایک رہنما ایسا ہوگا جس کا نقیب پہلے آیا تھا۔

چوتھی پیش گوئی:...... عیسیٰ علیہ السلام بہت ساری نشانیاں اور معجزے پیش کریں گے۔ 750:Isaiah میں ہم پڑھتے ہیں ''خوف زدہ دل والوں سے کہہ دو کہ تقویت پکڑیں اور خوف زدہ نہ ہوں۔ تمہارا خدا آئیگا اور تمہیں بچائے گا۔ پھر اندھوں کی آنکھیں کھل جائیں گی اور بہروں کے کانوں سے رکاوٹیں دور ہو جائینگی، تب لنگڑا ہرن کی طرح چھلانگیں لگائے گا اور گونگے کی زبان خوشی سے پکار اٹھے گی'' بائبل اور قرآن بھی تکمیل کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام نے بہت سے معجزے دکھائے۔ بائبل میں زیادہ معجزے دکھانے والے صرف چار پیغمبروں کا ذکر ہے: موسیٰ، الیاس، Elaisha اور عیسیٰ علیہ السلام۔ عیسیٰ علیہ السلام فرد واحد ہیں جنہوں نے پیش گوئیوں میں مذکور چاروں قسم کے معجزے دکھائے اور بعض اوقات جتنے لوگ آئے سب کو شفایاب کر دیا۔ چونکہ بہت سارے مسلمان یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ کل انبیاء 1,24,000 تھے، ہم اس تعداد کے حوالے سے کہیں گے کہ عیسیٰ علیہ السلام اپنی انفرادیت میں یکتا تھے۔

پانچویں پیش گوئی:...... ان نشانیوں کے باوجود اس کے بھائی اس کے خلاف تھے۔ ایک ہزار 1000 قبل مسیح داؤد علیہ السلام کے گیت میں وہ کہتا ہے ''میں اپنے بھائی کے لیے اجنبی بن گیا ہوں، اپنی ماں

کے بیٹوں کے لیے نامانوس'' اور John نے تکمیل کی ''پس اس کے بھائیوں نے یہ جگہ چھوڑ دینے اور ''جودیا'' جانے کے لیے کہا کیونکہ اس کے بھائی بھی اس کا یقین نہیں کرتے تھے۔'' ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایک حکمران کے کتنے رشتے دار اس کیخلاف ہونگے؟ بہت سے بادشاہوں کا ان کے اپنے رشتہ داروں نے تختہ اُلٹا۔ اس لیے ہم کہیں گے کہ پانچ میں سے ایک یا ابتداء ًبیس 20 کے لگ بھگ تو ہونگے۔

چھٹی پیش گوئی:...... یہ زکریا علیہ السلام نے 520 قبل مسیح میں کی ''اے قوم یہود کی بیٹی خوشیاں منا، پکار اے بنت یروشلم! دیکھو! تمہارا بادشاہ تمہارے پاس آ رہا ہے۔ وہ منصف اور نجات دہندہ ہے۔ بڑی سادگی سے گدھے پر سوار'' تکمیل: اگلے دن ایک بہت بڑا ہجوم زیتون کی کچھ شاخیں لیے ہوئے اس کے استقبال کیلئے چلاتے ہوئے باہر آیا ''نعرۂ تحسین'' رحمت ہو اس پر جو اپنے آقا کے نام پر آیا۔ بنی اسرائیل کے بادشاہ پر رحمت ہو۔ عیسیٰ علیہ السلام کو ایک جوان گدھا ملا اور وہ اس پر بیٹھ گئے۔ یقینی امر ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے گدھے کا انتخاب سواری کیلئے کیا۔ یہ کوئی معجزہ نہیں ہے نہ ہی یہ کوئی غیر معمولی بات ہے۔ تاہم ہجوم وہاں موجود تھا جس نے ان کی تعظیم کی اور کہا ''رحمت ہو اس پر جو آقا کے نام سے آیا ہے'' یروشلم میں کتنے حکمران داخل ہوئے لیکن کتنے ایک گدھے پر سوار یروشلم میں داخل ہوئے؟ آجکل کے حکمران تو مرسڈیز گاڑی پر آتے ہیں۔ تو جیسا کہ میں نے کہا کہ سو میں سے ایک حکمران ایسا ہو سکتا ہے۔

ساتویں پیش گوئی:...... عیسیٰ علیہ السلام نے عبادگاہ کی تباہی کی خبر دی اور یہ پیش گوئی خود انہوں نے کی۔ عیسیٰ علیہ السلام نے 30ء میں کسی وقت یہ بات بتائی تھی۔ جب وہ عبادت گاہ سے باہر نکل رہے تھے تو ان کے ایک حواری نے کہا ''استادِ محترم! دیکھئے کتنے خوبصورت پتھر ہیں اور کتنی خوبصورت عمارتیں۔'' اور عیسیٰ علیہ السلام نے اس سے کہا ''کیا تم یہ عظیم الشان عمارتیں دیکھ رہے ہو؟ ایک پتھر بھی ایسا نہ رہے گا جو پھینکا نہ جائے گا'' تکمیل: تقریباً 40 سال بعد 70ء میں رومن جنرل ٹائٹس (Titus) نے ایک طویل محاصرے کے بعد یروشلم پر قبضہ کیا۔ ٹائٹس کا ارادہ عبادت گاہ سے درگزر کرنے کا تھا لیکن یہودیوں نے اسے آگ لگا دی۔ یہودیوں کے لیے بغاوت کرنا اور پھر کچلے جانا ایک معمول تھا۔ پس میں نے کہا تھا کہ ایسی پیش گوئی کے پورا ہونے کا امکان پانچ میں سے ایک ہے۔

آٹھویں پیش گوئی:...... عیسیٰ علیہ السلام کو مصلوب کیا جائیگا Psalms میں جسے داؤد علیہ السلام نے 1000 قبل مسیح لکھا تھا ''بڑے لوگوں کے ایک گروہ نے مجھے ڈال رکھا ہے۔ انہوں نے میرے ہاتھ اور پاؤں چھید دیئے ہیں'' داؤد علیہ السلام نے اس طرح وفات نہ پائی وہ تو اپنے بستر پر فوت ہوئے۔ ان کے ہاتھ پاؤں نہیں چھیدے گئے تھے۔ Luke نے ہمیں تکمیل کے بارے میں بتایا ''جب وہ The Skull'' نامی جگہ پر آئے تو انہوں نے جرائم پیشہ لوگوں کے ساتھ عیسیٰ علیہ السلام کو بھی مصلوب کیا۔ ایک ان کے داہنی طرف اور ایک بائیں طرف'' ہمارا سوال یہ ہے کہ کتنے لوگوں میں سے ایک کو مصلوب کیا گیا؟ تو میں نے کہا

دس ہزار میں سے ایک۔

نویں پیش گوئی:...... وہ اس کے کپڑے بانٹ لیں گے اور ان کے چُغے کے لیے قرعہ ڈالیں گے۔ یہ بھی داؤد علیہ السلام کا قول ہے۔ ''انہوں نے میرے کپڑے آپس میں بانٹ لیے اور لباس کے لیے قرعہ ڈالا'' تو John نے ہمیں باب 19 میں تکمیل کے بارے میں بتایا ''جب فوجیوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو مصلوب کیا تو انہوں نے ان کے کپڑے لے لیے اور چار حصے کیے، ہر ایک کے لیے ایک حصہ، صرف زیر جامہ باقی بچا'' یہ کپڑا ان سلا تھا۔ ایک ہی بنائی کا بنا ہوا، اوپر سے نیچے تک انہوں نے کہا کہ اس کے ٹکڑے نہیں کرتے۔ آؤ قرعہ اندازی سے فیصلہ کریں کہ کس کو ملے گا۔ تو کتنے مجرم اَن سلے لباس والے ہوں گے؟ آپ خود ہی فیصلہ کر سکتے ہیں تاہم میں نے کہا تھا ایک سو 100 میں سے ایک۔

دسویں پیش گوئی:...... ''اگر چہ وہ معصوم ہے لیکن موت کے بعد اس کا شمار مکار اور دولت مندوں میں ہوگا'' Isaiah نے 750 قبل مسیح میں کہا ''اسے موت کے بعد مکاروں اور دولت مندوں والی جگہ قبر ملی۔ اگر چہ اپنی حیات میں اس نے کوئی تشدد نہیں کیا تھا اور نہ ہی دھوکہ دہی لیکن اس کا شمار حد سے تجاوز کرنے والوں میں ہوا'' Mathew نے تکمیل کی...... انہوں نے اس کے ساتھ دو ڈاکوؤں کو مصلوب کیا۔ جب شام ہوئی تو Arimathea سے ایک امیر آدمی وہاں پہنچا جس کا نام یوسف تھا، عیسیٰ علیہ السلام کا ایک حواری اس نے Pilate جا کر عیسیٰ علیہ السلام کے جسد خاکی کے بارے میں دریافت کیا۔ یوسف نے میت کو لینن کے ایک صاف کپڑے میں لپیٹ کر اپنے مقبرے میں رکھ دیا تھا۔ بتائیے سزائے موت پانے والے مجرموں میں کتنے معصوم تھے؟ میں نے کہا تھا کہ دس میں سے ایک اور کتنے معصوم یا مجرم لوگوں کو دولت مندوں کے ساتھ دفن کیا گیا؟ میں نے کہا تھا سو میں سے ایک۔ یہ تو ایک ہزار میں سے ایک ہوا۔ اب آخر میں پیش گوئی...... مرنے کے بعد وہ مردوں میں سے جی اُٹھے گا۔ Isaiah میں دوبارہ بیان ہے ''کیونکہ اُس کا زندہ لوگوں کی دنیا سے ناطہ ٹوٹ گیا تھا۔ وہ مر گیا اور اگر چہ آقا نے اس کی زندگی کو گناہ کا چڑھاوا بنایا تاہم وہ اپنی ذریت کو دیکھے گا اور اس کی مدت کو طول دے گا۔ پس یہ ایک پیش گوئی ہے کہ وہ دوبارہ زندہ ہوگا۔ Luke نے ہمیں بتایا کہ عیسیٰ علیہ السلام خود اُن کے درمیان کھڑے ہوئے اور اُن سے کہا ''تم پر سلامتی ہو'' پھر پال نے ہمیں 1:15 Corin Thains میں بتایا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام پطرس سے ملے اور پھر بارہ حواریوں سے۔ ان کے بعد پانچ سو سے زیادہ دینی بھائیوں سے بیک وقت ملے جن میں سے زیادہ تر اب بھی زندہ ہیں۔ پھر جیمز سے ملے جو ان کا نسبتی بھائی تھا اور پھر تمام نمائندوں سے۔ لیکن یہ ایسی بات نہیں ہے جس کی آپ قدر کر سکیں اس لیے اب ہم اعداد و شمار کا جائزہ لیتے ہیں۔ دنیا بھر میں کتنے لوگوں میں سے ایک ساری کی ساری دس پیشگوئیاں پوری کرے گا؟ اس سوال کا جواب تمام اندازوں کو ضرب دے کر دیا جا سکتا ہے۔ سارے اعداد و شمار کو بیان کرنے کیلئے میرے پاس وقت نہیں تاہم جواب یہ ہے کہ صفریں 28.28×10×2.78×2 میں

سے ایک۔ آئیں اس عدد کو آسان اور مختصر کریں تو یوں کہیں گے $(10)^{28}$ میں سے ایک۔ دنیا میں پیدا ہونے والے انسانوں کی کل تعداد کے بارے میں بہترین اندازہ 88 بلین کے قریب ہے۔ یہ 1×10^{11} عدد بنتا ہے۔ دونوں اعداد کو باہم تقسیم کرنے کے بعد ہمیں پتہ چلتا ہے کہ دنیا میں آج تک کسی ایسے انسان کا وجود خوش قسمتی سے پوری دس پیش گوئیوں کی تکمیل کا امکان $(10)^{17}$ میں سے ایک ہے یعنی سترہ صفروں والا عدد۔ آئیں کوشش کریں اور اندازہ لگائیں اگر آپ پوری ریاست ٹیکساس کو ایک ڈالر کے سکوں سے تین فٹ (ایک میٹر) گہرائی تک ڈھانپ دیں جن میں سے ایک سکے پر مخصوص نشان لگا ہو اور پھر میں آپ سے کہوں کہ ریاست ٹیکساس کی حدود سے مطلوبہ سکہ نکال لائیں خوش قسمتی کے باوجود آپ کے مطلوبہ سکہ نکال لانے کی یہ کیفیت ہوگی۔ دوسرے لفظوں میں کوئی امکان نہیں ہے۔

مجھے ذرا وقت ہو رہی ہے، ذرا سا توقف کریں اور بہت سی پیش گوئیاں ہیں۔ یہ سب ظاہر کرتی ہیں کہ نبی داؤد علیہ السلام یا Isaiah پہلی نشانی ہیں۔ خدا کا پیش گوئیاں پوری کرنا دوسری نشانی ہے اور خدا نے عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کو یہ سب لکھنے کی توفیق دی۔ یہ تمام ثبوت ہیں بائبل کے سچا ہونے اور منجاب خداوند یہودا ہونے کے۔ بائبل میں بیان ہے کہ "عیسیٰ علیہ السلام خدا کی طرف سے آئے اور ہمارے گناہوں کا کفارہ ادا کیا" یہ اچھی خبر ہے۔ قرآن کی خبر بہت سخت گیر ہے۔ سورہ نحل سورہ نمبر 16 آیت نمبر 61 میں بیان ہے "اگر اللہ لوگوں کی پکڑ غلطیوں کے باعث کرتا تو زمین پر کوئی زندہ نہ بچتا" مسئلہ یہ ہے کہ قرآن بہت واضح طور پر ایسے لوگوں کو بھی، جنہوں نے بہترین عمل کیے، صرف ایک "غالباً" دیتا ہے۔ سورہ القصص سورہ نمبر 28 آیت نمبر 67 میں بیان ہے "غالباً جو شخص اپنے کیے پر پچھتائے گا اور ایمان کے ساتھ ساتھ اعمال صالح بھی بجا لائے گا، شاید وہ کامران لوگوں میں سے ایک ہو۔" سورہ تحریم سورہ نمبر 66 آیت نمبر 8 میں بیان ہے "اے ایمان والو! اللہ کے حضور خلوصِ نیت سے پشیمانی کا اظہار کرو تا کہ شاید وہ تمہارے گناہ معاف کر دے" سورہ توبہ سورہ نمبر 9 آیت نمبر 18 میں بیان ہے "اللہ کی مساجد میں صرف وہی عبادت کریں گے جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہیں، اور عبادت کا حق ادا کرتے ہیں اور خیرات دیتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے اور شاید یہی لوگ ہیں جو ہدایت یافتہ ہیں" اختتام انتہائی اداس کن ہے۔ اگر ایک شخص ایمان نہیں رکھتا تو وہ یقینی طور پر جہنم میں جائے گا۔ لیکن اگر وہ ایمان رکھتا ہے آخرت پر تو وہ اللہ کے رحم و کرم کا محتاج ہے۔ کوئی سفارش کرنے والا ہے نہ کوئی دوست اور وہ محض امید کر سکتا ہے کہ غالباً شاید ہو سکتا ہے کہ وہ بخشے جانے والوں میں سے ہو۔ انگریزی سے عربی والی آکسفورڈ ڈکشنری میں Perhaps کا معنی "asahan" ہے ممکن ہے یہ سچ ہو لیکن بہت کڑوا ہے۔ دوسری طرف بائبل میں اچھی خبر ہے۔ بہت سے لوگوں کے لیے اپنی زندگی تاوان کے طور پر دینے کے لیے۔ ایک اور آیت نمائندے پال کی طرف کہتی ہے "اگر تم منہ سے کہہ دو کہ عیسیٰ آقا ہیں اور اپنے دل میں عقیدہ رکھو کہ خدا نے انہیں مردوں میں سے اٹھایا تو بس تمہاری نجات کی راہ ہموار ہے" یہ بہت شاندار اچھی خبر ہے۔ آپ نے میرے ساتھ ان تکمیل شدہ پیش گوئیوں کو ثبوت کے طور پر پڑھا

ہے۔عیسیٰ کو مردوں میں سے جی اُٹھنے کے بعد پانچ سو 500 سے زیادہ لوگوں نے دیکھا۔آثار قدیمہ کی بہت سی دریافتوں نے بائبل کی تصدیق کی ہے۔میں ترغیب دیتا ہوں کہ آپ بائبل (Gospel) کا ایک نسخہ لیں ،اسے پڑھیں۔آپ اپنی روح کے لیے اچھی خبر پائیں گے۔آپ سب پر خدا کی رحمت ہو۔شکریہ!

ڈاکٹر محمد:

اب میں ڈاکٹر ذاکر نائیک کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ ڈاکٹر ولیم کیمبل کے لیے جوابی خطاب پیش کریں۔

ڈاکٹر ذاکر:

محترم ڈاکٹر ولیم کیمبل ،ڈائیس پر موجود شخصیات ،میرے محترم بزرگو اور میرے عزیز بھائیو اور بہنو! میں ایک دفعہ پھر آپ سب کو اسلامی طریقے سے خوش آمدید کہتا ہوں۔

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ......!!

آپ سب پر اللہ تعالیٰ کی سلامتی ،رحمت اور برکتیں نازل ہوں۔ڈاکٹر ولیم کیمبل نے میرے اٹھائے ہوئے 22 اعتراضات میں سے صرف دو کا تذکرہ کیا ہے۔پہلا نکتہ جو انھوں نے بیان کیا یہ ہے کہ ان کے خیال میں بائبل میں مذکورہ ''دنوں'' کو ''طویل عرصوں'' کے معنوں میں لیا جاسکتا ہے۔میں اپنے خطاب میں پہلے ہی اس کا جواب دے چکا ہوں کہ اگر آپ قرآن کی طرح یہاں بھی ''دنوں'' کو ''طویل عرصوں'' کے معنی میں لیں تب بھی آپ صرف دو مسئلے حل کر سکتے ہیں۔چھ دن کی تخلیق کا مسئلہ نیز پہلے دن روشنی آئی اور تیسرے دن زمین۔باقی چار مسئلے اپنی جگہ موجود ہیں۔پس ڈاکٹر ولیم کیمبل نے محض یہ کہنے پر اکتفا کیا کہ دنوں سے مراد طویل عرصے ہیں اور تب بھی انہوں نے چھ میں سے دو سائنسی غلطیاں حل کیں۔باقی چار،کائنات کی تخلیق کے بارے میں وہ متفق ہیں جو کہ اچھی بات ہے اور وہ کہتے ہیں کہ اس کا جواب دینا مشکل ہے۔اور دوسرا نکتہ جس پر انہوں نے اظہارِ خیال کیا وہ Mark باب 16 آیت نمبر 17 اور 18 ،سائنسی ٹیسٹ کے بارے میں انہوں نے کہا ''مراکش میں ان کا ایک ہیری نامی دوست ،یا جو بھی اس کا نام تھا،اس نے ''زہر'' کھایا۔بائبل Kings James Version جس کا ڈاکٹر ولیم کیمبل نے حوالہ دیا، کہتی ہے ''مہلک زہر پیا'' ......کھایا نہیں۔''پیا'' اس کے باوجود میں برا نہیں مناتا۔اگر کوئی شخص مہلک زہر کو ''کھاتا'' ہے تب بھی کوئی مسئلہ نہیں۔لیکن ذرا تصور کریں کہ مراکش میں ایک آدمی ، مجھے بتایا گیا ہے کہ دنیا میں دو ارب عیسائی ہیں کوئی سامنے نہیں آسکتا،دو ارب میں سے ایک بھی؟ اور میرا خیال تھا کہ ڈاکٹر ولیم کیمبل ایک اچھے عیسائی مومن ہیں،میں نے ان سے اس آزمائش سے گزرنے کے لیے کہا تھا نہ کہ ان کے دوست سے جو کہ پہلے ہی مر چکا ہے اور انہوں نے کہا کہ ''منہ سے خون نکلا'' ڈاکٹر ولیم کیمبل بخوبی جانتے ہیں، حتیٰ کہ میں بھی بحیثیت ڈاکٹر کے،زہر خورانی کے باعث خون تو آتا ہے اور ہم بہت سے ایسے مریضوں کا علاج کرتے ہیں۔آزمائش کی حقیقت تو اس صورت میں ظاہر ہوتی ہے کہ آپ زہر خورانی کے بعد غیر ملکی زبانیں بولنے کے قابل بھی

رہیں۔اور ڈاکٹر ولیم کیمبل نے کہا کہ آپ Gospel Of Mark باب 16 پڑھ کر دیکھیں اس زمانے کے لوگ مانوس اور اجنبی زبانیں بولتے تھے۔ڈاکٹر ولیم کو معلوم نہ تھا کہ باہر ہندوستانی بھی موجود ہیں۔یقیناً بہت سے گجراتی ،مراٹھی جاتے ہیں ،حتیٰ کہ میں بھی جانتا ہوں۔اگر میں آپ سے دریافت کروں "Shu cheh" فرض کریں میں آپ سے پوچھوں ایک مخصوص زبان میں ......"Neer kud"......تامل۔کوئی جواب نہیں آیا اجنبی زبانیں......"Neer kud"......کوئی تامل یا ملیالم جانتا ہے؟

(سامعین)......خوش آمدید!

ڈاکٹر ذاکر:

جی ہاں ،بہت خوب! کیا آپ عیسائیت کے پیروکار ہیں؟ نہیں میں اس شخص سے پوچھ رہا ہوں کہ کیا وہ مسلم ہے؟ بہر حال یہ عیسائیت کے پیروؤں کے پاس کرنے کا ٹیسٹ تھا۔یہاں بہت سے لوگ ایسے ہیں جو غیر ملکی زبانیں جانتے ہیں۔آپ کو صرف اتنا کرنا تھا نہ ان سے اس طرح کی بات کرتے ''تمہارا نام کیا ہے ؟''،''تم کیسے ہو؟'' مثلاً کیف حالک عربی میں جو کہ آپ جانتے ہیں۔نئی زبانیں جو کہ آپ نہیں جانتے تھے۔آپ نے میرا نکتہ ثابت کر دیا ہے۔ابھی تک میری کسی ایک عیسائی سے ملاقات نہیں ہوئی جس نے میرے سامنے یہ امتحان پاس کیا ہو۔جن ہزار ہا عیسائیوں سے بذاتِ خود مل چکا ہوں ان میں سے ایک بھی نہیں۔اب 1001 ہوگئے ہیں ڈاکٹر کیمبل سے ملنے کے بعد۔ڈاکٹر کیمبل نے میرے بیان کردہ صرف دو نکات کا جواب دیا۔انہوں نے میرے 20 نکات کا جواب دیا نہیں اور پیش گوئی کے بارے میں بات کرنا شروع کر دی۔''بائبل میں سائنس'' سے پیش گوئی کا کیا تعلق ہے؟ اگر پیش گوئی ہی امتحان ہے تو ناسٹراڈیم کی کتاب ،بہترین کتاب قرار دی جانی چاہیئے۔اسے بہترین کتاب کہنا چاہیے۔بلکہ ''خدا کا کلام'' تک کہنا درست ہوگا۔انہوں نے نظریہ امکانات کے بارے میں بات کی۔نظریہ امکانات کی تعریف سے قرآن مع سائنسی حقائق کا کیسے تجزیہ کر سکتے ہیں۔میری سی ڈی ملاحظہ کریں ''کیا قرآن خدا کا کلام ہے'' یہ داخلی ہال میں دستیاب ہے۔میں نے سائنسی طور پر ثابت کیا ہے۔آپ نظریۂ امکانات کیسے استعمال کر سکتے ہیں۔ ڈاکٹر ولیم کیمبل نے پیش گوئی کی بنیاد پر استعمال کیا۔اگر میں چاہوں تو ایسی کوشش کر سکتا ہوں کہ ان کی بیان کردہ پیش گوئیوں کو غلط ثابت کر دوں۔لیکن میں ایسا نہیں کرنا چاہتا۔چلیے میں اسے دلیل کے طور پر درست مان لیتا ہوں ،ہم آہنگی کی مذاکراتی فضا کے لیے کہ انہوں نے جو بھی پیش گوئیاں بیان کی ہیں درست ہیں۔ لیکن اگر ایک بھی پیش گوئی کی تکمیل نہیں ہوئی تو ساری بائبل خدا کے کلام کے حوالے سے مسترد ہو جائے گی۔ میں آپ کو غیر تکمیل شدہ پیش گوئیوں کی فہرست دے سکتا ہوں۔

مثال کے طور پر اگر آپ Genesis 4:12 پڑھیں وہاں بیان ہے ''خدا نے Cain کو بتایا: تم کبھی

قیام پذیری کے قابل نہ ہو گے، تم ایک آوارہ گرد رہو گے۔" Genesis میں چند آیات کے بعد 4:17 میں بیان ہے "Cain نے ایک شہر بسایا" غیر تکمیل شدہ پیش گوئی۔ اگر آپ یرمیاہ 36:30 پڑھیں تو وہاں بیان ہے کہ یہودا (I) جو کہ باپ ہے یہودا (II) کا...... کوئی اس کے تخت پر بیٹھ نہ سکے گا، داؤد کا تخت یہودا کے بعد کوئی بھی نہ بیٹھ سکے گا۔" اگر اسکے بعد آپ Kings دوم 24:16 پڑھیں تو بیان ہے کہ "یہودا (I) جب مر گیا تو اس کے بعد یہودا (II) تخت نشین ہوا۔" غیر تکمیل شدہ پیش گوئی۔ ایک ہی ثبوت کافی ہے کہ یہ خدا کا کلام نہیں ہے۔ میں بہت ساری مثالیں دے سکتا ہوں۔ اگر آپ ازا قیل باب 26 پڑھیں تو وہاں لکھا ہے کہ "بخت نصر شہر Tyre کو تباہ کرے گا" جبکہ ہمیں معلوم ہے کہ Tyre کو سکندرِ اعظم نے تباہ کیا تھا۔ غیر تکمیل شدہ پیش گوئی۔ Isaiah 7:14 پیش گوئی کرتی ہے "ایک شخص آئے گا جو کنواری کے پیدا ہوگا اس کا نام ایمانوئیل (Emmanuel) ہوگا" عیسائی کہتے ہیں کہ اس سے مراد حضرت عیسیٰ ہیں جو ایک کنواری کے ہاں پیدا ہونے والے۔ وہاں عبرانی کا لفظ "Amla" ہے کو "ایک کنواری" کے معنی نہیں رکھتا بلکہ "ایک نوجوان عورت" مراد ہے۔ عبرانی زبان میں کنواری کے لیے "baitula" کا لفظ ہے۔ چلیں اس بات کو جانے دیں۔ یہ کہا گیا ہے "اسے ایمانوئیل کہہ کر پکارا جائے گا" بائبل میں کہیں بھی حضرت عیسیٰ کو ایمانوئیل کہہ کر مخاطب نہیں کیا گیا۔ غیر تکمیل شدہ پیش گوئی۔ میں بے شمار غیر تکمیل شدہ پیش گوئیاں بیان کر سکتا ہوں جبکہ بائبل کو غلط ثابت کرنے کے لیے صرف ایک ہی کافی ہے میں نے چند ایک مثالیں بیان کی ہیں۔ آپ کے نظریۂ امکانات کے حوالے سے بھی بائبل خدا کا کلام ثابت نہیں ہوتا ہے۔ ڈاکٹر ولیم کیمبل نے کہا کہ "قرآن کے مطابق الیاسؑ نے جنگ جیتی جبکہ بائبل کے مطابق الیاسؑ نے جنگ ہاری۔ بات جو بھی تھی اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ بائبل صحیح ہے۔ اور قرآن غلط۔ اگر بائبل اور قرآن میں اس ضمن میں تضاد پایا جاتا ہے تو آپ کو یہ گمان ہونے لگا کہ بائبل خدا کا کلام ہے۔ بالفرض دونوں کتابوں کا تجزیہ کیا جائے تو ممکن ہے قرآن صحیح ہو اور بائبل غلط۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دونوں غلط ہوں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دونوں صحیح ہوں۔ پس اگر ہم یہ تجزیہ کرنا چاہیں کہ دونوں میں سے غلط کونسی ہے تو ہمیں کیا کرنا ہوگا؟ ہمیں ایک تیسرا غیر جانبدار مستند حوالہ درکار رہوگا۔ کیونکہ بائبل کہتی ہے "الیاس ہارے" اور قرآن کہتا ہے "الیاس جیتے" محض اس بنا پر یہ کہنا کہ قرآن غلط ہے یہ غیر منطقی ہے اور ڈاکٹر ولیم کیمبل نے میری بیان کردہ سائنسی غلطیوں کا جواب دینے کی بجائے نیا غیر متعلق موضوع چھیڑ دیا۔ میں انہی نکات پر بات کروں گا۔ جن کے بارے میں وقت کی کمی کے باعث پہلے بات نہ کر سکا۔ انہوں نے چھ سات سے زائد نکات اپنی گفتگو میں بیان کئے جن کا انشاء اللہ مختصراً جواب دوں گا۔ انہوں نے کہا کہ قرآن بیان کرتا ہے...... میرے حوالے کی کیسٹ دکھائی اور برادر شبیر علی کا حوالہ بھی دیا کہ "چاند کی روشنی منعکس شدہ ہے" اور انہوں نے کہا "اس کا یہ مفہوم نہیں ہے" میں

دوبارہ عرض کر رہا ہوں کہ قرآن سورہ فرقان سورہ نمبر 25 آیت نمبر 61 میں بیان کرتا ہے کہ..... ''وہی عظمت والا جس نے آسمان میں ستارے سجائے ہیں، ایک روشن چراغ (سورج) اور چاند (منیر) جس کی روشنی منعکس کردہ ہے'' عربی زبان میں چاند کے لیے لفظ ''قمر'' استعمال کیا گیا ہے۔ یہ ہمیشہ ''منیر'' یا ''نور'' کے طور پر آیا ہے۔ جس کے معنی ''انعکاسِ روشنی'' کے ہیں عربی لفظ ''شمس'' سورج کے لیے آیا ہے۔ یہ ہمیشہ چراغ کے معنی میں آیا ہے۔ جس کے معنی ہیں ''ایک تیز روشنی یعنی ایک روشن نورانی ہالہ'' اور میں حوالہ جات دے سکتا ہوں، سورہ نور سپورہ نمبر 71 آیت نمبر 15 تا 16 سورہ یونس سورہ نمبر 10 آیت نمبر 5 اور مزید بھی ہیں انہوں نے یہ کہا کہ اگر اس کا مطلب ہے ''ایک منعکس شدہ روشنی'' اور قرآن کی سورہ نور سورہ نمبر 24 آیت نمبر 35 تا 36 کا حوالہ دیا کہ ''اللہ آسمان وزمین کی روشنی ہے'' لیکن آپ پوری آیت پڑھیں اور پھر تجزیہ کر کے دیکھیں کہ یہ کہتی ہے؟ یہ آیت کہتی ہے..... ''اللہ روشنی ہے.....نور، آسمان وزمین کی'' یہ تو ایک تقابل ہے۔ جیسے ایک طاق اور طاق میں رکھا ہوا چراغ۔ لفظ ''چراغ'' وہاں موجود ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کی اپنی روشنی ہے اور منعکس کردہ بھی۔ جیسے آپ ایک کیمیائی چراغ دیکھتے ہیں۔ آپ لوگ جو یہاں موجود ہیں اس سے واقف ہیں۔ چراغ کی بتی کی اپنی روشنی ہے لیکن چراغ کا شیشہ روشنی کو منعکس کر رہا ہے۔ یعنی دونوں قسم کی روشنیاں ایک جگہ پائی جاتی ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کی، الحمدللہ، اپنی روشنی کے علاوہ جیسا کہ قرآن کی آیت کہتی ہے ''طاق میں ایک چراغ ہے اور اللہ تعالیٰ کے چراغ کی روشنی ذاتی ہے اور اللہ اپنی ذاتی روشنی منعکس کرتا ہے۔'' ڈاکٹر ولیم کیمبل کہتے ہیں کہ قرآن کہتا ہے ''قرآن نور ہے یہ روشنی منعکس کر رہا ہے'' یقیناً قرآن اللہ تعالیٰ کی روشنی اور رہنمائی منعکس کر رہا ہے، رہا حضرت محمد ﷺ کا ''سراج'' ہونا تو وہ یقیناً ایسے ہی ہیں۔ پیارے نبی ﷺ کی حدیث ہماری رہنمائی کر رہی ہے۔ پس حضرت محمد ﷺ ''نور'' بھی ہیں اور ''سراج'' بھی، الحمدللہ۔ ان کی رہنمائی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اس لیے اگر آپ اس لفظ ''نور'' کو منعکس کردہ روشنی کے طور پر استعمال کریں گے اور ''منیر'' کو بھی ایک منعکس کردہ روشنی تب بھی الحمدللہ آپ سائنسی لحاظ سے ثابت کر سکتے ہیں۔ کہ چاند کی روشنی اس کی اپنی نہیں ہے بلکہ یہ منعکس کردہ روشنی ہے۔ دوسرے اعتراضات جو ڈاکٹر ولیم کیمبل نے اُٹھائے وہ سورۂ کہف سورہ نمبر 18 آیت نمبر 86 کے حوالے سے کہ..... ذوالقرنین نے سورج کو بے نور پانی میں ڈوبتے دیکھا..... کثیف پانی میں'' اندازہ کریں کہ سورج کے کثیف پانی میں ڈوبنے کی بات..... غیر سائنسی، عربی لفظ جو یہاں استعمال ہوا ہے وہ ہے ''وَجَدَ'' جس کے معنی ہیں ''ذوالقرنین کو ایسے لگا یا محسوس ہوا'' اور ڈاکٹر ولیم کیمبل عربی جانتے ہیں اگر آپ بھی ڈکشنری دیکھیں تو اس کے معنی ہیں ''ایسے لگا'' پس اللہ تعالیٰ نے وہ بیان کیا جو ذوالقرنین کو محسوس ہوا یا دکھائی دیا۔ اگر میں یہ مثال دوں کہ ''جماعت کے ایک طالب علم نے کہا، دو اور دو پانچ ہوتے ہیں'' اور آپ کہیں..... ''اوہ! ذاکر نے کہا، دو اور دو پانچ

ہوتے ہیں۔ میں نے نہیں کہا۔ میں تو بتا رہا ہوں...... ''جماعت کے ایک طالب علم نے کہا دو اور دو پانچ ہوتے ہیں'' میں نے غلط نہیں کہا، طالب علم نے غلط کہا۔ اس آیت کو جانچتے اور تجزیہ کرنے کے کئی طریقے ہیں۔ ایک طریقہ یہ ہے محمد اسد کے بقول، کہ ''وَجَدَ'' کے معنی ہیں ''ایسے لگا'' یعنی ایسے محسوس ہوا''...... ''ذوالقرنین کو ایسے لگا'' نکتہ نمبر :2 عربی لفظ جو استعمال ہوا ہے وہ ''مغرب'' ہے۔ یہ وقت کے لیے بھی استعمال ہو سکتا ہے اور جگہ کے لیے بھی۔ جب ہم ''غروب شمس'' کہتے ہیں تو یہ وقت کے معنی میں ہو سکتا ہے۔ اگر میں کہوں...... ''سورج شام 7 بجے غروب ہوتا ہے۔'' تو میں یہ الفاظ وقت کے لیے استعمال کر رہا ہوں۔ اگر میں یہ کہوں کہ...... ''سورج مغرب میں غروب ہوتا ہے'' اس کا مطلب ہے کہ میں یہ الفظ جگہ کے لیے استعمال کر رہا ہوں۔ پس اگر ہم یہاں ''مغرب'' کو وقت کے معنی میں لیں تو ذوالقرنین غروبِ شمس کی جگہ نہ پہنچے تھے اور اگر وقت کے معنی میں لیں تو وہ غروب شمس کے وقت وہاں پہنچے۔ مسئلہ حل ہو گیا ہے۔ علاوہ ازیں آپ بہت سے دوسرے طریقوں سے بھی یہ مسئلہ حل کر سکتے ہیں۔ حتیٰ کہ ڈاکٹر ولیم کیمبل یہ کہتے ہیں ''نہیں نہیں، بلا دلیل تسلیم کردہ بات کوئی معنی نہیں رکھتی۔ ایسا نہیں ہے۔'' ''ایسے لگا'' ہی حقیقت ہے۔ آئیں اس کا مزید تجزیہ کریں۔ قرآنی آیات کہتی ہے ''سورج کثیف پانی میں غروب ہوا'' اب ہم جانتے ہیں کہ جب ہم ''طلوع شمس اور ''غروب شمس'' جیسے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ کیا سورج طلوع ہوتا ہے؟ سائنسی لحاظ سے سورج نہ تو ابھرتا ہے اور نہ ڈوبتا ہے۔ ہم سائنسی لحاظ سے جانتے ہیں کہ سورج غروب قطعاً نہیں ہوتا۔ یہ تو زمین کی گردش ہے جو سورج کے ابھرنے اور ڈوبنے کے مناظر دکھاتی ہے۔ لیکن اس کے باوجود آپ ہر روز اخباروں میں پڑھتے ہیں طلوع شمس صبح 6 بجے اور غروب شمس شام 7 بجے۔ اوہ! تو کیا اخبار غلط ہیں۔ غیر سائنسی! اگر میں لفظ'' تباہی(Disaster) '' استعمال کروں کہ اوہ! ایک تباہی ہو گئی ہے Disaster کا مطلب ہے کوئی تباہی وقوع پذیر ہو گئی ہے۔ لفظی معنی کے لحاظ سے Disaster کا مطلب ہے ''ایک منحوس ستارہ'' پس جب میں یہ کہوں "This Disaster" تو ہر کوئی جانتا ہے کہ میری مراد ''ایک تباہی'' سے ہے، نہ کہ منحوس ستارے ہے۔ ڈاکٹر ولیم کیمبل اور میں جانتے ہیں جب ایک شخص کو جو پاگل ہے ، ہم اسے Lunatic کہتے ہیں۔ ہاں یا نہیں؟ کم از کم میں تو جانتا ہوں اور مجھے امید ہے ڈاکٹر ولیم کیمبل بھی ایسا ہی کریں گے۔ ہم جس شخص کو "Lunatic" کہتے ہیں۔ وہ پاگل ہے۔ lunatic کے معنی کیا ہیں؟ اسکے معنی ہیں ''چاند کا مارا ہوا'' لیکن زبان نے اسی قدرتی عمل سے ترقی کی ہے۔ اسی طرح sunrise درحقیقت یہ تو محض الفاظ کا استعمال ہے۔ اور اللہ نے انسان کے لیے رہنمائی بھی مہیا کی ہے۔ وہ ایسے الفاظ استعمال کرتا ہے کہ ہم بات کو سمجھ سکیں۔ اس لیے یہ محض لفظ sunset ہے نہ کہ درحقیقت غروب کرنے کا عمل۔ نہ ہی یہ کہ سورج درحقیقت ابھر رہا ہے۔ پس یہ وضاحت ہمیں ایک واضح تصویر دکھاتی ہے کہ

قرآن کی سورۂ کہف سورہ نمبر 18 آیت نمبر 86 تسلیم شدہ سائنس سے متصادم نہیں ہے لوگوں کے بات کرنے کا یہ انداز ہونا چاہیے۔انہوں نے سورہ فرقان سورہ نمبر 25 آیت نمبر 45 تا 46 کا حوالہ دیا ہے کہ ''سایہ بڑھتا ہے اور طور پکڑتا ہے، ہم اسے ساکن بنا سکتے ہیں۔سورج اس کا رہنما ہے'' اور اپنی کتاب میں وہ تذکرہ کرتے ہیں......کیا سورج حرکت کرتا ہے؟اس آیت میں کہاں لکھا ہے کہ......''سورج حرکت کرتا ہے۔'' سورہ فرقان سورہ نمبر 25 آیت نمبر 45 تا 46 ہرگز نہیں کہتی کہ سورج حرکت کرتا ہے۔اور وہ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں ''ہمیں مدرسہ ابتدائیہ میں پڑھایا گیا تھا'' اور انہوں نے اپنی گفتگو میں بھی کہا ہے کہ ''یہ زمین کی گردش کے باعث ہے کہ سائے بڑھتے گھٹتے ہیں'' لیکن قرآن کیا کہتا ہے......''سورج اس کا رہنما ہے'' آج حتیٰ کہ وہ شخص بھی جو سکول نہیں گیا۔جانتا ہے کہ یہ سورج کی روشنی کے باعث ہے۔پس قرآن بالکل درست ہے۔یہ نہیں کہتا کہ سورج حرکت کرتا ہے۔اور سایہ بننے کا سبب ہے۔وہ اپنے الفاظ قرآن میں ڈال رہے ہیں۔سورج اس کا رہنما ہے۔یہ سائے کی رہنمائی کرتا ہے۔سورج کی روشنی کے بغیر آپ کو سایہ نہیں مل سکتا۔ہاں، آپ روشنی کے سائے ملاحظہ کر سکتے ہیں لیکن یہ ایک مختلف چیز ہے لیکن یہاں اس سائے کا ذکر ہے جو آپ دیکھتے ہیں جو کہ حرکت کرتا ہے، بڑھتا ہے اور گھٹتا ہے۔ڈاکٹر ولیم کیمبل نے سلیمانؑ کی موت کے بارے میں بات کی سورہ سباء سورہ نمبر 34 آیت نمبر 12 تا 14 اور کہا کہ ''ذرا تصور کریں کہ ایک شخص چھڑی کے سہارے کھڑا کھڑا موت سے ہمکنار ہو گیا اور کسی کو خبر نہ ہوئی، وغیرہ'' اس کی وضاحت کے کئی طریقے یہ ہیں: نکتہ نمبر 1، سلیمانؑ اللہ کے نبی تھے اور یہ ایک معجزہ ہو سکتا ہے۔جب بائبل کہتی ہے کہ عیسیٰؑ مردوں کو زندہ کر سکتے ہیں، عیسیٰؑ ایک کنواری کے ہاں پیدا ہوئے، مردوں کو زندگی دینے والے...... یا ایک چھڑی کے سہارے طویل عرصہ کھڑے رہنا، ان میں سے کونسی بات زیادہ ناقابلِ یقین ہے؟ پس اگر خدا عیسیٰؑ کے ذریعے معجزے دکھا سکتا ہے تو سلیمانؑ کے ذریعے ایک معجزہ کیوں نہیں دکھا سکتا؟ موسیٰؑ نے سمندروں میں شگاف کر دیا۔انہوں نے ایک چھڑی ڈالی، چھڑی ایک سانپ بن گئی۔بائبل نے یہ کہا ہے اور قرآن نے بھی۔پس جب خدا اتنا کچھ کر سکتا ہے تو وہ ایک طویل عرصے کے لیے ایک شخص کو چھڑی کے سہارے کیوں نہیں کھڑا کر سکتا؟ بہرحال میں نے انہیں کئی مختلف جوابات دیئے ہیں۔قرآن پاک میں یہ کہیں بھی نہیں لکھا کہ سلیمانؑ بہت طویل عرصے تک چھڑی کے سہارے کھڑے رہے۔محض یہ کہا گیا ہے کہ......جانور، شاید بعض کہتے ہیں......''چیونٹی''......شاید کوئی دوسرا خشکی کا جانور تھا۔جس نے آ کر کاٹ لیا۔ممکن ہے ایسا ہو کسی جانور نے ان کی چھڑی ہلا دی ہو اور وہ نیچے گر گئے ہوں۔لیکن میرا گمان ہے میں قرآن سے متضاد دلیل استعمال کرتا ہوں۔کیونکہ اس بات سے قطع نظر کہ آپ متصادم سعی کرتے ہیں یا ہم آہنگی کی، سورہ نساء سورہ نمبر 4 آیت نمبر 82 کہتی ہے کہ ''وہ قرآن کو سنجیدگی سے نہیں لیتے۔اگر یہ اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو

اس میں بہت سے تصادم ہوتے'' قطع نظر اس بات سے ہے کہ آپ متصادم حکمتِ عملی اپناتے ہیں۔ یا ہم آہنگی کی، اگر آپ منطق پہ کاربند رہتے ہیں تو آپ قرآن کی ایک آیت بھی ایسی نہیں دکھا سکتے جو تضاد بیانی رکھتی ہو اور نہ ہی کوئی آیت ایسی ہے جو تسلیم شدہ سائنس کے خلاف ہو۔

میں ڈاکٹر ولیم کیمبل سے اتفاق کرتا ہوں کہ سلیمانؑ ایک طویل دورانیے تک کھڑے رہے۔ جواب اسی آیت میں دیا گیا ہے۔ جس میں سلیمانؑ کے گرنے کا ذکر ہے، جنہوں نے کہا کہ ''اگر ہمیں معلوم ہوتا کہ سلیمانؑ فوت ہو چکے ہیں تو ہم اتنی کڑی مشقت نہ کرتے'' اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جنات تک کے پاس علم غیب نہ تھا۔ چونکہ جنات خود کو بہت عظیم سمجھتے تھے۔ پس اللہ انہیں سبق دے رہا ہے۔ کہ علم غیب تو ان کے پاس بھی نہیں ہے۔ ڈاکٹر ولیم کیمبل نے سورہ نحل سورہ نمبر 16 آیت نمبر 66 میں ''دودھ کے پیداواری عمل'' کا تذکرہ کیا۔ پہلا شخص جس نے دورانِ خون کے بارے میں بتایا، ابنِ نفیس تھا، نزول قرآن کے 600 سال بعد اور ابن نفیس کے 400 سال بعد ولیم ہاروے نے اسے مغربی دنیا کے لیے عام فہم بنایا۔ یہ نوبت نزول قرآن کے 1000 سال بعد آئی۔ خوراک جو آپ کھاتے ہین۔ آنت میں جاتی ہے اور آنتوں سے خوراک کے اجزاء خون کے دھارے کے ذریعے مختلف اعضاء تک پہنچتے ہیں۔ اکثر اوقات جگر کے دہانے کے ذریعے اور پستانی غدود تک بھی پہنچتے ہیں جو کہ دودھ کی پیداوار کا باعث بنتے ہیں۔ اور قرآن نے جدید سائنس کی یہ معلومات مختصر الفاظ میں سورہ نحل سورہ نمبر 16 آیت نمبر 66 میں دی ہیں جہاں بیان ہے کہ ''درحقیقت مویشیوں میں تمھارے لیے ایک سبق ہے۔ ہم تمھیں پینے کے لیے دیتے ہیں اس میں سے جو ان کے جسموں میں ہے جو ایسے مرکز سے آتا ہے جو فضلے اور خون کے درمیان کا جز ہے، دودھ جو پاکیزہ ہے تمھارے پینے کے لیے'' الحمدللہ کہ سائنس کے ذریعے ہمیں معلومات بالکل حال ہی میں، 50 سال قبل یا زیادہ سے زیادہ 100 سال قبل معلوم ہوئی۔ جبکہ قرآن نے 1400 سال پہلے اس کا تذکرہ کیا تھا۔ سورہ مومنون سورہ نمبر 23 آیت نمبر 21 میں یہ پیغام دہرایا گیا ہے۔ ڈاکٹر ولیم کیمبل نے جانوروں کے بارے میں یہ نکتہ اٹھایا کہ ''جانور گروہی رہائش رکھتے ہیں'' قرآن سورہ انعام سورہ نمبر 6 آیت نمبر 38 میں بیان کرتا ہے ''زمین پر رہنے والے ہر جانور کو ہم نے تخلیق کیا ہے اور ہوا میں اڑنے والے ہر پرندے کو، کہ تمھاری طرح اکٹھے رہیں'' اور ڈاکٹر ولیم کیمبل کہتے ہیں کہ...... ''مکڑی جفتی کے بعد اپنے نر کو مار دیتی ہے، ہونے والے بچوں کے باپ کو، وغیرہ...... کیا ہم بھی مار دیتے ہیں؟ شیر ایسا کرتا ہے یا ہاتھی بھی۔'' وہ تو رویے کی بات کر رہے ہیں۔ قرآن طرزِ عمل کی بات نہیں کر رہا۔ اگر ڈاکٹر ولیم کیمبل قرآن کو سمجھ نہیں سکتے تو اس میں قصور ان کا ہے یہ مطلب نہیں کہ قرآن غلط ہے۔ قرآن کہتا ہے ''وہ گروہوں میں رہتے ہیں'' جانوروں اور پرندوں کے اکٹھا رہنے کی بات ہے انسانوں کی طرح اجتماعی بود و باش۔ قرآن طرزِ عمل کی بات نہیں کرتا۔ سائنس آج ہمیں بتاتی ہے کہ جانور، پرندے اور دنیا کے دوسرے جاندار اجتماعی بود و باش رکھتے ہیں۔ انسانوں کی طرح رہنے کا

مطلب ہے......وہ اکٹھے رہتے ہیں۔ میرے پاس علمِ جنین کے بارے میں ہر نکتے پر بات کرنے کے لیے وقت نہیں ہے، میں نے ان کے 8/9 موضوعات پر بات کرتا ہوں جو انہوں نے بیان کیے۔ علمِ جنین ......میں مزید تفصیل بیان کروں گا۔ علمِ جنین کے بارے میں ایک نکتہ جس کی میں وضاحت کر چکا ہوں اس کے علاوہ انہوں نے جو کچھ نکات بیان کیے ہیں انہوں نے کہا کہ جنین کے ارتقا کے مراحل بقراط اور گیلن نے بیان کیے تھے اور انہوں نے کئی سلائیڈ بھی دکھائیں۔ غور کرنے کی بات یہ ہے کہ محض اس لیے کہ کسی کی کہی ہوئی بات قرآن سے مطابقت رکھتی ہے تو اس کا ہرگز مطلب یہ نہیں بنتا کہ قرآن نے تو صرف ان کی کہی ہوئی باتیں دہرائی ہیں۔ فرض کریں کہ اگر میں کوئی بیان دوں، جو کہ درست ہے اور یہی بات اگر کسی نے پہلے کہی تھی تو اس کا ہرگز مطلب یہ نہیں کہ میں نے محض نقالی کی ہے ایسا ممکن ہو سکتا ہے اور غیر ممکن بھی۔ قرآن سے مخالفانہ طرزِ عمل کے لحاظ سے......جی ہاں! انہوں نے نقالی کی۔ چلیے یوں ہی سہی لیکن آئیں تجزیہ کریں۔ قرآن نے بقراط کی کئی غلط باتیں قبول نہیں کیں۔ اگر اس نے نقالی کی ہوتی تو وہ ہر بات کی نقالی کرتا، یہ منطقی بات ہے۔ میں اسے نقل نہیں کہوں گا۔ یہ درست بات ہے میں اسے نقل کروں گا۔ بقراط اور گیلن نے ''مضغہ'' کے بارے میں کوئی بات نہیں کی۔ انہوں نے کیا بات کی؟ بقراط اور گیلن نے اس دور میں کہا کہ ''عورت کا بھی مادۂ منویہ ہوتا ہے۔'' بات کس نے کہی؟ اگر آپ بائبل کا مطالعہ کریں تو وہ بھی یہی کہتی ہے Leviticus 12:1-12 میں یہ کہا گیا ہے کہ عورت ''بیج'' دیتی ہے۔ اس طرح درحقیقت بائبل بقراط کی نقالی کر رہی ہے۔ اور بائبل Job میں کہتی ہے، 10:9-10 کہ ''ہم نے انسان کو مٹی سے بنایا ہے ابلے ہوئے دودھ اور نیم جامد پنیر جیسا'' ابلا ہوا دودھ اور نیم جامد پنیر یہ بقراط کا واقعی تجربہ ہے۔ تجربہ کیوں؟ کیونکہ یقیناً یہ خدا کا کلام نہیں ہے۔ یہ جزو غیر سائنسی ہے۔ یہ بقراط، گیلن اور یونانیوں کا کہنا تھا کہ ''انسان نیم جامد پنیر کی طرح تخلیق کیے گئے۔'' اور بائبل نے ہو بہو اس بات کو نقل کیا ہے۔ لیکن قرآن الحمدللہ اگر آپ علمِ جنین کی کتابیں پڑھیں حتیٰ کہ ڈاکٹر کیتھ مور کی کتابیں بھی، انہوں نے کہا کہ ''بقراط اور گیلن جیسے دوسرے لوگوں نے اور ارسطو نے بھی ابتدا میں علمِ جنین کے بارے میں کافی کچھ بتایا لیکن بہت سے نظریے درست تھے۔ اور بہت سے غلط'' اور انہوں نے مزید کہا ''قرونِ وسطیٰ میں، یا عربوں کے عہد میں، قرآن نے اضافی تعلیمات مہیا کیں'' اگر یہ قرآن ہو بہو نقالی پر مبنی ہوتا تو ڈاکٹر کیتھ مور اپنی کتاب میں قرآن کی توصیف کرتے ہیں لیکن یہ تذکرہ...... ''بہت سے غلط تھے'' ایسی کوئی بات انہوں نے قرآن کے متعلق نہیں کہی۔ یہ ایک تسلی بخش ثبوت ہے اس بات کا کہ قرآن یونانی عہد کی نقالی نہیں کرتا۔ آپ مجھ سے کہیں گے کہ ''دنیا گول ہے'' یونانیوں سے نقل کیا گیا۔ میں فیثا غورث کو جانتا ہوں، چھٹی صدی قبل مسیح کا یونانی جس کا عقیدہ تھا دنیا گھومتی ہے۔ ان کا عقیدہ تھا کہ سورج کی روشنی منعکس کردہ ہے۔ اگر حضرت محمد ﷺ نے نعوذ باللہ نقل کی تو انہوں نے یہ کیوں نہ نقل کیا وہ عقیدہ رکھتے تھے کہ سورج ساکن ہے اور یہ عقیدہ بھی کہ سورج کائنات کا مرکز ہے۔ پس حضرت محمد ﷺ نے

کیوں درست بات نقل کی اور غلط باتوں کو حذف کر دیا؟ یہ کافی ثبوت ہے کہ حضرت محمد ﷺ نے نقل نہیں کی ،انہوں نے ایک فہرست دی ہے کہ یونانی سے سریانی ،سریانی سے عربی اور بڑی تحقیق ۔قرآن کا ایک بیان اسے مسترد کرنے کے لیے کافی ہے۔سورہ عنکبوت سورہ نمبر 29 آیت نمبر 48 میں بیان ہے کہ ''آپ نے اس سے پہلے نہ کوئی کتاب پڑھی اور نہ ہی اپنے دائیں ہاتھ سے کبھی کچھ لکھا۔ اگر ایسا ہوتا تو لوگ یقیناً شک کرتے۔'' نبی ﷺ ایک ''اُمی'' یعنی ان پڑھ تھے۔تاریخ کا یہ عنصر ثابت کرنے کے لیے کافی ہے کہ آپ نے کوئی چربہ سازی نہیں کی تھی۔ اندازہ کریں کہ ایک سائنس دان جو بہت کم تعلیم یافتہ ہوتا ہے وہ بھی ایسا نہیں کر سکتا۔لیکن اللہ نے اپنی اُلوہی رہنمائی میں آخری نبی کو ایک ''اُمی'' جیسا بنایا۔اس لیے کہ ''یاوہ گو'' لوگ جیسے وہ لوگ جو اسلام کے خلاف کتابیں لکھتے ہیں۔وہ اپنا منہ نہیں کھول سکتے۔ نبی اکرم ﷺ ''اُمی'' تھے۔بہت سی ایسی چیزیں ہیں کہ میں بائبل کے بارے میں گفتگو جاری رکھ سکوں۔ میں نے قرآن کے خلاف ان کے تمام دلائل کا احاطہ کر دیا ہے۔الحمدللہ کوئی ایک نکتہ ایسا نہیں جو ثابت کر سکے کہ قرآن سائنس کے خلاف ہے۔ انہوں نے میرے 22 اعتراضات پر بات نہیں کی ،صرف 2 کا ذکر کیا وہ بھی ثابت نہیں کیے گئے۔پس تمام 22 نکات تاحال ثابت کرتے ہیں کہ بائبل سائنس کے ساتھ ہم آہنگ نہیں ہے۔نکتہ نمبر 23: حیوانات کے شعبے میں Leviticus 11:6 میں بیان ہے کہ ''خرگوش جگالی کرنے والا ہے'' ہم جانتے ہیں کہ خرگوش جگالی نہیں کرتا قبل ازیں خرگوش کی حرکات کے باعث ایسا گمان کرتے تھے۔اب ہم جانتے ہیں کہ خرگوش جگالی نہیں کرتا۔نہ ہی اس کا معدہ ایسی ٹھوس نوعیت کا ہوتا ہے۔Proverb 6:7 میں تذکرہ ہے کہ ''چیونٹی کا کوئی حکمران نہیں ،کوئی سردار نہیں'' آج ہم جانتے ہیں کہ چیونٹیاں مہذب کیڑے ہیں۔ان کا نظام کار بہت اچھا ہے جس میں ان کا سردار ہوتا ہے،ان کا نگران ہوتا ہے،ان کے کارکن ہوتے ہیں۔حتیٰ کہ ان کی ایک ملکہ بھی ہوتی ہے، ان کے ہاں ایک حکمران بھی ہے، اس لیے بائبل غیر سائنسی ہے۔علاوہ ازیں بائبل 3:14 Genesis اور Isaiah 65:25 میں بیان ہے کہ ''سانپ مٹی کھاتے ہیں'' Book Of Leviticus 11:20 میں بیان ہے۔''مکروہ چیزوں میں چار پنجوں والے پرندے شامل ہیں'' اور بعض عالم کہتے ہیں کہ عبرانی لفظ "Uff" کا ترجمہ "Fowl" غلط ہے۔King James Version میں ''کیڑا'' یا ''پردار مخلوق'' ہے اور نئی بین الاقوامی اشاعت میں ''پردار مخلوق'' ہے لیکن یہ کہا گیا ہے ''تمام کیڑے جن کے چار پاؤں ہیں وہ مکروہ ہیں۔وہ تمہارے لیے نفرت انگیز ہیں'' میں ڈاکٹر ولیم کیمبل سے پوچھنا چاہتا ہوں کن کیڑوں کے چار پاؤں ہوتے ہیں؟ حتیٰ کہ ایک پرائمری پاس طالب علم بھی جانتا ہے کہ کیڑوں کے چھ پاؤں ہوتے ہیں۔ دنیا میں نہ کوئی پرندہ ہے اور نہ ہی کوئی کیڑا جس کے چار پاؤں ہوں۔مزید برآں بائبل میں افسانوی اور خیالی جانوروں کا تذکرہ ایسے ہے کہ جیسے وہ سچ مچ موجود ہوں۔مثال کے طور پر Unicorn گھوڑے کی شکل کا افسانوی جانور جس کے ماتھے پر ایک بالکل سیدھا سینگ ہوتا ہے۔Isaiah 34:7 میں

Unicorn کا تذکرہ ایسے کیا گیا ہے کہ جیسے سچ مچ وجود رکھتا ہو۔ آپ ڈکشنری میں دیکھیں، یہ کہتی ہے ''ایک جانور جس کا جسم گھوڑے کا ہے اور سینگ جو صرف افسانوں میں دستیاب ہے'' میرا مقررہ وقت ختم ہونے والا ہے۔ صرف یہ کہنا چاہوں گا کہ اگر کسی عیسائی کی دل آزاری ہوئی ہو تو معافی چاہتا ہوں۔ یہ میرا ارادہ نہ تھا بلکہ محض ڈاکٹر ولیم کیمبل کی کتاب کا جواب، یہ ثابت کرنے کیلئے کہ قرآن سائنس کے ساتھ ہم آہنگ ہے اور بائبل، ایک حصہ خدا کا کلام ہوسکتا ہے، مکمل خدا کا کلام نہیں۔ یہ موافقت نہیں رکھتی۔ میں قرآن کی سورہ اسراء سورہ نمبر 17 آیت نمبر 18 سے اپنے کام کا اختتام پسند کروں گا، جو کہتی ہے ''جب سچ کو جھوٹ پر دے مارا جاتا ہے تو جھوٹ تباہ ہو جاتا ہے، اس لیے کہ جھوٹ اپنی فطرت کے لحاظ سے مٹ جانے والا ہے''

واخر دعونا عن الحمد اللہ رب العالمین

قرآن اور بائبل سائنس کی روشنی میں

(سوال وجواب کا دور)

جناب ڈاکٹر ذاکر نائیک اور کرسچن سکالر ڈاکٹر ولیم کیمبل

کے مابین مناظرہ

ڈاکٹر محمد نائیک (ثالث):

ڈاکٹر ولیم کیمبل، ڈاکٹر ذاکر نائیک، آپ کے خطابات اور جوابی خطابات کا شکریہ۔ آخر میں سامعین کی شرکت کا دور ہے جسے سوال وجواب کا دور کہیں گے۔ تقریباً ساٹھ منٹ کا محدود وقت جو کہ دستیاب ہے، اس سے زیادہ سے زیادہ مستفید ہونے کیلئے ہم مندرجہ قواعد وضوابط کی پابندی پسند کرینگے۔ آپ کے سوالات صرف آج کے موضوع 'قرآن اور بائبل سائنس کی روشنی میں' کے موضوع کے متعلق ہونے چاہئیں۔ غیر متعلقہ سوالات شامل نہیں کیے جائینگے۔ براہ کرم اپنے سوالات مختصر اور موضوع سے متعلق کریں۔ محدود وقت نہ تو سامعین سے خطاب کرنے کے لیے ہے اور نہ ہی ردعمل ظاہر کرنے کیلئے۔ ڈاکٹر ولیم کیمبل اور ڈاکٹر ذاکر نائیک جامع جواب دیں گے براہ کرم جواب پانچ منٹ سے زیادہ وقت نہ لے۔ ہال میں مائیکروفون کے ذریعے سوال کرنے کے لیے 4 مائیک نصب کیے گئے ہیں۔ 2 سٹیج کے سامنے مرد حضرات کے لیے اور دو وسطی قطاروں کے آخر میں خواتین کیلئے۔ جو لوگ ڈاکٹر ولیم کیمبل سے سوالات کرنا چاہتے ہیں براہ کرم میری بائیں طرف موجود مائیک کے پیچھے قطار بنائیں، مرد حضرات آگے اور خواتین پیچھے۔ میں بالکونی میں موجود سامعین سے معذرت خواہ ہوں۔ ہمیں خوشی ہے کہ یہ ہال کھچا کھچ بھرا ہے لیکن اگر آپ کوئی سوال کرنا چاہتے ہیں تو براہ کرم مائیک پر آنے کی زحمت کریں ایک وقت میں ایک سوال ہوگا اگر آپ دوسرا سوال کرنا پسند کریں گے تو آپ کو دوبارہ قطار میں آکر دوسرا سوال کرنا ہوگا۔ آپ کے درمیان موجود رضا کاروں کے پاس موجود انڈیکس کارڈز پر لکھے گئے سوالوں کو ثانوی ترجیح دی جائیگی۔ مقررین مائیک پر آنے والے سوالات کے بعد ان کا جواب دیں گے براہ کرم کارڈ پر لکھیں کہ آپ کا سوال ڈاکٹر ولیم کیمبل سے ہے یا ڈاکٹر ذاکر نائیک سے تاکہ وہ آپ کے سامنے موجود متعلقہ صندوقچوں میں رکھے جاسکیں۔ شفاف صندوقچے جن پر ڈاکٹر ولیم کیمبل اور ڈاکٹر ذاکر نائیک کا نام لکھا ہے۔ منتظمین ان صندوقچوں کو ہلائیں گے اور مقررین بذات خود کوئی سا بھی سوال منتخب کریں گے۔ ان سوالات کا جائزہ مقررین کا پینل لے گا کہ موضوع سے متعلق ہیں اور منتظمین منظوری دینے کے بعد مائیک پر پیش کریں گے۔ جن کا مقررین جواب دیں گے۔ اپنا سوال کرنے سے پہلے براہ کرم اپنا نام اور پتہ بتائیں ہم گھڑی کی چال (Clockwise) کے لحاظ سے ہر مقرر سے باری

باری ایک وقت میں ایک سوال کرنے کی اجازت دینگے۔ مثلاً ڈاکٹر کیمبل ...... ایک سوال، ڈاکٹر ذاکر نائیک ...... دوسرا سوال، ڈاکٹر ولیم کیمبل ...... تیسرا سوال، ڈاکٹر ذاکر نائیک ...... چوتھا سوال۔ معذرت خواہ ہوں کہ یہ مرحلہ گھڑی کی چال (Clockwise) کی بجائے آڑا ترچھا ہوگا۔ منتظمین نے مائیک اس طرح ترتیب دیئے ہیں۔ پہلا اور دوسرا سوال سٹیج کے سامنے، تیسرا سوال عقب میں میرے بائیں طرف اور چوتھا سوال عقب میں میرے دائیں طرف اور علی ہذا القیاس۔ ہم ان سوالوں کیلئے تقریباً 40 منٹ دینگے اور پھر کاغذ پر لکھے گئے سوالات کی طرف رجوع کرینگے۔ میں درخواست کرتا ہوں میرے بائیں جانب والے مائیک سے پہلا سوال ڈاکٹر ولیم کیمبل کے لیے کیا جائے۔

سوال: میں ڈاکٹر کیمبل سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ Genesis میں نوح علیہ السلام کے سیلاب کے بارے میں جو بات کی گئی ہے کہ پانی نے تمام روئے زمین کو ڈھانپ دیا، تمام مخلوقات، پہاڑ اور ہر چیز اور یہ کہا گیا ہے کہ زمین کا بلند ترین پہاڑ بھی، جس کی بلندی عربی میں 15 ہاتھ بیان کی گئی ہے۔ جو تقریباً 15 فٹ بنتی ہے۔ ہم سائنسی لحاظ سے جانتے ہیں کہ زمین کے بلند ترین پہاڑ کی بلندی 15 فٹ نہیں ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ اس سے بہت زیادہ بلند ہے۔ پس Genesis میں کیسے یہ کہا گیا ہے کہ پانی نے ہر چیز کو ڈھانپ دیا، روئے زمین کا ہر پہاڑ بھی اور بلند ترین پہاڑ 15 فٹ؟

ولیم کیمبل:

آپ کے سوال کرنے کا شکریہ، میرے خیال میں یہ کہا گیا ہے کہ یہ (پانی) بلند ترین پہاڑی سے بھی بلند ہو گیا۔ اگر بلند ترین پہاڑ 3000 میٹر ہے تو پانی اس سے بھی 15 فٹ بلند ہو گیا تھا۔

ڈاکٹر محمد:

برادر! ہم مداخلتی یا جوابی سوالات کا سلسلہ نہیں کرینگے۔ سوال کرنے والا اپنا سوال کرے اور بس۔ پھر جواب دینے والا جیسے چاہے جواب دے شکریہ!

ولیم کیمبل:

اور میں قرآن میں یہ دیکھتا ہوں۔ میرے خیال میں اس کو فی الحقیقت ایسا ہی سمجھا جانا چاہیے۔ کیونکہ سورہ ہود سورۃ نمبر 11 آیت نمبر 40 میں بیان ہے کہ ''زمین کے چشمے اُبل پڑے اور پانی کی پہاڑ جیسی لہریں بلند ہوئیں'' اور پھر جہاں انبیاء کی فہرست دی گئی ہے۔ وہاں یہ کہا گیا ہے ''نوح علیہ السلام سے پہلے کوئی نبی نہیں۔ اور میں جانتا ہوں کہ آدم علیہ السلام بھی نبی ہو سکتے تھے لیکن میں جانتا ہوں اس کا تذکرہ کہیں نہیں ہے اور میرا خیال ہے کہ قرآن میں بھی یہی بات کہی گئی ہے کہ تمام روئے زمین کو پانی نے ڈھانپ دیا''

سوال: آپ نے کہا کہ اللہ روشنی منعکس کرتا ہے اور وہ ''نور'' سے بنا ہے مجھے فی الحقیقت اس بات کی سمجھ نہیں آئی؟

ڈاکٹر ذاکر:

برادر نے ایک سوال پیش کیا ہے کہ انہیں میری ''نور'' اور ''اللہ'' کے بارے میں وضاحت سمجھ نہیں آئی جو میں نے ڈاکٹر ولیم کیمبل کے جوابی دلائل کے بارے میں عرض کی۔ قرآن سورہ نور سورۃ نمبر 24 آیت نمبر 35 میں کہتا ہے کہ...... ''اللہ آسمان وزمین کا نور ہے۔ وہ ایک روشنی ہے۔ قرآن میں روشنی کا معنی ''منعکس شدہ روشنی'' یا ''مستعار لی ہوئی روشنی'' ہے۔ پس وہ یہ پوچھ رہے ہیں ''کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی روشنی بھی مستعار لی ہوئی ہے؟'' جواب آگے دیا گیا ہے اگر آپ آیت کو پڑھیں...... یہ کہتی ہے کہ یہ ایک طاق کی مثل ہے، طاق میں ایک چراغ ہے، چراغ کی روشنی ذاتی ہے اس کا مطلب ہے کہ اللہ کی روشنی ذاتی ہے اور منعکس بھی ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی روشنی خود اللہ تعالیٰ سے دوبارہ منعکس ہو رہی ہے۔ ایک کیمیائی چراغ کی طرح جو آپ یہاں دیکھ رہے ہیں۔ اس کے اندر ایک ٹیوب ہے۔ آپ چراغ کو ''سراج'' یا ایک ''دیا'' پر محمول کر سکتے ہیں۔ اور اس کے شیشے کو ''منیر'' یا ''نور''، مستعار لی ہوئی روشنی یا منعکس کردہ روشنی اور مزید برآں بات یہ ہے کہ آپ اس قدرتی روشنی کو جسمانی روشنی قرار نہیں دے سکتے جیسا کہ آپ نے بات کی۔ یہ اللہ تعالیٰ کی روحانی روشنی ہے جیسا کہ میں نے ڈاکٹر ولیم کیمبل کو جواب دیا ہے۔ اور چونکہ میرے پاس 5 منٹ ہیں، میں ان سے استفادہ کرنا چاہوں گا ڈاکٹر ولیم کیمبل نے طوفان نوح علیہ السلام کے متعلق جواب دیا میں وہ شخص ہوں کہ جو بائبل کے ساتھ ہم آہنگی کا طریقۂ کار استعمال کرتا ہوں اور قرآن کے لیے مخالفانہ استدلال۔ لیکن الحمد اللہ قرآن دونوں طریقوں سے امتحان میں کامیاب ہو گیا۔ اور اگر میں ڈاکٹر ولیم کیمبل سے اتفاق کر بھی لوں کہ یہ درست ہے کہ پانی بلند ترین پہاڑ سے 15 فٹ بلند تھا لیکن 7:19-20 Genesis میں بیان ہے کہ ''ساری دنیا پانی میں ڈوب گئی'' اور مزید برآں آثار قدیمہ کے شواہد ہمیں آج کا حال دکھاتے ہیں اور اس وقت کا بھی اگر آپ نوح علیہ السلام کے زمانے کا علم الانساب کے حوالے سے تخمینہ لگائیں تو یہ 21 ویں صدی سے 22 ویں صدی قبل مسیح بنتا ہے۔ آثار قدیمہ کے شواہد آج ہمیں دکھاتے ہیں کہ بابل کے حکمرانوں کا تیسرا دور اور مصر کے حکمرانوں کا گیارھواں سلسلہ 21 ویں اور 22 ویں صدی قبل مسیح میں موجود تھا اور اس دوران سیلاب کا کوئی ثبوت نہیں اور وہ بغیر رخنہ اندازی کے حکومت کرتے رہے۔ پس آثار قدیمہ کے شواہد ہمیں دکھاتے ہیں کہ زمین کا غرق ہونا ناممکن ہے پوری زمین کا 21 ویں، 22 ویں صدی قبل مسیح میں ڈوب جانا غلط ہے قرآن کے بارے میں کیا کہیں گے؟ نکتہ نمبر 1: قرآن نے وقت کا تعین نہیں کیا، آیا 21 ویں صدی قبل مسیح تھی یا 50 ویں صدی قبل مسیح، کوئی تعین نہیں۔ نکتہ نمبر 2: قرآن نے کہیں بھی یہ نہیں کہا کہ پوری زمین پانی میں ڈوب گئی تھی یہ قرآن تو نوح علیہ السلام اور ان کی قوم کی بات کرتا ہے اور ان کے لوگ۔ لوگوں کا ایک چھوٹا گروہ یا شاید ایک بڑا گروہ آثار قدیمہ کے شواہد آج بتاتے ہیں اور ماہرین آثار قدیمہ کہتے ہیں کہ ہمیں کوئی اعتراض نہیں، یہ ممکن ہے دنیا کے کچھ حصے پانی میں ڈوب گئے ہوں۔ لیکن پوری

دنیا کا ڈوب جانا ممکن نہیں پس الحمد اللہ قرآن آثار قدیمہ کی تازہ ترین دریافتوں سے موافقت کر رہا ہے لیکن بائبل نہیں۔ مزید برآں اگر آپ Genesis 6:15-16 پڑھیں، یہ بیان کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو ایک کشتی بنانے کے لیے کہا جس کی پیمائش 300 ہاتھ لمبائی، 50 ہاتھ چوڑائی اور بلندی 30 ہاتھ ہو۔ Cubic ڈیڑھ فٹ کا ہوتا ہے۔ برادر نے یہاں بھی غلطی کی۔ نئی بین الاقوامی اشاعت کہتی ہے۔ 450 فٹ لمبائی، 75 فٹ چوڑائی اور تقریباً 45 فٹ بلند او نچائی۔ اگر آپ اس کی پیمائش کریں...... میں اعداد وشمار نکال چکا ہوں...... یہ 150 ہزار مکعب فٹ حجم اور 33,750 فٹ رقبے سے کہیں کم ہے۔ اور بائبل کہتی ہے اس کی تین منزلیں تھیں، پہلی، دوسری اور تیسری منزل۔ پس 3 سے ضرب دی جائے تو آپ کو 101,250 مربع فٹ جواب ملے گا۔ یہ اس کا رقبہ ہے۔ تصور کریں کہ دنیا کی ہر نسل کا ایک جوڑا، 101,250 مربع فٹ جگہ میں سما گیا۔ تصور کریں، کیا یہ ممکن ہے؟ دنیا میں لاکھوں اقسام ہیں۔ اگر میں کہوں اس ہال میں دس لاکھ لوگ آئے کیا آپ یقین کریں گے؟ مجھے یاد ہے، شاید گزشتہ سال، میں نے کیرالہ میں خطاب کیا تھا۔ اور وہاں دس لاکھ لوگ تھے۔ یہ سب سے بڑا اجتماع ہے جس سے میں نے اللہ کے فضل وکرم سے خطاب کیا۔ ایک ملین لوگ! بے شمار لوگوں کو میں دیکھ بھی نہ سکا۔ یہ کوئی ہال نہ تھا بلکہ یہ ایک بڑا ساحل تھا۔ میں سامنے موجود کچھ لوگوں کے سوا باقی ماندہ کو نہ دیکھ سکا۔ ایک ملین میں سے چند لوگ۔ اگر آپ ویڈیو کیسٹ میں دیکھیں تو آپ کو اندازہ ہوگا کہ ایک ملین کتنے زیادہ ہوتے ہیں۔ میدان عرفات سے ملتا جلتا، آپ میدان عرفات میں 2.5 ملین لوگ دیکھتے ہیں۔ 101,250 مربع فٹ یا 150,000 مکعب فٹ، یہ ناممکن ہے اور مزید یہ کہ وہ 40 روز کے دوران کھاتے رہے اور رفع حاجت بھی کرتے رہے اگر میں کہوں "اس ہال میں ایک ملین لوگ آئے" کیا آپ یقین کریں گے؟ پس سائنسی اور عقلی لحاظ سے بہت سے امور ایسے ہیں جن کے بارے میں بائبل میں بہت بڑی بڑی غلطیاں ہیں۔

ڈاکٹر محمد:

کیا ہم عقب والے مائیک سے اگلا سوال ڈاکٹر ولیم کیمبل کے لیے لے سکتے ہیں؟

سوال: ڈاکٹر ذاکر، آپ نے کہا کہ......

مسٹر سیموئیل نعمان:

نہیں...... نہیں...... معاف کیجئے گا۔ یہ سوال ڈاکٹر کیمبل کے لیے ہے، اس کے لیے آپ کو انتظار کرنا ہوگا۔

ڈاکٹر محمد:

اگلا سوال ڈاکٹر کیمبل سے ہوگا۔

سوال: جی ہاں! میں یہ سوال بلکہ یہ امتحان ڈاکٹر ولیم کیمبل کو پیش کرنا چاہوں گا کہ وہ بائبل 18-16:17 میں دیا گیا ''جھوٹ کی پرکھ'' کے ٹیسٹ کو خود پر کیوں نہیں آزماتے تا کہ وہ یہاں، ابھی اور اسی وقت، ثابت کر سکیں کہ وہ ایک سچے عیسائی مومن ہیں؟

ولیم کیمبل:

میں ڈاکٹر ذاکر نائیک کی وضاحت سے اتفاق نہیں کرتا۔ عیسیٰ علیہ السلام بذاتِ خود اس آزمائش میں ڈالے گئے اور شیطان نے کہا: ''اچھا، اگر تم خدا کے بیٹے ہو تو خود کو عبادت گاہ کی چھت سے نیچے گرادو'' اور عیسیٰ علیہ السلام نے کہا ''تم آقا کو نہیں ورغلا سکتے'' اپنے خدا کو اگر میں اس وقت یہ کہوں ''جی ہاں! میں یقین حاصل کرنا چاہتا ہوں اور آپ کے سامنے ایک معجزہ دکھاؤں گا'' اس طرح تو میں خدا کو للکاروں گا۔ میرا دوست ہیری رین کلف، اس نے جانے کا وعدہ کیا تھا، پس اس نے اپنا وعدہ نبھانے کا فیصلہ کیا اور خدا کی رضا پر بھروسہ کیا۔ یہ مختلف صورتحال ہے، میں خدا کو نہیں للکاروں گا۔

مسٹر سیموئیل نعمان:

ڈاکٹر نائیک کے لیے سوال کریں

ڈاکٹر محمد:

کیا ہم عقب میں موجود بہن کا سوال پیش کریں؟

ڈاکٹر سیموئیل نعمان:

اُن کا سوال ڈاکٹر نائیک کیلئے ہے یا ڈاکٹر کیمبل کیلئے؟

ڈاکٹر سیموئیل نعمان: (عقب میں بیٹھی خواتین سے مخاطب ہوتے ہوئے)

لیڈیز کیا آپ ڈاکٹر نائیک سے سوال کرنا چاہیں گی؟

سوال: جی ہاں! میرا سوال ڈاکٹر ذاکر نائیک کیلئے ہے۔ عیسائی نظریۂ تثلیث کی تشریح سائنسی لحاظ سے کرتے ہیں۔ پانی کی مثال دے کر جو کہ تین حالتوں میں ہو سکتا ہے، ٹھوس، مائع اور گیس۔ یعنی برف، پانی اور بخارات کی شکل میں اسی طرح خدا بھی سہ پہلو ہے۔ باپ، بیٹا اور روح القدس۔ کیا یہ تشریح سائنسی لحاظ سے درست ہے؟

ڈاکٹر ذاکر:

بس ایک رائے، اس سے پہلے کہ میں جواب دوں، ہمیں خدا کو نہیں للکارنا چاہیے ہمیں خدا کا امتحان نہیں لینا چاہیے۔ کیونکہ یہاں ہم خدا کا امتحان نہیں لے رہے بلکہ ہم بنی نوع انسان کا امتحان لے رہے ہیں۔ ہمیں خدا کو نہیں آزمانا چاہیے بلکہ یہاں ہم آپ کو آزما رہے ہیں اور خدا نے وعدہ کیا ہے کہ کوئی مومن، جس

نے مہلک زہر کھایا ہے، وہ نہیں مرے گا۔ وہ غیر ملکی زبانیں بول سکے گا ہم آپ کو آزما رہے ہیں کہ آیا آپ ایک مومن ہیں یا بہن کے سوال کی طرف متوجہ نہیں ہونا چاہتے کہ ایسے عیسائی ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم سائنسی لحاظ سے نظریہ تثلیث کو ثابت کر سکتے ہیں، جیسا کہ پانی تین حالتوں، ٹھوس، مائع اور گیس میں ہوسکتا ہے جیسے برف، پانی اور بخارات، پس اسی طرح ہم جانتے ہیں کہ خدا تین حالتوں میں ہے۔ باپ، بیٹا اور روح القدس۔ کیسے جواب دیا جائے اور کیا یہ سائنسی لحاظ سے درست ہے؟

سائنسی لحاظ سے میں اتفاق کرتا ہوں کہ پانی تین حالتوں میں ہوسکتا ہے، ٹھوس، مائع اور گیس...... جیسے برف، پانی اور بخارات، لیکن سائنسی لحاظ سے ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ پانی کے اجزائے ترکیبی برقرار رہتے ہیں۔ H^2O۔ یعنی ہائیڈروجن کے دو ایٹم اور آکسیجن کا ایک ایٹم۔ آئیں نظریہ تثلیث کو پرکھیں۔ باپ، بیٹا اور روح القدس۔ حالت...... وہ کہتے ہیں...... ''حالت بدلتی ہے'' چلیے دلیل کے طور پر مان لیتے ہیں۔ کیا اجزائے ترکیبی بدلتے ہیں؟ خدا اور روح القدس روح سے بنے ہیں۔ انسان گوشت اور ہڈیوں سے بنے ہیں وہ ایک جیسے نہیں ہیں زندہ رہنے کے لیے انسانوں کو کھانے کی ضرورت ہوتی ہے، خدا کو کھانے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ وہ ایک جیسے نہیں ہیں اور اس کی تصدیق خود عیسیٰ علیہ السلام نے Gospel Of Luke 24:36-39 میں کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ''میرے ہاتھ اور پاؤں دیکھو، مجھے پرکھو اور دیکھو، اس لیے کہ ایک روح کے گوشت اور ہڈیاں نہیں ہوتیں'' اور انہوں نے اپنے ہاتھ آگے بڑھائے، لوگوں نے دیکھے اور بہت زیادہ خوش ہوئے اور انہوں نے کہا کہ ''کیا تم لوگوں کے پاس کچھ گوشت کھانے کیلئے ہے؟'' لوگوں نے انہیں بھنی ہوئی مچھلی اور شہد کے چھتے کا ایک ٹکڑا دیا جو انہوں نے کھایا کیا ثابت کرنے کیلئے؟ کہ آیا وہ خدا تھے؟ یہ ثابت کرنے کیلئے کھا پی کر دکھایا کہ وہ خدا نہیں تھے۔ انہوں نے کھایا اس لیے کہ وہ گوشت پوست اور ہڈیوں سے بنے تھے ایک روح گوشت اور ہڈیاں نہیں رکھتی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ سائنسی طور پر یہ ممکن نہیں کہ باپ، بیٹا اور روح القدس، یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور روح القدس خدا ہیں۔ اور ''تثلیث'' کا نظریہ، لفظ Trinity بائبل میں کہیں بھی موجود نہیں۔ تثلیث کا لفظ بائبل میں موجود نہیں بلکہ یہ قرآن میں ہے۔ قرآن پاک کی سورہ نساء سورۃ نمبر 4 آیت نمبر 171 میں بیان ہے ''تین خدا مت کہو...... ایسا مت کرو، باز آجاؤ! یہ تمہارے لیے بہتر ہے'' تثلیث کا لفظ سورہ مائدہ سورۃ نمبر 5 آیت نمبر 73 میں بھی ہے جہاں بیان ہے ''وہ لوگ کفر کر رہے ہیں۔ وہ مذہب کی بے حرمتی کر رہے ہیں۔ وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ خدا تین حصوں میں بٹا ہوا ہے۔ وہ تین ذات سے مل کر ایک بنا ہے'' حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کبھی نہیں کہا تھا کہ وہ خدا ہیں۔ نظریہ تثلیث بائبل میں کہیں نہیں پایا جاتا۔ بائبل کی وہ آیت جو نظریہ تثلیث کی قریب ترین ہوسکتی ہے وہ 1st Epistle of John 5:7 ہے جو کہتی ہے ''چونکہ آسمان میں حساب رکھنے والے تین ہیں، باپ، کلمہ اور روح القدس، اور یہ تین ایک ہی ہیں'' لیکن اگر آپ Revised Standard Version پڑھیں جس کی 32 عیسائی علماء نے نظرثانی کی ہے بلند ترین مقام رکھنے والے، جن کی 50 مختلف معاون مذہبی فرقوں نے

تائید وحمایت کی ہے، کہتے ہیں ''بائبل کی یہ آیت 5:71st Gospel Of John تحریف شدہ ہے، جھوٹ کا پلندا ہے اور من گھڑت ہے'' اسے بائبل سے نکال باہر پھینکا گیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کبھی خدا ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ بائبل میں کہیں بھی کوئی ایک بھی آیت ایسی نہیں جس سے یہ مفہوم اخذ کیا جاسکے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا تھا ''میں خدا ہوں'' یا کہیں یہ کہا ہو ''میری عبادت کرو'' درحقیقت اگر آپ بائبل پڑھیں Gospel Of John 10:28 میں بیان ہے ''میرا باپ میری نسبت عظیم تر ہے'' 10:28 Gospel Of Mathew ''میں خدا کی روحانی طاقت سے شیطانوں کو بھگاتا ہوں'' 11:20 Gospel Of Luke ''میں خدا کی انگلی سے شیطان بھگاتا ہوں'' 5:30 Gospel Of John ''میں اپنے آپ کچھ نہیں کرسکتا ہوں۔ جیسا کہ میں نے سنا ہے میرا فیصلہ، اور میرا فیصلہ منصفانہ ہے۔ اس لیے کہ میں اپنی مشیت نہیں چاہتا، بلکہ میں تو اپنے باپ کی مشیت چاہتا ہوں'' جو کوئی کہتا ہے ''اپنی مشیت نہیں بلکہ خدا کی مشیت'' وہ ایک مسلمان ہے۔ مسلمان ان معنوں میں کہ جو اپنے ارادے خدا کی مشیت کو پیش کرتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا ''میری مشیت نہیں بلکہ خدا کی مشیت'' وہ مسلمان تھے اور الحمد اللہ خدا کے اولوالعزم پیغمبروں میں سے ایک تھے۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ انہوں نے مردوں کو زندہ کیا اللہ کی قدرت سے۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ انہوں نے پیدائشی اندھوں کو بینائی دی اور کوڑھ کے مریضوں کو صحت یاب کیا اللہ کی اجازت سے۔ ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا اولوالعزم پیغمبروں میں سے ایک کے طور پر ان کا احترام کرتے ہیں۔ لیکن وہ خدا نہیں ہیں نہ ہی تثلیث کا کوئی وجود ہے۔ قرآن کہتا ہے: ''کہہ دیجئے وہ اللہ ہے جو واحد اور احد ہے''

ڈاکٹر محمد:

مائیک سے اگلا سوال لینے سے پہلے عرض ہے جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا تھا کہ خواتین مہربانی کر کے وہاں قطار بندی کریں۔ بدقسمتی سے انہوں نے وہاں قطار بندی نہیں کی اس لیے ہمیں سوالات کے توازن میں مشکل پیش آرہی ہے۔ اچھا ہم یوں کرتے ہیں کہ مائیک پر چسپاں ہدایت کو نظر انداز کرتے ہیں اگر خواتین یہاں سے سوال کرنا چاہتی ہیں تو انہیں ہماری طرف سے اجازت ہے۔ اب ہم یہاں سے ڈاکٹر کیمبل کے لیے ایک سوال کی اجازت دینگے اور عقب میں نصب مائیک سے، حضرات میں سے جو ڈاکٹر نائیک سے سوال کرنا چاہیں کرسکتے ہیں۔ اسی طرح خواتین سامنے کے مائیک سے ڈاکٹر کیمبل کے لیے اور عقب کے مائیک سے ڈاکٹر ذاکر کے لیے سوال کرسکتی ہیں۔ وہاں لوگ ڈاکٹر ذاکر کے لیے قطار بند ہیں اور یہاں ڈاکٹر کیمبل کے لیے چلیں یونہی سہی۔ میرا خیال ہے کہ لوگوں نے اپنے طور پر انتظامیہ کے طے کردہ طریق کار کے برعکس، قطار بندی کرلی ہے۔ ہم حال میں ہجوم کے باعث یہ ردوبدل قبول کرتے ہیں اگلا سوال ڈاکٹر کیمبل کے لیے، اس مائیک سے، جی برادر!

سوال: السلام علیکم! الحمد اللہ آج شب بہت دلچسپ مذاکرہ ہوا ہے جو کہ تمام بنی نوع انسان کے لیے بہت قابل احترام ہے۔ پس ہم یہاں اس لیے اکٹھے ہوئے ہیں......

مسٹر سیموئیل نعمان:

براہ کرم!......سوال کریں۔

سوال: اچھا، بسم اللہ! آج شام یہاں جس مقصد کیلئے آئے ہیں وہ حاصل ہونا چاہیے، میرا ڈاکٹر کیمبل سے سوال ہے، آپ سے ایک عیسائی کے طور پر مع آپ کے اصحاب، کیا اس محفل کا مقصد پورا ہوا ہے؟ کیا اس نے آپ کا دل کھول دیا ہے؟ کیا اس سے کوئی امید کی کرن پیدا ہوئی ہے کہ آپ اسلام کی حقانیت کے بارے میں مزید غور و فکر کریں گے؟

مسٹر سیموئیل نعمان:

شکریہ!

ولیم کیمبل:

ڈاکٹر نائیک کہتے ہیں ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہیں بھی یہ نہیں کہا کہ وہ خدا ہیں'' 14:61 Mark میں کہا ہے، انہوں نے جواب نہیں دیا۔ اور دوبارہ بڑا راہب ان سے پوچھ رہا تھا اور ان سے کہہ رہا تھا ''کیا آپ مسیح ہیں، خدائے رحیم کے بیٹے؟ دوسرے لفظوں میں ''کیا آپ مسیح ہیں، خدا کے بیٹے؟'' اور مسیح نے کہا ''ہاں، میں ہوں'' پس انہوں نے یوں کہا: ''میں خدا کا بیٹا ہوں'' اور انہوں نے یہ بھی کہا ''وہ خدا ہیں'' اور بائبل واضح طور پر کہتی ہے۔ میں جانتا ہوں کہ انہوں نے جن آیات کا حوالہ دینا تھا وہ انہوں نے دیا۔ ڈاکٹر نائیک ان آیات کا حوالہ دینا چاہتے تھے جن میں یسوع کے بشری پہلو کا ذکر ہے۔ لیکن دوسری آیات ہیں جن میں انہوں نے کہا ہے ''میں اور باپ ایک ہیں'' بیان ہے کہ ''ابتداء میں کلمہ تھا اور کلمہ خدا کے پاس تھا اور کلمہ خدا تھا اور خدا انسانی روپ میں آیا اور ہمارے درمیان رہا'' یسوع کے بپتسمے میں باپ بولا اور کہا: ''یہ میرا چہیتا بیٹا ہے'' یسوع وہاں موجود تھا اور روح القدس نازل ہوئی۔ باپ، بیٹا اور روح القدس۔ ہم نے اسے اپنی سعی سے اختراع نہیں کیا ہے۔ یہ تو بہت چھوٹی بات ہے۔ اور اب میرے دوست کا سوال ہم نے بہت کچھ سیکھا ہے اور میں ہمیشہ سیکھنے کا آرزومند ہوں۔ لیکن میرا اب بھی یہی خیال ہے کہ 500 گواہوں نے یسوع کو مردوں میں سے جی اُٹھتے دیکھا۔ مجھے ان سے زیادہ تقویت حاصل ہے بہ نسبت محمد ﷺ کے جو 600 سال بعد ایک گواہ کے طور پر آئے۔ شکریہ!

ڈاکٹر محمد:

اب ہم عقب سے ایک سوال ڈاکٹر ذاکر کے لیے لیں گے، جی بہن!

سوال: پہلے ڈاکٹر کیمبل نے کائنات کے بارے میں قرآنی افکار کے مقابلے میں جھوٹے حقائق پیش کرنے کی کوشش کی۔ پھر آپ نے ان الزامات کا رد کیا جن کا جواب نہیں دیا گیا تاہم بائبل زمین کی ساخت اور دوسرے پہلوؤں کے بارے میں کیا کہتی ہے، اس کا جواب نہیں آیا۔

ڈاکٹر ذاکر:

بہن نے یہ سوال کیا ہے کہ میں نے جواب نہیں دیا کہ بائبل زمین کی ساخت کے بارے میں کیا کہتی ہے۔ وقت کی کمی کے باعث ایسا ہوا میں 100 مزید نکات کی نشاندہی کر سکتا ہوں لیکن وقت کی کمی ہے۔ بہر حال، بہن جاننا چاہتی ہیں کہ بائبل زمین کی ساخت کے بارے میں کیا کہتی ہے۔ بائبل Gospel 4:8 Of Mathew میں بیان ہے، وہی حوالہ ہے جو ڈاکٹر کیمبل نے ترغیب گناہ کے ضمن میں دیا ''شیطان انہیں (یعنی حضرت عیسٰی علیہ السلام کو لے گیا ایک بہت ہی بلند پہاڑ پر اور انہیں روئے زمین کی بادشاہتیں اور ان کی شان وشوکت دکھائی'' Gospel Of Luke 4:5 ''شیطان انہیں ایک اونچے پہاڑ پر لے گئے اور دنیا کی سلطنتوں کی شان وشوکت دکھائی'' اب خواہ آپ دنیا کے بلند ترین پہاڑ پر بھی چلے جائیں، جو کہ ماؤنٹ ایورسٹ ہے، اور فرض کیا جائے کہ آپ کی بینائی بہت تیز ہے اور ہزار ہا میل دور تک صاف دیکھ سکتی ہے، پھر بھی آپ دنیا کی تمام سلطنتیں نہیں دیکھ سکتے۔ کیونکہ آج ہم جانتے ہیں کہ دنیا گول ہے۔ آپ دنیا کی دوسری جانب کی سلطنت نہیں دیکھ سکتے۔ آپ کے دیکھ سکنے کی صرف ایک ہی صورت ممکن تھی کہ اگر دنیا چپٹی ہوتی۔ بائبل نے جو بیان کیا وہ یہ ہے ''دنیا چپٹی ہے'' مزید برآں یہی بیان Daniel 4:10-11 میں بھی دہرایا گیا ہے۔ کہا گیا ہے ''ایک خواب میں دیکھا گیا کہ ایک درخت آسمان تک بلند ہو گیا اور اتنا زیادہ بلند ہو گیا کہ دنیا کے تمام اطراف کے لوگ اسے دیکھ سکتے تھے'' یہ صرف تبھی ممکن ہو سکتا ہے اگر دنیا چپٹی حالت میں ہوتی۔ اگر درخت بہت ہی بلند ہو اور دنیا چپٹی ہو تب تو یہ ممکن ہو سکتا ہے۔ آج یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ دنیا گول ہے۔ دنیا کے گول ہونے کے باعث آپ مخالف سمت کے درخت کو، خواہ وہ کتنا ہی بلند کیوں نہ ہو، کبھی نہ دیکھ پائیں گے۔ اگر آپ مزید مطالعہ کریں تو 1st Chronicles 16:30 میں بیان ہے کہ ''زمین حرکت نہیں کرتی'' یہی بات Psalms میں بھی بیان کی گئی ہے۔ 16:30'' اور پھر Psalms93:1 میں اسی بات کو دہرایا گیا ہے کہ ''خدا نے زمین کو ٹھہرایا ہوا ہے''، جس کے معنی یہ ہیں کہ زمین حرکت نہیں کرتی۔ اور New International Version میں بیان ہے کہ ''خدا نے زمین کو قائم کیا ہے اور اس کی حرکت کو روکا ہوا ہے جیسا کہ''

سیموئیل نعمان:

ایک منٹ!

ڈاکٹر ذاکر:

ایک منٹ باقی رہ گیا ہے یا ذرا توقف کرنے کے لیے کہا گیا ہے

سیموئیل نعمان:

ایک منٹ باقی رہ گیا ہے

ڈاکٹر ذاکر:

مجھے ایسے لگا کہ آپ مجھے ذرا توقف کرنے کیلئے کہہ رہے ہیں۔ ڈاکٹر ولیم کیمبل کے مطابق، انہوں نے کہا کہ یسوع مسیح نے بائبل میں کئی مقامات پر کہا ہے کہ "وہ خدا ہیں" آپ میری ویڈیو کیسٹ "بڑے مذاہب میں خدا کا تصور" تمام حوالہ جات اور جوابات کے لیے ملاحظہ کر سکتے ہیں۔ میں صرف اس بارے میں حوالہ دونگا جو کہ انہوں نے کہا "میں اور میرا باپ ایک ہیں" John 10:30، میں درج ہے اور "ابتداء میں کلمہ تھا" John 1:1 میں ہے آپ سیاق و سباق دیکھیں تو آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کبھی خدا ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ آپ باہر ہال میں دستیاب میرے کیسٹ "Concept Of God In Major Religions" اور "Similarities Between Islam and Christianity" حاصل کر سکتے ہیں جن میں تفصیل سے بیان کیا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کبھی خدا ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔

ڈاکٹر محمد:

اگلا سوال سامنے کھڑی خاتون سے، ڈاکٹر ولیم کیلیئے۔

سوال: آپ نے ایک ٹیسٹ کا ذکر کیا ہے کہ سچے مومن اپنے ایمان کے باعث زہر پی کر بھی زندہ رہ سکتے ہیں۔ آپ راسپوتین کے بارے میں کیا کہیں گے جس کو اتنا سائنائڈ زہر دیا گیا جو 16 لوگوں کو مارنے کے لیے کافی تھا۔ وہ اس زہر سے نہ مرا۔ وہ خون ضائع ہونے کے باعث مرا۔ وہ ایک عیسائی نہیں تھا اس کے ساتھ یہ سب کچھ ہوا آپ اس کی وضاحت کیسے کرینگے؟ اور صرف ایک اچھا عیسائی ہی زہر پی سکتا ہے اور زندہ رہ سکتا ہے، اس کی وضاحت کیسے کرینگے؟

ولیم کیمبل:

میں نہیں سمجھتا کہ مجھے اس کی وضاحت کرنے کی ضرورت ہے۔ میرا مطلب ہے اگر راسپوتین ایک عیسائی نہیں تھا تو جو کچھ اس کے ساتھ ہوا وہ بائبل میں درج ہے، اس کے مقابلے میں کوئی بنیاد نہیں بن سکتا۔ میں نے پہلے کہا یسوع خدا کی یہ نشانہ تھی کہ ہم یہاں قطار بنا کر زہر پینا شروع کر دیں اور یہ دیکھیں کہ آیا وہ سچے خدا تھے کہ ایسا ہوگا۔ ایک مثال پال کی ہے، جب اس کا جہاز تباہ ہو گیا، جگہ کا نام میرے حافظے میں محفوظ

نہیں ہے۔اور وہ ساحل پر اُترا۔وہ آگ میں لکڑیاں ڈال رہا تھا کہ ایک سانپ نے اسے کاٹ لیا۔اُسے کچھ نہ ہوا۔لیکن وہ خدا کو پرکھنے کی کوشش نہیں کر رہا تھا۔وہ آگ میں لکڑیاں ڈالنے کی کوشش کر رہا تھا۔یہ ایک مختلف صورت حال ہے۔

ڈاکٹر محمد:

معذرت خواہ ہوں، آپ بات جاری رکھیں۔

ولیم کیمبل:

میں صرف زمین کی گولائی کے بارے میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔Isaiah 40:22 میں بیان ہے"وہ خدا، زمین کے دائرے سے اوپر تاج پوش بیٹھتا ہے"

ڈاکٹر محمد:

جی برادر، ڈاکٹر ذاکر کے لیے سوال کریں۔

سوال: ڈاکٹر ذاکر آپ نے کہا کہ قرآن میں کوئی غلطی نہیں ہے۔میں عربی گرامر کی 20 سے زیادہ غلطیاں دیکھتا ہوں۔ان میں سے کچھ آپ کو بتاتا ہوں...... اس نے بقرہ میں کہا اور رائج ...... جو کہ درست ہے......کون سا لفظ درست ہے، الساںعون یا الصابرین، سوال نمبر 2 آپ نے کہا......

ڈاکٹر محمد:

برادر، ایک وقت میں ایک سوال...... براہ کرم!

سوال: اسی ضمن میں سورہ طٰہٰ 63 میں...... غلطی! کیا آپ اس کی وضاحت کر سکتے ہیں؟ اور اس غلطی سے بڑھ کر بھی کچھ ہے۔

ڈاکٹر محمد:

برادر ہم صرف سوال کے پہلے جزو کی اجازت دیں گے۔دوسرے جزو کی اجازت نہیں دینگے، کیونکہ ہم بتا چکے ہیں کہ ایک وقت میں ایک سوال، تاکہ دوسروں کو بھی موقع ملے۔

سوال: اچھا، اچھا۔

ڈاکٹر ذاکر:

برادر نے بہت اچھا سوال پوچھا ہے۔میں زیادہ ہم آہنگی اور موافقت کی کوشش کرونگا۔انہوں نے 20 گرامر کے نکات بیان کیے ہیں۔اور جس کتاب کا وہ حوالہ دے رہے ہیں، عبدالفعادی کی ہے...... عبدالفعادی درست؟ "کیا قرآن غلطی سے مبرا ہے؟" میں کچھ دیکھ سکتا ہوں۔الحمد اللہ میری بینائی اچھی ہے۔میں تمام 20 نکات کا ایک ساتھ جواب دونگا انشاء اللہ۔نکتہ نمبر 1: برادر نوٹ کیجئے کہ تمام عربی

گرامر قرآن سے لی گئی ہے۔ قرآن عربی کی عظیم ترین کتاب تھی۔ ایک ایسی کتاب ہے جو ادب کا اعلیٰ ترین معیار رکھتی ہے۔ تمام عربی گرامر قرآن سے اخذ کی گئی ہے۔ چونکہ قرآن گرامر کی نصابی کتاب ہے اور تمام گرامر قرآن سے اخذ کی گئی ہے۔ قرآن میں ہرگز کوئی غلطی نہیں ہوسکتی۔ نکتہ نمبر 2: عرب کے مختلف قبائل میں، اور ڈاکٹر ولیم کیمبل بھی میری بات سے اتفاق کریں گے مختلف عرب قبائل میں گرامر تبدیل ہوتی رہتی ہے۔ بعض عرب قبائل میں ایک لفظ مونث ہے، یہی لفظ دوسرے قبائل میں مذکر ہے ایک ہی لفظ مختلف قبائل میں گرامر تبدیل ہوتی رہتی ہے حتیٰ کہ جنس تبدیل ہوتی رہتی ہے تو کیا آپ ایسی ناقص گرامر کو قرآن سے پرکھیں گے؟ نہیں! مزید برآں قرآن کی فصاحت اتنی اعلیٰ درجے کی ہے کہ یہ بہت برتر ہے۔ اور آپ جانتے ہیں کہ کئی کتابیں ہیں...... آپ انٹرنیٹ پہ جائیں، 12 گرامر کی غلطیاں، 21 گرامر کی غلطیاں...... عبدالفعادی...... 20 گرامر کی غلطیاں۔ کیا آپ لوگوں کا خیال ہے کہ عیسائی لوگوں نے یہ غلطیاں بیان کیں؟ کیا آپ جانتے ہیں کہ کس نے ایسا کیا؟ مسلمانوں نے! ازمک شریف جیسے مسلم علماء نے...... انہوں نے کیا کیا کہ قرآن کی گرامر اتنی اعلیٰ درجے کی ہے کہ عربی کے روایتی استعمال کیخلاف جاتی ہے۔ قرآن کی گرامر اتنی اعلیٰ ہے کہ یہ ثابت کرنے کے لیے کہ قرآن کی گرامر بہت ہی بلند پایہ ہے۔ انہوں نے مثالیں دیں اور میں آپ کو دو مثالیں دوں گا جو تمام بیس سوالوں کا جواب دیں گی انہوں نے یہ مثال دی جیسا کہ ہم قرآن میں پڑھتے ہیں، یہ کہتا ہے کہ "لوط علیہ السلام کی قوم نے تمام انبیاء کا انکار کیا" انہوں نے انبیاء کا انکار کیا یہ کہا گیا ہے۔ ڈاکٹر ولیم کیمبل نے کہا "نوح علیہ السلام کی قوم نے انبیاء کا انکار کیا" ہم تاریخ کے حوالے سے جانتے ہیں کہ ان کے پاس صرف ایک پیغمبر بھیجا گیا پس یہ گرامر کی غلطی ہے۔ قرآن کو کہنا چاہیے تھا لوگوں نے "پیغمبر" کا انکار کیا، نہ "پیغمبروں" کا۔ میں آپ سے متفق ہوں ناقص گرامر کو کہ آپ اور میں جانتے ہیں یہ ایک غلطی ہوسکتی ہے لیکن اگر آپ عربوں کی لکھی ہوئی کتابیں پڑھیں قرآن کی دلنشینی کیا ہے؟ قرآن کی دلنشینی یہ ہے کہ...... قرآن "پیغمبر" کی بجائے "پیغمبروں" کا کیوں حوالہ دیتا ہے؟ آپ جانتے ہیں کیوں؟ کیونکہ ہم جانتے ہیں تمام پیغمبروں کا بنیادی پیغام ایک ہی جیسا تھا...... کہ خدا ایک ہے...... توحید کے بارے میں...... اللہ تعالیٰ کے بارے میں۔ لوط علیہ السلام کے تذکرے سے...... نوح علیہ السلام کے لوگ، انہوں نے پیغمبر کا انکار کیا...... یہ آیت کہتی ہے کہ لوط علیہ السلام کا انکار کرنا ایسے ہی ہے جیسے بالواسطہ طور پر تمام پیغمبروں کا انکار کرنا۔ حسن کلام اور فصاحت دیکھیئے۔ الحمدللہ! آپ خیال کرسکتے ہیں کہ یہ ایک غلطی ہے یہ غلطی نہیں ہے۔ اسی طرح انیس شورش جیسے لوگ کہتے ہیں کہ قرآن کہتا ہے "کن فیکون" اسے "کن فکان" ہونا چاہیے۔ چلیں مان لیتے ہیں۔ عربی میں ماضی کا صیغہ "کن فکان" ہے "کن فیکون" نہیں ہے۔ لیکن "کن فیکون" بہت ہی برتر کلام ہے جس کا مطلب ہے اللہ، وہ تھا، وہ ہے اور کرسکتا ہے ماضی، حال اور مستقبل۔

سیموئیل نعمان:

شکریہ ڈاکٹر نائیک

ڈاکٹر محمد:

اب ہم سامنے موجود برادر سے ڈاکٹر ولیم کیمبل کیلئے سوال لیں گے

سوال: ڈاکٹر کیمبل! یہ ایک بہت سنجیدہ سوال ہے...... عیسائیت کے بارے میں کچھ اور جاننے کے لیے۔ میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ John The Baptist سے بپتسمے کے بعد یسوع کی خدمات صرف تین سال کے لیے تھیں۔ خدا کے بعد دوسرا طاقتور ترین شخص خدا کا بیٹا۔ ان کی ابتدائی زندگی کی خدمات کیا ہیں۔ پہلے سال سے لے کر 27 ویں یا 28 ویں سال تک ان کی نمایاں خدمات کیا ہیں؟

سیموئیل نعمان:

یہ تو...... ڈاکٹر کیمبل معاف کیجئے گا...... یہ تو آج شب کا موضوع نہیں۔

سوال: خطاب کے آغاز میں ڈاکٹر کیمبل نے ذوالقرنین کا تذکرہ کیا، قرآن کی 18 ویں سورہ کہف سے، اور یہ کہا کہ ذوالقرنین سے مراد سکندر اعظم ہے۔ کیا آپ مجھے ثابت کر کے دکھا سکتے ہیں کہ ذوالقرنین سے مراد سکندر اعظم ہے؟

ولیم کیمبل:

میں نے یہ بات صرف یوسف علی کے تبصرے میں پڑھی ہے۔ لیکن قطع نظر اس بات سے کہ آیا وہ سکندر اعظم ہے یا کوئی اور، سورج ایک کثیف دلدل میں غروب نہیں ہوتا اور مذکورہ آیت میں یہ بات ہے جو کہی گئی ہے۔

ڈاکٹر محمد:

جی بہن! ڈاکٹر ذاکر کے لیے سوال کریں۔

سوال: میں مخصوص آیت کی نشاندہی نہیں کر سکتی لیکن بائبل کہتی ہے جب یونس علیہ السلام تین دن اور تین رات مچھلی کے پیٹ میں تھے، تو اسی طرح ابن آدم تین دن اور تین رات زمین کے قلب میں ہوگا۔ کیا حضرت عیسیٰ علیہ اسلام سائنسی لحاظ سے یونس علیہ السلام کی علامت بن سکتے ہیں؟

ڈاکٹر ذاکر:

بہن نے جس بات کا حوالہ دیا ہے، بائبل کی آیت ہے، 12:38-40 Gospel Of Mathew جب لوگوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہا ''ہمیں کوئی نشانی دکھائیں، ہمیں کوئی معجزہ دکھائیں'' حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا ''تم بدکار اور زنا کار نسل والے، کوئی نشانی مانگتے ہو، تمہیں کوئی نشانی نہیں دی جائے گی۔ سوائے یونس علیہ السلام کی صورت میں۔ اس لیے کہ یونس علیہ السلام تین دن اور تین رات وہیل مچھلی کے پیٹ میں رہے تھے، اسی طرح ابن آدم تین دن اور تین رات زمین کے قلب میں رہے گا'' یونس علیہ السلام کی علامت...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے تمام انڈے ایک ٹوکری میں رکھے اور اگر آپ یونس علیہ السلام کی نشانی کی بات

کریں یونس علیہ السلام کی کتاب دو صفحات سے کم ہے اور یہ بات ہم میں سے زیادہ تر جانتے ہیں اور اگر آپ یہ تجزیہ کریں کہ یونس علیہ السلام تین دن اور تین رات لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہمیں بائبل کی کتاب سے پتہ چلتا ہے کہ انہیں سولی پہ چڑھایا گیا...... علی نے پوچھنا ہے کہ یہ کیا ہے؟ رات گئے انہیں سولی سے اُتارا گیا اور انہیں ایک قبر میں رکھ دیا گیا اور اتوار کی صبح دیکھا گیا کہ پتھر ہٹا دیا گیا ہے اور قبر بالکل خالی ہے پس یسوع مسیح جمعہ کی رات قبر میں تھے وہ ہفتہ کی صبح وہاں تھے ایک دن ایک رات، اور ہفتے کی رات وہاں تھے، یہ دو راتیں اور ایک دن ہوئے اور اتوار کی صبح قبر خالی تھی۔ پس یسوع مسیح وہاں دو رات اور ایک دن تک تھے۔ یہ عرصہ تین دن اور تین رات نہیں بنتا۔ ڈاکٹر ولیم کیمبل نے اپنی کتاب میں جواب دیا ہے کہ'' آپ جانتے ہیں کہ دن کا حصہ بھی دن کے طور پر شمار ہو سکتا ہے۔ اگر ایک مریض، جو ہفتے کی رات بیمار ہوا، میرے پاس سوموار کی صبح آئے اور میں اس سے پوچھوں...... ''تم کتنے دنوں سے بیمار ہو؟'' وہ کہے گا...... ''تین دن سے'' میں آپ سے ہم آہنگی کے نظریے کے مطابق اتفاق کرتا ہوں، میں بہت فراخ دل ہوں۔ آپ کہتے ہیں کہ دن کا کچھ حصہ، ایک مکمل دن ہے، میں مانے لیتا ہوں۔ پس ہفتے کی شب، دن کا ایک حصہ، ایک دن، اتوار، دن کا کچھ حصہ، ایک دن، ٹھیک ہے'' سوموار، دن کا کچھ حصہ مکمل دن کوئی بات نہیں۔ اگر مریض کہتا ہے'' تین دن'' کوئی اعتراض نہیں، لیکن کوئی مریض کبھی یہ نہیں کہے گا...... ''تین دن اور تین راتیں''، میں چیلنج کرتا ہوں۔ میں الحمد اللہ بہت سے مریضوں سے ملا ہوں، کوئی ایک بھی ایسا مریض مجھے نہیں ملا، بشمول مسیحی تبلیغیوں کے، کسی نے یہ کہا ہو کہ جو گزشتہ برسوں سے بیمار ہو، یہ کہے...... ''میں تین دن تین راتوں سے بیمار ہوں'' پس یسوع مسیح نے یہ نہیں کہا'' تین دن'' یسوع مسیح نے کہا'' تین دن اور تین راتیں'' اس لیے یہ ایک ریاضیاتی غلطی ہے۔ سائنسی لحاظ سے یسوع مسیح نے ثابت نہیں کیا اور مزید برآں پیش گوئی کہتی ہے...... ''جیسا کہ یونس علیہ السلام تھے، ابن آدم بھی ایسا ہی ہوگا'' یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں کیسے تھے؟ مچھلی کا پیٹ...... مردہ یا زندہ؟ زندہ! جب انہیں باہر اُگل دیا گیا تو وہ زندہ تھے۔ وہیل مچھلی کے پیٹ میں وہ سمندر میں گھومتے رہے، مردہ یا زندہ؟...... زندہ! وہ خدا کی عبادت کرتے رہے...... مردہ یا زندہ؟...... زندہ! انہیں قے کی صورت باہر ساحل پر اگل دیا گیا تھا، مردہ یا زندہ؟...... زندہ! زندہ! زندہ! جب میں عیسائیوں سے پوچھتا ہوں...... ''یسوع مسیح قبر میں کس حال میں تھے...... مردہ یا زندہ؟ وہ مجھے بتاتے ہیں...... ''مردہ''

(سامعین:) زندہ!

''زندہ؟'' الحمد اللہ! کیا یہ کسی عیسائی نے کہا ہے؟ اگر وہ زندہ ہیں، الحمد اللہ انہیں مصلوب نہیں کیا گیا تھا۔ اگر وہ مردہ تھے تو انہوں نے علامت کی تکمیل نہیں کی۔ آپ میری ویڈیو کیسٹ'' کیا حقیقتاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مصلوب کیا گیا تھا؟'' ملاحظہ فرمائیں۔ میں نے ثابت کیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو مصلوب نہیں کیا گیا تھا، جیسا کہ قرآن سورہ نساء سورۃ نمبر 4 آیت نمبر 157 میں بیان کرتا ہے...... انہوں نے اسے نہیں مارا، نہ ہی مصلوب کیا، بس کچھ ایسا ظاہر اُدکھائی دیا''

سیموئیل نعمان:

شکریہ، ڈاکٹر نائیک!

ڈاکٹر محمد:

ڈاکٹر ولیم کے لیے سوال کریں۔

سوال: ڈاکٹر کیمبل! چونکہ آپ ایک میڈیکل ڈاکٹر ہیں، کیا آپ ازراہ کرم بائبل میں بیان کردہ مختلف طبی پہلوؤں کی وضاحت کرینگے...... کیونکہ آپ نے اپنے جوابی دور میں جواب نہیں دیا۔ مثال کے طور پر خون کا استعمال جراثیم کش کے طور پر، زنا کاری سے متعلق تلخ پانی کا ٹیسٹ اور سب سے اہم، کہ ایک عورت بچے کی ولادت کے مقابلے میں بچی کی ولادت کے بعد دگنا عرصہ ناپاک رہتی ہے؟

ولیم کیمبل:

آپ کے سوال کا شکریہ، اور میں اس کا جواب دونگا۔ لیکن ڈاکٹر نائیک کو وہ سوال مل رہے ہیں جو ایک عیسائی کو ملنے چاہئیں۔ بیان کیا گیا ہے کہ...... ''اگلے روز، جب کہ ایک دن گزرا تھا، تمام تر تیاری کے بعد بڑے پادری اور رہنما دعا گو لوگوں کی معیت میں آئے اور کہا'' جناب! ہمیں یاد ہے کہ جب وہ زندہ تھے تو انہوں نے کہا تھا: مجھے تین دن بعد دوبارہ زندہ ہونا ہے۔ اس لیے قبر کو مستحکم کرنے کے لیے تیسرے دن تک پانی دیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ ایسے ناقابل تبدیل الفاظ استعمال کر رہے ہیں مجھے ساری بات میں سے ان الفاظ کے ساتھ ربط ہے...... '' تیسرا دن، تیسرے دن بعد، برابر ہے اس کے جو یسوع کے ساتھ قبر میں پیش آیا۔ اور پھر دوسری بات ہے ان کا دوبارہ جی اُٹھنا۔ ایک اور بات بھی ہے جب یسوع کو گرفتار کیا گیا، جمعرات کی شب''......

سیموئیل نعمان:

براہ کرم خاموش رہیں ایسے بات نہیں بنے گی۔ براہ کرم صبر کریں۔

ولیم کیمبل:

جمعرات اور جمعرات کے بعد جب وہ گرفتار تھے انہوں نے کہا: ''میرا وقت آگیا ہے'' اس لیے میں نے تین دن اور تین رات شمار کیے ہیں۔ پھر آپ نے مجھ سے بائبل میں ان مقامات کے حوالے پوچھا ہے۔ میرا عقیدہ ہے کہ بائبل خدا نے لکھی تھی اور میرا عقیدہ ہے کہ خدا نے ان مقامات کو بائبل میں رکھا۔ اس لیے یہ وضاحت میرے ذمہ نہیں ہے کہ خدا نے کیا کہا۔ لیکن میرا عقیدہ ہے کہ یہ چیزیں خدا نے بائبل میں رکھیں۔

ڈاکٹر محمد:

اب ہم عقب میں بیٹھے بھائیوں سے آخری سوال ڈاکٹر ذاکر کے لیے لیں گے۔اس کے بعد ہم انڈیکس کارڈ پر لکھے سوالات شروع کریں گے وقت کی مقرر حد میں یہ آخری سوال ہوگا، ڈاکٹر ذاکر کے لیے۔
سوال: السلام علیکم! میرا نام اسلم رؤف ہے۔میں ایک طالب علم ہوں اور اس وقت حیاتیات (Biology) پڑھ رہا ہوں۔اور میرے استاد مجھے پڑھا رہے ہیں...... عمل ارتقا۔اور میں ارتقا کے بارے میں اس وقت دیئے گئے اسلامی جواب پہ حیران ہو رہا تھا۔اگر آپ مختصر اوضاحت کر سکیں کہ اسلام عمل ارتقا اور عمل تخلیق کے بارے میں کیا کہتا ہے۔

ڈاکٹر ذاکر:

برادر نے ایک سوال پوچھا۔جیسے ڈاکٹر ولیم کیمبل بے تکلفی سے جواب دے رہے ہیں میں بالکل اسی طرح بے تکلفی سے جواب دوں گا۔قرآن میں سکندر کا نام کہیں نہیں آیا۔ذوالقرنین کہا گیا ہے...... نہ کہ سکندر۔اگر کسی تبصرہ نگار نے غلطی کی ہے تو یہ تبصرے کی غلطی ہے۔انسانوں نے غلطی کی ہے...... نہ کہ خدا کے کلام نے۔بائبل کی بابت یہ کہنا کہ ''دنیا'' Isaiah میں ''ایک دائرہ'' کوئی مسئلہ نہیں۔یہ ''دائرہ'' کہتی ہے نہ کہ ''گنبد نما'' پس ایک مقام پر بائبل کہتی ہے ''چپٹی'' دوسری جگہ کہتی ہے ''دائرہ'' اگر آپ دونوں آیات کو مانیں تو یہ ایک پتلی چپٹی گول شے بنتی ہے۔دیکھیں کیا یہ زمین کی ساخت ہے؟ یہ دائروی اور چپٹی ہے...... یہ زمین نہیں ہے۔قرآن میں حیاتیات (Biology) اور عمل ارتقا...... برادر نے دو سوال کیے ہیں۔مجھے معلوم نہیں کہ میں دونوں کا جواب دے سکتا ہوں یا نہیں...... بذات خود مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

سیموئیل نعمان:

کسی ایک کا جواب دیں!

ڈاکٹر ذاکر:

کونسا؟ پہلا یا دوسرا؟ حیاتیات؟ عملِ ارتقا؟

سیموئیل نعمان:

عملِ ارتقا بہتر رہے گا

ڈاکٹر ذاکر:

آپ انتخابات کر رہے ہیں یا سوال کنندہ انتخابات کر رہا ہے؟

سیموئیل نعمان:

چونکہ اس نے عملِ ارتقا کی بات کی ہے اس لیے میرا خیال ہے یہی بہتر ہے۔

ڈاکٹر ذاکر:

دوسوال۔ پہلے حیاتیات اور پھر عملِ ارتقا۔ اگر آپ مجھے دس منٹ دیں تو دونوں کا جواب دوں گا

ڈاکٹر محمد:

صرف پانچ منٹ! جو کچھ آپ بیان کر سکتے ہیں۔

ڈاکٹر ذاکر:

چلیں ٹھیک ہے! میں صاحب صدر مسٹر سیموئیل نعمان سے اتفاق کرتا ہوں۔ میں عمل ارتقا کے بارے میں بیان کروں گا۔ ہر لحاظ سے درست جواب کے لیے آپ میری ویڈیو کیسٹ ''قرآن اور جدید سائنس'' ملاحظہ کریں۔ جب آپ عمل ارتقا کے بارے میں بات کرتے ہیں تو آپ ڈارون کے نظریے کے بارے میں سوچنا شروع کر دیتے ہیں۔ ڈارون اپنے H.M.H Bugle نامی جہاز کے ذریعے ایک 'calatropis' نامی جزیرے پر گیا اور وہاں پرندوں کو طاقوں پر چونچلے کرتے دیکھا۔ اس مشاہدے کی بنا پر کہ پرندوں کی چونچیں چھوٹی اور بڑی ہوتی ہیں۔ اس نے قدرتی انتخاب کو غور کرنے کے لیے پیش کیا۔ اس نے 19 ویں صدی میں اپنے ایک دوست تھامس تھامپٹن کو ایک خط لکھا۔ اس نے کہا کہ ''میں اپنے قدرتی انتخاب کی تائید میں کوئی ثبوت تو نہیں رکھتا لیکن چونکہ مجھے اس سے علم جنین کی درجہ بندی میں مدد ملی ہے، ابتدائی اعضاء کے بارے میں اس لیے میں نے ایسا نظریہ پیش کیا ہے'' ڈارون کا نظریہ ہرگز حقیقت پر مبنی نہیں ہے یہ صرف ایک نظریہ ہے۔ اور میں نے اپنی گفتگو کی ابتدا میں بالکل واضح کیا ہے'' قرآن ایسے نظریات کے خلاف ہوسکتا ہے کیونکہ نظریات الٹے پاؤں پھر جاتے ہیں۔ لیکن قرآن کسی مسلمہ حقیقت کے خلاف نہیں ہوگا۔ ہمارے سکولوں میں ہمیں ڈارون کا نظریہ پڑھایا جاتا ہے۔ اس انداز سے کہ جیسے حقیقت پر مبنی ہو یہ حقیقت نہیں ہے۔ کوئی سائنسی ثبوت قطعاً موجود نہیں ہے'' کچھ گمشدہ کڑیاں ہیں'' پس اگر کسی کو اپنے دوست کی، اپنے ساتھی کی توہین کرنا مقصود ہو تو وہ کہے گا'' اگر تم ڈارون کے زمانے میں موجود ہوتے تو ڈارون کا نظریہ درست ثابت ہو جاتا'' یعنی اشارۃً یہ کہنا کہ وہ لنگور جیسا دکھائی دیتا ہے۔ ڈارون کے نظریے میں گمشدہ کڑیاں ہیں اور میں چار ایسے ڈھانچوں کے بارے میں جانتا ہوں جو موجود ہیں The Hominoids .... The Orthalopetians Lucy اپنے محافظ Homoeructus کے ہمراہ ، Naindertolman اور Cromageron تفصیلات کے لیے میری ویڈیو کیسٹ ملاحظہ فرمائیں۔ سالمی حیاتیات کے حوالے سے بقول Hansis Cray، اس نے کہا کہ یہ ناممکن ہے کہ ہم بندروں سے ارتقاء پذیر ہوتے ہیں DNA

Coding کے حوالے سے یہ ناممکن ہے۔ آپ میری ویڈیو کیسٹ سے رجوع کر سکتے ہیں اس میں تمام تر تفصیلات موجود ہیں۔ حیاتیات کے بعض اجزاء کے بارے میں مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ قرآن کی سورہ انبیاء سورۃ نمبر 21 آیت نمبر 30 میں بیان ہے ''ہم نے ہر زندہ مخلوق کو پانی سے پیدا کیا ہے، پھر کیا تم یقین نہ کرو گے؟'' آج ہم جانتے ہیں کہ ہر زندہ مخلوق کا بنیادی جزو خلیہ جس میں Cytoplasm ہوتا ہے جو کہ تقریباً 90 فیصد پانی پر مشتمل ہوتا ہے۔ دنیا کی ہر مخلوق میں تقریباً 50 سے 90 فیصد پانی ہوتا ہے۔ اندازہ کریں، عرب کے صحرا میں کس کو گمان ہوگا، کہ ہر چیز پانی سے بنی ہے؟ قرآن نے یہ بات 1400 سال پہلے بتائی۔

سیموئیل نعمان:

وقت! ڈاکٹر نائیک!

ڈاکٹر ذاکر نائیک:

شکریہ!

سیموئیل نعمان:

آپ کا بہت شکریہ!!

ڈاکٹر محمد:

اب ہم کارڈز والے سوالات شروع کریں گے۔ ہم نے یہ صندوق ڈاکٹر ولیم کیمبل کے لیے رکھا ہے اور یہ صندوق ڈاکٹر ذاکر نائیک کے لیے ہم ان کے ناموں والی جانب ان کی طرف پھیر دیتے ہیں تاکہ وہ نہ دیکھ سکیں جبکہ آپ لوگ دیکھ سکیں۔ وہ صندوق کی طرف دیکھے بغیر سوال اُٹھائیں گے اور اپنے اپنے سوال کا جواب خود دیں گے۔ پہلا سوال ڈاکٹر ولیم کیمبل کے لیے اور دوسرا سوال ڈاکٹر ذاکر نائیک کے لیے۔ وہ اپنے سوالات پہلے ہی اُٹھا سکتے ہیں۔ تاکہ ہمارا وقت ضائع نہ ہو ان کے سوال پڑھنے کے دوران، اب آپ سوالات شروع کر سکتے ہیں اور ہم ڈاکٹر ولیم کیمبل کو مہلت دیتے ہیں کہ کچھ دیر اپنا سوال پڑھ لیں۔ یہ پہلا سوال؟

ولیم کیمبل:

میں سوال کو پڑھوں گا لیکن پہلے میں اس بارے میں کہ ''سب کچھ پانی سے بنا ہے'' کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ یہ تو قطعی طور پر واضح ہے۔ جب بھی آپ کسی کیڑے کو ماریں یہ پانی سے بنا ہے۔ ہر جاندار پانی سے بنا ہے لیکن یہ ایک قابل مشاہدہ امر ہے۔ یہ کوئی معجزہ نہیں ہے۔

(سوال کنندہ ڈاکٹر ولیم کیمبل سے)

سوال: اچھا ڈاکٹر کیمبل، اگر آپ تخلیق کے بارے میں Genesis میں پائے جانے والے تضادات کا جواب نہیں دے سکتے تو کیا اس سے یہ ثابت نہیں ہو جاتا کہ بائبل غیر سائنسی ہے اور اس لیے خدا کا

کلام نہیں ہے؟

ولیم کیمبل:

میں تسلیم کرتا ہوں کہ مجھے اس ضمن میں کچھ مشکلات درپیش ہیں۔ لیکن میرے پاس تمام تکمیل شدہ پیش گوئیاں بھی تو ہیں اور یہ بات میرے لیے بہت اہم ہے۔ اور یہ پیش گوئی کہتی ہے یسوع سنگ بنیاد ہیں وہ حواریوں اور انبیاء کی بنیاد پر رکھے گئے ہیں اور انبیاء نے یہی پیش گوئیاں کیں اور حواریوں نے لکھیں، جب خدا نے پیش گوئیوں کی تکمیل کر دی میں جانتا ہوں کہ یہ آپ کے سوال کا جواب نہیں ہے لیکن میرا ایمان مسیح پر ہے، اپنے نجات دہندہ کے طور پر۔

سیموئیل نعمان:

آپ کا شکریہ! ڈاکٹر نائیک اب آپ باری لیں

ڈاکٹر ذاکر:

"عبارت" اور "ترجمہ" دو مختلف الفاظ ہیں جو بائبل میں مختلف معنی دیتے ہیں۔ انگلش میں "ایک عبارت" یا "ایک ترجمہ" ممکن نہیں ہے کہ سائنسی لحاظ سے عبارت اور ترجمہ بالکل ایک ہی چیز ثابت کیے جا سکیں کیا خدا نے موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی وحی انگلش میں کی؟ یہ ایک بہت اچھا سوال ہے۔ کیا اصل عبارت اور ترجمہ ایک جیسے ہو سکتے ہیں؟ نہیں! اصل عبارت اور ایک ترجمہ بالکل ایک جیسے نہیں ہو سکتے البتہ قریب قریب ہو سکتے ہیں۔ اور مولانا عبدالماجد دریا آبادی کے بقول، انہوں نے کہا کہ ترجمہ کرنے کے لحاظ سے دنیا کی مشکل ترین کتاب قرآن مجید ہے۔ کیونکہ قرآن کی زبان اتنی فصیح ہے، اتنی برتر ہے، اتنی بلند مرتبہ اور عربی میں ایک لفظ کے کئی معنی ہوتے ہیں۔ اس لیے قرآن کا ترجمہ کرنا دنیا کا مشکل ترین کام ہے۔ ترجمہ اور اصل عبارت ایک جیسے نہیں ہیں۔ اور اگر ترجمے میں کوئی غلطی ہے تو یہ انسانی قابلیت کی کمی ہے۔ جس انسان نے ترجمہ کیا وہ غلطی کا مرتکب ہوا ہے نہ کہ خدا۔ اب رہا یہ سوال کہ کیا بائبل انگلش میں نازل ہوئی تھی؟ نہیں! بائبل انگلش میں نازل نہیں ہوئی تھی۔ عہد نامہ قدیم عبرانی زبان میں ہے اور عہد نامہ جدید یونانی زبان میں۔ اگرچہ عیسیٰ علیہ السلام عبرانی زبان بولتے تھے لیکن اصل مسودہ جو آپ کے پاس ہے، یہ یونانی زبان میں ہے۔ عہد نامہ قدیم، اصل عبرانی زبان والا دستیاب نہیں ہے کیا آپ یہ جانتے ہیں؟ عہد نامہ قدیم کا عبرانی ترجمہ یونانی سے کیا گیا ہے۔ حتیٰ کہ اصل عہد نامہ قدیم جو کہ قدیم عبرانی میں تھا، عبرانی زبان میں موجود نہیں ہے۔ آپ کا مسئلہ دہرا ہے۔ یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کہ آپ کے ہاں نقل نویسی کی غلطیاں موجود ہیں، وغیرہ وغیرہ۔ لیکن قرآن کا الحمد اللہ اصل عربی متن موجود ہے۔ آپ الحمد اللہ سائنسی لحاظ سے ثابت کر سکتے ہیں کہ یہ اصل متن ہی ہے۔ اب رہی یہ بات کہ کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر وحی کا نزول ہوا تھا، تو اس بارے میں کچھ دیر پہلے اپنے جوابات اور خطاب میں بھی کہہ چکا ہوں کہ ہمارا ایمان

ہے کہ قرآن کی سورہ رعد سورۃ نمبر 13 آیت نمبر 38 میں بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کئی الہامی کتابیں نازل کیں۔ نام کے ساتھ صرف 4 کا تذکرہ ہے، تورات، زبور، انجیل اور قرآن۔ تورات وحی ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل کی گئی۔ زبور وحی ہے جو حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل کی گئی۔ انجیل وحی ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل کی گئی اور قرآن آخری و حتمی وحی ہے جو خاتم النبین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کی گئی۔

سیموئیل نعمان،

ڈاکٹر نائیک! آپ کا بے حد شکریہ!

ڈاکٹر ذاکر:

لیکن موجودہ بائبل وہ انجیل نہیں ہے جس پر ہم ایمان رکھتے ہیں جس کا نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ہوا۔

سیموئیل نعمان:

شکریہ جناب! ڈاکٹر کیمبل اب آپ کی باری ہے

ڈاکٹر ولیم کیمبل:

لیکن موجودہ انجیل وہی ہے جو ہمیشہ سے رہی ہے۔ ہمارے پاس اصل متن ہیں۔ 75 فیصد حصے 180 عیسوی کے ہیں جو کہ 100 سال بعد John نے تحریر کیے اس نے اپنی حیات میں خود تحریر کیے اس وقت ایسے لوگ زندہ تھے جو جانتے تھے جن کے بارے میں ان کے اجداد John کے ذریعے ایمان رکھتے تھے یہ اچھی گواہی ہے اور اچھا متن۔ بائبل مستند تاریخ ہے۔ اب سوال جو امکان آپ نے پیش کیا ہے، یہ اعلیٰ شماریات ہے، شکریہ! لیکن خدا کے معاملے میں یہ بہت ادنیٰ ہے۔ خدا بہت با اختیار ہے اور جسے پسند کرے منتخب کر سکتا ہے۔ یقیناً امیری یا غریبی سے قطع نظر یا کوئی اور چیز۔ پس آپ کا امکان کیسے درست ہو سکتا ہے؟ یسوع غریب تھے، وہ منتخب کر لیے گئے انہوں نے کہا: ''ابن آدم کے پاس کوئی ٹھکانہ نہیں'' میں اس بارے میں یقین رکھتا ہوں۔ میں نہیں سمجھتا شماریات کیسے اس بارے میں کچھ کہہ سکتی ہیں۔ شماریات تو یہ تھی کتنے لوگ ان سب پیش گوئیوں کی تکمیل کر سکے؟ مجھے امید ہے کہ یہ بات معاون ثابت ہو سکتی ہے۔ شکریہ!

سیموئیل نعمان:

شکریہ! ڈاکٹر نائیک اب آپ براہ کرم اپنی باری لیں۔

شکریہ!

ڈاکٹر ذاکر:

ثابت کرنے کی کوشش کی جائے تو قرآن جدید سائنس سے ہم آہنگ ہے۔ اگر جدید سائنس غلط ہو تو

پھر کیا ہو؟ کیا قرآن سائنسی تبدیلیوں کی عکاسی کے لیے ہمیشہ تبدیل ہوتا رہے؟ یہ ایک بہت اچھا سوال ہے یہ ایک بہت اہم سوال ہے۔ اور ہم مسلمانوں کو قرآن اور جدید سائنس میں ہم آہنگی دکھاتے وقت بہت احتیاط کرنی چاہیے اسی لیے میں نے اپنی گفتگو کے آغاز میں کہا تھا کہ میں صرف ان سائنسی حقائق کے بارے میں بات کروں گا جو کہ تسلیم شدہ ہیں۔ اور ایک سائنسی حقیقت، جو کہ تسلیم شدہ ہے۔ مثال کے طور پر، زمین گول ہے، یہ کبھی غلط نہیں ہوسکتا۔ تسلیم شدہ سائنس الٹے پاؤں نہیں پھر سکتی۔ لیکن غیر تسلیم شدہ سائنس جیسے قیاس اور نظریات الٹے پاؤں پھر سکتے ہیں میں ایسے مسلم عالموں کو جانتا ہوں جنہوں نے ڈارون کے نظریے کو قرآن سے ثابت کرنے کی احمقانہ کوشش کی۔ پس ہمیں حد سے نہیں بڑھنا چاہیے اور جدید سائنس کی ہر بات کو ثابت کرنے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے ہمیں احتیاط کے ساتھ پرکھنا چاہیے کہ بات تسلیم شدہ ہے یا غیر تسلیم شدہ۔ اگر یہ ثابت شدہ ہے، الحمداللہ، سائنسی ثبوت کے ساتھ، تو قرآن کبھی اس کیخلاف نہیں ہوگا۔ اگر یہ قیاسی ہے تو ٹھیک بھی ہوسکتی ہے۔ اور غلط بھی، Big Bang کے نظریے جیسی، یہ پہلے قیاس تھا لیکن آج بقول اسٹیفن ہاکنگ سماوی مادے کے ٹھوس ثبوت کے بعد، یہ ایک حقیقت ہے۔ پس Big Bang Theory آج ایک حقیقت ہے، کل یہ ایک قیاس تھا۔ جب ایک بات حقیقت بن جاتی ہے تو میں اس سے استفادہ کرتا ہوں۔ آپ جانتے ہیں کہ کچھ مفروضات کہتے ہیں ''بنی نوع انسان جینز کے صرف ایک جوڑے سے بنے ہیں'' آدم اور حوا۔ میں اس سے استفادہ نہیں کرتا کیونکہ فی الحال سائنسی لحاظ سے ثابت شدہ نہ ہے۔ یہ قرآن کی مطابقت میں ہے کہ ہم آدم وحوا کے جوڑے کے ذریعے وجود میں آئے ہیں۔ میں اُس سے استفادہ نہیں کرتا کیونکہ فی الحال یہ ایک تسلیم شدہ حقیقت نہیں بنی ہے۔ اس لیے قرآن اور سائنس میں نسبت قرار دیتے وقت یہ خیال رکھیں کہ آپ صرف ان سائنسی حقائق کو بیان کریں جو کہ تسلیم شدہ ہیں نہ کہ مفروضات وقیاسات۔ کیونکہ قرآن جدید سائنس کے مقابلے میں کہیں عظیم تر ہے۔ (**نوٹ**: قرآن کی عظمت خدائی کلام ہونے میں مضمر ہے جبکہ سائنس بہت سی نسلوں کی اجتماعی کوشش کا ثمر ہے اور حرف آخر نہیں ہے عرفان احمد خان) میں قرآن کو سائنس کی مدد سے خدا کا کلام ثابت کرنے کی کوشش نہیں کر رہا ہرگز نہیں۔ میں یہ سعی کر رہا ہوں کہ ہم مسلمانوں کے لیے قرآن ایک حتمی معیار ہے۔ دہریوں اور غیر مسلموں کے لیے شاید سائنس حتمی معیار ہو۔ میں یہ معیار بیان کر رہا ہوں ملحد کا پیمانہ بمقابلہ مسلمانوں کا پیمانہ قرآن۔ میں سائنس کی مدد سے قرآن کو خدا کا کلام ثابت کرنے کی کوشش نہیں کر رہا۔ میں کوشش کر رہا ہوں وہ یہ ہے کہ جب میں کوئی دلیل بیان کرتا ہوں تو قرآن کی عظمت ظاہر کرتا ہوں کہ آپ کی سائنس نے جو بات کل بتائی تھی قرآن نے ہمیں 1400 سال پہلے بتادی تھی۔ میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کر رہا ہوں کہ ہمارا پیمانہ مسلم پیمانہ قرآن، آپ کے پیمانے سائنس کی نسبت کہیں زیادہ برتر ہے۔ اس لیے آپ کو قرآن پر ایمان لانا چاہیے جو کہ بہت برتر ہے۔ امید کرتا ہوں کہ سوال کا جواب آپ کے لیے تسلی بخش ہوگا۔

سیموئیل نعمان:

شکریہ ڈاکٹر نائیک!

ڈاکٹر محمد:

جی، ڈاکٹر کیمبل

سیموئیل نعمان:

یہ آخری سوال ہوگا

ڈاکٹر محمد:

معاف کیجئے گا، آخری دو سوال باقی ہیں مقررین کے لیے۔ ہم سامعین سے گزارش کریں گے کہ چند منٹ اور ہمارے ساتھ گزاریں۔ ہمارے پاس کاغذ پر آخری سوال ڈاکٹر کیمبل کے لیے اور اس کے بعد ڈاکٹر ذاکر کے لیے۔

اور ہم آپ سے اختتامیے کے انتظار کی درخواست کرتے ہیں۔

(سوال برائے ڈاکٹر ولیم کیمبل:)

سوال: یہ تو بالکل گزشتہ سوال جیسا ہے۔ ڈاکٹر ولیم کیمبل نے تسلیم کیا ہے کہ ڈاکٹر ذاکر نے جن غلطیوں کی نشاندہی کی وہ غلط نہیں ہیں اور یہ کہ وہ ان کا جواب نہیں دے سکتے۔ پس کیا ڈاکٹر کیمبل تسلیم کرتے ہیں کہ بائبل میں غلطیاں ہیں اس لئے مکمل خدا کا کلام نہیں۔

ولیم کیمبل:

بائبل میں کچھ چیزیں ایسی ہیں جن کی میں وضاحت نہیں کر سکتا اور جن کا فی الوقت میرے پاس جواب نہیں۔ اور میں اس بات کا آرزومند ہوں کہ کوئی جواب آئے۔ بہت سے مقامات ایسے ہیں جن کی آثار قدیمہ نے تصدیق کر دی ہے اور بائبل کی حقانیت بھی قصبوں کی بات اور یہ کہ کون بادشاہ تھا اور ان جیسے امور بطور ثبوت کافی ہیں کہ بائبل ایک مستند تاریخ ہے۔

سیموئیل نعمان:

شکریہ! ڈاکٹر کیمبل

(سوال برائے ڈاکٹر ذاکر)

سوال: سوال کیا گیا ہے کہ "کیا بائبل میں کچھ اور بھی ریاضیاتی تضادات موجود ہیں؟" اور کیا اسلام میں کچھ اور بھی ریاضیاتی تضادات ہیں؟ میں نے تضادات کی بات کی بہر حال اسلام کے بارے میں قرآن سورہ نساء سورۃ نمبر 4 آیت نمبر 82 میں بیان کرتا ہے "کیا وہ قرآن کو غور سے نہیں سمجھتے؟ اگر یہ اللہ کا

سوال کسی اور کی طرف سے ہوتا تو اس میں بہت سے تضادات پائے جاتے" کوئی ایک بھی تضاد نہیں ہے۔ رہی بات بائبل میں مزید تضادات کی تو اس کے لئے 5 منٹ ناکافی ہوں گے حتیٰ کہ اگر مجھے 5 دن بھی دیئے جائیں تب بھی مشکل ہے۔ تاہم میں چند ایک کا تذکرہ کروں گا 2nd Kings 8:26 میں بیان ہے کہ" Ahezia بائیس سال کا تھا جب اس نے حکمرانی شروع کی" 2nd 22:2 Chronicles کہتی ہے کہ وہ 42 سال کا؟ ریاضیاتی تضاد۔ مزید برآں 2nd 21:20, Chronicles میں بیان ہے کہ" Ahezia Joaram' کے باپ نے 32 کی عمر میں حکمرانی شروع کی اور آٹھ سال تک حکومت کی اور وہ 40 سال کی عمر میں مرا۔ فوراً بعد Ahezia 42 سال کی عمر میں نیا حکمران بنا۔ باپ چالیس سال کی عمر میں مرا' فوراً بیٹا حکومت سنبھالتا ہے جس کی عمر 42 سال ہے۔ ایک بیٹا اپنے باپ سے دو سال کیسے بڑا ہوسکتا ہے؟ آپ یقین کریں کہ ہالی وڈ کی فلم میں بھی ایسا بیٹا پیدا نہیں کیا جاسکتا۔ ہالی وڈ کی فلم میں آپ Unicorn ایک سینگ والا افسانوی گھوڑا پیدا کر سکتے ہیں جس کا تذکرہ میں نے اپنی گفتگو میں کیا تھا۔ آپ Coccrodyasis' جس کا بائبل میں تذکرہ ہے' Coccrodyasis' اژدہے اور سانپ بھی پیدا کر سکتے ہیں لیکن ہالی وڈ فلم میں آپ ایسا بیٹا نہیں دکھا سکتے جو اپنے باپ سے دو سال بڑا ہو۔ یہ ایک معجزے کے طور پر بھی نہیں ہوسکتا۔ ناممکن! معجزے میں آپ کو کنواری کا جنا بیٹا مل سکتا ہے لیکن معجزے میں آپ کو اپنے باپ سے دو سال بڑا بیٹا نہیں مل سکتا۔

اگر آپ مزید مطالعہ کریں تو بائبل 2nd Samuel 24:9 میں بیان ہے کہ" بنی اسرائیل کے آٹھ لاکھ لوگوں نے حصہ لیا اور یہودا کے پانچ لاکھ لوگوں نے حصہ لیا" اگر آپ دوسرے مقامات ملاحظہ کریں 1st Chronicle 21:5 تو یہ کہتی ہے......" ایک لاکھ لوگوں نے بنی اسرائیل سے جنگ میں حصہ لیا۔ دس ہزار چار سو ساٹھ 10460 لوگوں نے یہودا کی طرف سے حصہ لیا" بنی اسرائیل کے جن لوگوں نے جنگ میں حصہ لیا وہ آٹھ لاکھ تھے یا دس لاکھ؟۔ یہودا کے پانچ لاکھ لوگوں نے حصہ لیا یا دس ہزار چار سو ساٹھ 10460 لوگوں نے؟ ایک بالکل واضح تضاد۔ بائبل 2nd Samuel 6:23 میں بیان ہے کہ Saul کی بیٹی Michael کا کوئی بیٹا نہیں تھا" 2nd Saul 21:8 Samuel کی بیٹی Michael کے پانچ بیٹے تھے" ایک جگہ کہا گیا ہے" کوئی اولاد نہیں' نہ بیٹا نہ بیٹی" دوسرے مقام پر" پانچ بیٹے" اگر آپ مزید مطالعہ کریں تو Gospe of Mathow 1:16 میں یسوع کے نسب کا تذکرہ ہے اور Luke 3:23 میں بھی کہ" یسوع کا باپ جو کہ Joseph ہے' اس کا باپ Jacob تھا" Mathew 1:16 اور Luke 3:13" یسوع کا باپ Joseph اس کا باپ Hailey تھا۔ کیا یسوع کے باپ Joseph کے دو باپ تھے؟ آپ ایسے شخص کو کیا کہتے ہیں جس کے دو باپ ہوں؟' کیا Hailey تھا یا Jacob؟ بالکل واضح تضاد۔

سیموئیل نعمان:

شکریہ! ڈاکٹر نائیک' آپ کا بے حد شکریہ

ڈاکٹر محمد:

کیا آپ مزید دو منٹ ہمارے ساتھ گزاریں گے؟ ہمارے درمیان معروف بین الاقوامی عالم ڈاکٹر جمال بدوی موجود ہیں اور اسلامک ریسرچ فاؤنڈیشن کی جانب سے ہمارے لئے اعزاز کی بات ہے کہ وہ ڈاکٹر ذاکر نائیک کی تازہ ترین کتاب ''قرآن اور جدید سائنس' ہم آہنگ یا غیر ہم آہنگ'' کو عام نمائش کے لئے پیش کریں۔

ڈاکٹر جمال بدوی کتاب کو عام نمائش کے لئے پیش کرنے تشریف لا رہے ہیں جو کہ چند روز قبل طباعت و اشاعت کے مراحل سے گزری ہے اور یہاں شکاگو میں اس مناسب موقع پر اس عظیم کتاب کی رونمائی کریں گے۔

ڈاکٹر جمال بدوی:

اس سے اچھی اور کوئی بات نہ ہوگی کو دوستی کے جذبات کے اظہار کے لئے ڈاکٹر ذاکر خود یہ کتاب ڈاکٹر کیمبل کو پیش کریں۔

ڈاکٹر محمد:

چونکہ ہمارے پاس بہت محدود تعداد میں اس کتاب کے نسخے ہیں اس لیے صرف غیر مسلم سامعین جو یہاں آئے ہیں، ان سے گزارش ہے کہ اگر انہیں دلچسپی ہو تو وہ ہال سے باہر جاتے وقت براہِ کرم ادائیگی کے بغیر یہ کتاب لیتے جائیں۔ ہمیں دلی مسرّت ہوگی۔ اب میں اظہارِ تشکر کے لیے ڈاکٹر سہیل احمد کو دعوت دیتا ہوں۔

ڈاکٹر سہیل احمد:

اسلامک سرکل آف نارتھ امریکہ کی جانب سے میں دوبارہ حقیقی معنوں میں آپ کی بردباری کے لئے شکر گزار ہوں اور معزز مہمانوں کا' جنھوں نے قرآن اور بائبل کی سائنسی بنیادوں پر چھان بین میں اپنا قیمتی وقت خرچ کیا اور دور دراز سے تشریف لا کر اللہ کے دین میں شکوک وشبہات کا عالمانہ جائزہ سنا اللہ ہم سب کو سیدھا راستہ دکھائے۔

اسلام اور ہندومت میں خدا کا تصور

(حصہ اوّل)

جناب ڈاکٹر ذاکر نائیک اور ہندو سکالر سری سری روی شنکر

کے مابین مناظرہ

ڈاکٹر ذاکر نائیک کا مناظرے سے خطاب

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلَ اللّٰہِ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔
اَمَّا بَعْدُ!
اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

قُلْ یٰاَھْلَ الْکِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَآءٍ بَیْنَنَا وَ بَیْنَکُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰہَ وَلَا نُشْرِکَ بِہٖ شَیْئًا وَّلَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ ط فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْھَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ o

جناب سری سری روی شنکر، میرے قابلِ احترام بزرگو! میرے عزیز بھائیو اور بہنو! میں آپ سب کو اسلامی طریقے سے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ (یعنی آپ سب پر سلامتی ہو اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی رحمتیں اور نوازشات نازل ہوں) کہہ کر خوش آمدید کہتا ہوں۔

آج کی اس شام کا بین المذاہبی موضوع، مقدس کتب کی روشنی میں اسلام اور ہندوازم میں ''تصورِ خدا'' ہے۔ میں نے اپنی گفتگو کا آغاز قرآن کریم سے سورہ آلِ عمران پارہ ۳، آیت نمبر ۶۴ کی تلاوت سے کیا ہے۔

''تم فرماؤ اہلِ کتاب! آؤ اُس بات کی طرف جو ہم میں اور تم میں یکساں ہے۔ یہ کہ صرف خدا کی عبادت کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ بنائیں اور ہم میں کوئی ایک دوسرے کو رب نہ بنا لے اللہ کے سوا۔ پھر اگر وہ نہ مانیں تو کہہ دو تم گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہیں''

اے اہلِ کتاب! ان شرائط پر آ جاؤ جو ہم میں اور تم میں مشترک ہیں۔ پہلی شرط کون سی ہے؟ کہ تم اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہیں کرتے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے اور یہ کہ ہم نے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں بنا رکھے۔ اور اگر وہ پلٹ جاتے ہیں تو کہہ دو کہ ہم تو اللہ ہی کے آگے جھکتے ہیں۔

قرآنِ حکیم کی اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کے مخاطب 'اہلِ کتاب' ہیں۔ اس کا مطلب ہے یہود ونصاریٰ اور اس کا خطاب مختلف اقسام کے لوگوں سے بھی ہے۔ تو باہمی مشترکہ شرائط ہی اس کی شرطِ اوّل ہے

پہلی شرط کیا ہے؟ ہم اللہ کے سوا کسی کو معبود نہیں مانتے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے۔ کسی مذہب کا جائزہ لینے کے لیے یہ کافی نہیں کہ اس مذہب کے پیروکاروں کی زندگیوں کا مشاہدہ کیا جائے اور اس مشاہدے سے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ یا مذہب کا جائزہ لینے کی کوشش کی جائے، کیونکہ اکثر اوقات مذہب کے پیروکار بھی مذہب سے آگاہ نہیں ہوتے یا مذہب میں تصورِ خدا سے ناشناس ہوتے ہیں اور نہ یہ چیز ہی مناسب ہوتی ہے کہ روایات یا پیروکاروں کی ثقافت اور طور اطوار پر انحصار کیا جائے کیونکہ یہ ضروری نہیں کہ یہ سب چیزیں مذہب کا حصہ ہوں۔ کسی مذہب کو صحیح طور پر جاننے، تصوّرِ خدا کا جائزہ لینے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ دیکھا جائے کہ اس مذہب کی الہامی کتابیں اُس مذہب اور تصوّرِ خدا کے بارے میں کیا کہتی ہیں۔

ہندوازم میں خدا کا تصور

ہم سب سے پہلے الہامی کتب کی روشنی میں ہندوازم اور اسلام میں تصورِ خدا پر بحث کرتے ہیں:

لفظ ''ہندو'' جغرافیائی شناخت ہے جو دریائے سندھ سے پار بسنے والے لوگوں یا ان لوگوں کے لیے استعمال ہوتا تھا جن کے علاقے دریائے سندھ سے سیراب ہوتے تھے۔

اکثر مورخین کا کہنا ہے کہ 'ہند' کا لفظ سب سے پہلے عربوں نے استعمال کیا۔ بعض مورخین کا کہنا ہے کہ 'ہند' کا لفظ سب سے پہلے ایرانیوں نے استعمال کیا جب وہ ہمالیہ کے شمال مغربی دروں سے ہندوستان میں داخل ہوئے۔ مذہبی انسائیکلوپیڈیا جلد نمبر ۶ حوالہ ۶۹۹ کے مطابق مسلمانوں کی برصغیر میں آمد سے قبل ہندوستان کے قدیم تاریخی وادبی مآخذات میں 'ہند' کا لفظ نہیں ملتا۔

پنڈت جواہر لعل نہرو نے اپنی کتاب The Discovery of India کے صفحات ۷۴، ۷۵ پر لکھا ہے کہ آٹھویں صدی میں تنترک میں یہ لفظ لوگوں کو خطاب کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا تھا۔ یہ لفظ کبھی بھی مذہبی نمائندگی کے حوالے سے استعمال نہیں کیا گیا۔ ان کے مطابق ایک طویل عرصے کے بعد اس لفظ کا اطلاق مذہب پر کیا جانے لگا۔ لفظ ہندو ہی سے، ہندوازم، ماخوذ ہے۔ اس لفظ یعنی 'ہندوازم' کا استعمال سب سے پہلے انگریزوں نے انیسویں صدی میں ہندوستانی مذہب کے تذکرے میں کیا۔ نئے بریٹانیکا انسائیکلوپیڈیا کی جلد ۲۰ حوالہ نمبر ۵۸۱ کے مطابق ہندوازم کے لفظ کا پہلی مرتبہ استعمال انگریز مصنفین نے ۱۸۳۰ء میں ہندوستان میں مختلف مذاہب کے تذکرے اور عیسائی مذہب قبول کرنے والے افراد کے حوالے سے کیا۔ یہی وجہ ہے کہ آج اکثر ہندو مورخین و مصنفین 'ہندوازم' کی اصطلاح کو غلط العام قرار دیتے ہیں اور ان کے نزدیک درست لفظ جو اس مذہب کی صحیح نمائندگی کر سکتا ہے، سناتن دھرم، یعنی ازلی یا ویدک مذہب ہے۔ اسے ویدوں کا دھرم بھی کہتے ہیں۔ سوامی وواکنندا کے مطابق بھی ہندوازم غلط العام اصطلاح ہے اور درست لفظ ''ویدانت'' یعنی ویدوں کا پیروکار ہے۔

اسلام کا مفہوم

اسلام عربی لفظ ''سلام'' سے ماخوذ ہے۔ جس کا مطلب ہے ''امن'' یہ عربی کے لفظ ''سلم'' سے بھی اخذ ہے جس کا مطلب اللہ رب الکریم کا مطیع و فرمانبردار ہونا یعنی پیکرِ تسلیم و رضا ہے۔

گویا اسلام کا مطلب ہے اپنے آپ کو مکمل طور پر اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے سپرد کر کے امن حاصل کر لینا۔

اسلام کا لفظ قرآن پاک کے سورۂ آلِ عمران ۳ آیت نمبر ۱۹ اور آیت نمبر ۸۵ کے علاوہ دیگر مختلف مقامات پر بھی بیان ہوا ہے احادیث میں بھی متعدد مقامات پر لفظ اسلام موجود ہے۔

جو شخص اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا مطیع ہو کر امن کا طلاب ہوتا ہے 'مسلم' کہلاتا ہے مسلم کا لفظ بھی قرآن پاک اور احادیثِ مبارکہ میں کثرت سے آیا ہے۔ قرآنِ پاک میں سورۂ آلِ عمران ۳ آیت ۶۴ اور سورۃ فصلت ۶۱ آیت ۳۳ میں 'مسلم' کا لفظ بیان ہوا ہے۔

بے شمار لوگ اس غلط فہمی کا شکار ہیں کہ اسلام ایک نیا مذہب ہے جو چودہ سو سال قبل وجود میں آیا اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اس مذہب کے بانی ہیں۔ درحقیقت، اسلام دنیا میں ایک نامعلوم زمانے سے موجود چلا آ رہا ہے اس وقت سے جب انسان نے اس کرۂ ارض پر قدم رکھا۔ نیز حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اس مذہب کے بانی نہیں بلکہ اس مذہب کے آخری نبی ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ نے خاتم النبیین بنا کر مبعوث فرمایا۔

ہندوؤں کی کتب سماویہ

آیئے دیکھتے ہیں کہ ان دو عالمگیر مذاہب کی مقدس کتابیں کون سی ہیں۔

ہندوازم کی مقدس کتب دو حصوں میں تقسیم ہیں:

۱- شرتی ۲- سمرتی

'شرتی' سنسکرت کا لفظ ہے جس کا مطلب 'تفہیم شدہ' یا 'سمجھی جانے والی' یا جنھیں نازل کیا گیا۔ آکاش سے اُتارا گیا۔

شرتی الہامی کتب کے طور پر مسلمہ ہیں اور ان کی فضیلت سمرتی سے زیادہ ہے۔ مقدس کتب شرتی آگے چل کر پھر دو حصوں میں تقسیم ہو جاتی ہیں:

۱- وید ۲- اپنشد

وید، سنسکرت کے لفظ 'وید' سے ماخوذ ہے جس کا مطلب ہے نہایت اعلیٰ سطح کا علم اس کا مطلب مقدس دانش و حکمت بھی ہے۔ وید تعداد میں چار ہیں:

۱- رگ وید ۲- یوجر وید

۳- سام وید ۴- اتھر وید

وید تعداد میں تو چار ہی ہیں مگران کی قدامت کے بارے میں مختلف نظریات ہیں۔ آریہ سماج کے بانی سوامی دیانند سرسوتی کے مطابق وید ایک ہزار تین سو دس (۱۳۱۰) ملین سال پرانے ہیں مگر ہندو مفکرین اور محققین کی اکثریت کے مطابق یہ چار ہزار سال پرانے ہیں۔ نیز اس بات میں بھی مختلف آراء ہیں کہ

وید سب سے پہلے کس مقام پر وجود میں آئے؟

سب سے پہلے کس رشی کو وید دیئے گئے؟

اس حوالے سے بھی مختلف نظریات پائے جاتے ہیں لیکن اس کے باوجود کہ

۱۔ وید کس مقام پر نازل ہوئے؟

۲۔ وید کس رشی پر نازل ہوئے؟

وید ہندوازم میں تمام مذہبی کتب میں بنیادی اہمیت کے حامل ہیں۔ اگر کوئی اور مقدس کتاب یا اس کی عبارت وید کی عبارت سے ٹکراتی ہے یا اس کے متضاد ہوتی ہے تو وید کو ہی سند مانا جاتا ہے۔ اس کے بعد ''اُپنشد'' کا نمبر آتا ہے۔ اُپنشد سنسکرت کے الفاظ ''اُپا''، ''نی'' اور 'شد' سے ماخوذ ہے۔ 'اُپا' کا مطلب قریب اور ''نی' کا مطلب ''نیچے'' ہے جبکہ 'شد' کا مطلب 'بیٹھنا' ہے۔ تو اس کا پورا مطلب ''نیچے قریب بیٹھنا' ہوا۔ جب ایک چیلا علم حاصل کرنے کے لیے گرو کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کر کے بیٹھتا تو وہ 'اُپنشد' کہلاتا ہے۔ اُپنشد سے مراد ایسا علم بھی ہے جو جہالت دُور کرتا ہے۔ اُپنشدوں کی تعداد ۲۰۰ سے زائد ہے مگر ہندی ثقافت میں ۱۰۸ اُپنشد ہیں اور باقی لوگوں نے خود مرتب کیے ہیں۔

رادھا کرشنا نے ۱۸ اُپنشد لیے اور ایک کتاب ''اصولی اُپنشد'' تیار کی۔

ان کے بعد ہندوؤں کی مقدس کتابوں میں سمرتی کا نمبر آتا ہے۔ سمرتی کے لفظ کا مطلب سننا اور یاد کرنا ہے۔ اس کا ایک مطلب یادداشت بھی ہے سمرتی قدر و قیمت میں شرتی سے کم درجے کی حامل ہوتی ہے۔ یہ کلامِ الٰہی نہیں بلکہ رشیوں اور انسانوں کا مرتب کردہ مبنی بر اخلاقیات کلام ہے۔ ان میں تخلیقِ کائنات، ایک فرد کی انفرادی زندگی کے طور طریقے، معاشرتی طرز رہن سہن اور سماج پر بحث کی گئی ہے۔ ان کتابوں کو 'دھرم شاستر' بھی کہا جاتا ہے۔ سمرتی کی اقسام حسب ذیل ہیں۔

۱۔ پران یعنی قدیم

مہارشی ویاس نے پرانوں کے اسی (۸۰) حصے یا جلدیں مرتب کیں۔

۲۔ اتہاس تاریخی داستان

اتہاس میں دو تاریخی واقعات ملتے ہیں:

۱۔ رامائن ۲۔ مہابھارت

رامائن کی کہانی کا مرکزی کردار سری رام جی ہیں اور مہابھارت چچازاد بھائی کوروؤں اور پانڈوؤں کی ایک خونریز باہمی جنگ کی کہانی ہے۔ یہ دو عظیم تاریخی واقعات ہیں۔ اس کے بعد بھگوت گیتا کا نمبر آتا ہے جو

مہابھارت ہی کا ایک حصہ ہے۔ مہابھارت میں اس کے اٹھارہ (۱۸) ابواب ہیں۔ بھیشم کے باب نمبر ۲۵ سے باب نمبر ۴۲ تک۔ یہ ان نصیحتوں کا مجموعہ ہے جو سری کرشن جی نے میدانِ جنگ میں ارجن کو دی تھیں۔

گیتا، ہندوؤں کی مقدس کتابوں میں سب سے زیادہ مشہور اور سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب ہے۔ اس کے بعد منوسمرتی اور دیگر بہت سی کتابیں بھی ہیں۔

یہ ہندوازم کی مقدس مذہبی کتب کا مختصر جائزہ اور اجمالی خاکہ ہے لیکن مقدس اور معتبر ترین کتب وید ہیں کیونکہ جب بھی اختلافی نظریات جنم لیتے ہیں، متنازعہ معاملات درپیش ہوتے ہیں تو ویدوں کی عبارت حتمی اور مسلمہ ہوتی ہے۔

اسلام کے مقدس صحائف

آیئے اب اسلام کے مقدس صحائف پر گفتگو کرتے ہیں۔ قرآن الحکیم تمام مقدس کتابوں میں سب سے اعلیٰ صحیفہ ہے۔ قرآنِ پاک اللہ تبارک وتعالیٰ کی آخری اور جامع کتاب ہے جو نبی آخرالزماں خاتم الانبیاء والمرسلین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر اُتاری گئی۔

قرآن پاک میں سورہ رعد ۱۳ آیت ۳۸، ۳۹ پر ہے:

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً ؕ وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ ○ يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ ۚ وَعِنْدَهٗٓ اُمُّ الْكِتٰبِ ○

اور بے شک ہم نے تم سے پہلے رسول بھیجے اور ان کے لیے بیبیاں اور بچے کیے اور کسی رسول کا کام نہیں کہ کوئی نشانی لے آئے مگر اللہ کے حکم سے ہر وعدہ ایک تحریر ہے، اللہ جو چاہے مٹاتا اور ثابت کرتا ہے اور اصل لکھا ہوا اسی کے پاس ہے۔

یعنی اللہ فرماتا ہے "ہر زمانے میں ہم نے وحی بھیجی ہے"

اللہ تعالیٰ نے زمین پر کئی صحیفے (آسمانی کتابیں) نازل کیں۔ قرآن پاک میں چار آسمانی کتب کا ذکر ہے:

۱- تورات ۲- زبور
۳- انجیل ۴- قرآن کریم

لیکن کچھ دیگر آسمانی کتب بھی ہیں مثلاً مصحفِ ابراہیم۔ لیکن تمام صحائف، الہامی آسمانی کتابیں جو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک سے قبل نازل فرمائیں، مخصوص زمانے، مخصوص جغرافیائی حدود کسی خاص قوم، قبیلے یا علاقے کے لیے تھیں۔

ان کتابوں کے احکامات اور پیغام بھی خاص مدت سے مخصوص تھا۔ قرآن کریم چونکہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی آخری اور تکمیل ترین کتاب ہے اس لیے اسے صرف مسلمانوں کے لیے یا صرف عربوں کے لیے نہیں اُتارا گیا بلکہ یہ کتابِ لاریب تمام بنی نوع انسان کے لیے نازل کی گئی۔

اللہ تعالیٰ سورۂ حجر اور سورۂ ابراہیم سورۃ نمبر ۱۴ آیت نمبر ا میں بیان فرماتا ہے۔ ''ہم نے یہ کتاب تم پر نازل کی ہے تاکہ اے محمد (ﷺ) آپ انسانوں کو اندھیرے سے روشنی میں رہنمائی کر سکیں''۔

صرف مسلمان یا عرب نہیں بلکہ پوری دنیا کے تمام انسان قرآن کے مخاطب ہیں۔

قرآنِ پاک پوری دنیا کے انسانوں کے لیے نازل کیا گیا ہے، قرآنِ پاک کی مختلف سورتوں کی مختلف آیات میں اس پیغام کا اعادہ کیا گیا ہے۔

اسلام میں قرآنِ پاک کے بعد دوسرا ماخذ صحیح حدیث ہے جس میں نبی کریم ﷺ کے ارشادات اور روایات بیان کی گئی ہیں۔ احادیث میں صحاحِ ستہ اور بہت سی کتب شامل ہیں ان میں سے ایک صحیح بخاری اور دوسری صحیح مسلم ہے۔ آپ ﷺ کی احادیثِ مبارکہ قرآنِ پاک کی شارح اور ترجمان ہیں۔ احادیث کسی طور بھی قرآن کے خلاف نہیں جاتیں۔

یہ دونوں مذاہب کی مقدس کتابوں کا مختصر سا جائزہ تھا۔ اب ہم اپنے اہم اور بنیادی موضوع یعنی ''ہندوازم اور اسلام میں کتبِ قدسیہ کی روشنی میں اللہ کا تصور'' پر آتے ہیں۔

اس بات کی کوئی اہمیت نہیں کہ ڈاکٹر ذاکر نائیک کیا کہتے ہیں یا محترمی سری سری روی شنکر کیا کہتے ہیں یا کوئی اور انسان اس ضمن میں کیا کہتا ہے بلکہ دیکھنا یہ ہے کہ ان دو عظیم مذاہب کی آسمانی کتب یا صحیفے اس حوالے سے کیا کہتے ہیں۔

اگر میں کچھ کہتا ہوں، سری سری شنکر یا کوئی دیگر فرد کچھ کہتا ہے اور یہ بات مقدس کتابوں کے بیانات سے مطابقت رکھتی ہے تو اس بات کو قبول کرنے میں کوئی تامل نہیں۔ اسی طرح اگر ہم ایک مثال پیش کرتے ہیں اور صحائف اس کی تائید کرتے ہیں تو ہمیں اسے قبول کرنا چاہیے۔

اگر ہماری کسی بات، کسی مثال کی تائید مقدس کتابوں سے نہیں ہوتی تو ہمیں اسے مسترد کر دینا چاہیے۔

ہندوؤں اور مسلمانوں میں تصورِ خدا کا موازنہ

سب سے پہلے ہم ہندوازم میں تصورِ خدا پر ان آسمانی کتابوں کے حوالے سے بات کریں گے۔ اگر ہم عام ہندو سے پوچھیں کہ وہ کتنے دیوتاؤں پر یقین رکھتا ہے تو کچھ کہیں گے تین کچھ سو (۱۰۰) کہہ سکتے ہیں۔ کچھ ایک ہزار (۱۰۰۰) کہہ سکتے ہیں جبکہ دوسرے ۳۳ کروڑ بھی کہہ سکتے ہیں (۳۳۰) ملین لیکن اگر آپ یہی سوال کسی عالم و فاضل ہندو سے کرتے ہیں جسے اپنی مذہبی کتب پر عبور حاصل ہے تو وہ کہے گا کہ ہندوازم میں ایک ہی خدا پر وشواش ہونا چاہیے اور ایک ہی خدا کی پوجا کرنی چاہیے۔ مگر عام ہندو کا وشواس ہوتا ہے کہ دیوتا لاتعداد ہیں بلکہ ہر چیز دیوتا ہے۔ عام ہندو کا عقیدہ ہوتا ہے کہ درخت دیوتا ہے، سورج دیوتا ہے، چاند دیوتا ہے، انسان بھگوان ہے اور ناگ دیوتا ہے۔

ہم مسلمان یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ہر چیز اللہ کی ہے۔ GOD کے ساتھ اپاس ٹرافی S ملکیت ظاہر کرتا

ہے۔ درخت اللہ کا ہے، سورج اللہ کا ہے، ناگ کو اللہ نے پیدا کیا ہے۔

لہٰذا عام مسلمان اور عام ہندو میں بنیادی فرق یہی ہے کہ عام ہندو کہتا ہے:

'ہر چیز دیوتا ہے'

اور ہم مسلمان کہتے ہیں کہ:

'ہر چیز اللہ کی ہے'

لہٰذا سب سے بڑا فرق GOD اور God's یعنی S سے ہے جو ملکیت کی علامت ہے اور جمع کی بھی اگر ہم S کے اس مسئلے کو سلجھا سکیں تو ہندو اور مسلم متحد ہو جائیں گے۔

آپ یہ کس طرح کریں گے؟

جیسا کہ قرآن پاک میں آتا ہے:

''تم فرماؤ اے اہلِ کتاب! آؤ اُس بات کی طرف جو ہم میں اور تم میں یکساں ہے۔ یہ کہ صرف خدا کی عبادت کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ بنائیں اور ہم میں سے کوئی ایک دوسرے کو رب نہ بنا لے اللہ کے سوا۔ پھر اگر وہ نہ مانیں تو کہہ دو تم گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہیں''

مشترکہ شرائط پر آ جاؤ!

تو پہلی شرط کیا ہے؟

کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں۔

اللہ کی وحدانیت

آیئے دیکھتے ہیں ہندوؤں کی آسمانی کتابیں خدا کا کیا تصور پیش کرتی ہیں

چندوگیا اُپنشد کے باب ششم حصہ دوئم کی پہلی عبارت ہے:

''اکم ایوادتیم''

''اللہ ایک ہے اس کا کوئی ثانی نہیں''

یہ سنسکرت میں ہے، میں جانتا ہوں کہ میں ویدوں کے عالم اجل سری سری روی شنکر کے سامنے بول رہا ہوں جن کے سامنے میں محض طفلِ مکتب ہوں اس لیے اگر میری سنسکرت کا تلفظ کچھ کمزور ہو تو میں معذرت چاہوں گا۔ وہ ویدوں کے عظیم محقق بھی ہیں جبکہ میں ایک مسلمان طالب علم ہوں جو مذہب کا تقابلی جائزہ لے سکتا ہے اور اسی طرح ہندو مقدس کتا اور اُپنشد کا طالب علم بھی ہوں۔

سویدا سویترا اُپنشد کے باب ۶، کے آیت ۱۹ میں یوں مذکور ہے:

''نہ تسیا پر اتما استی''

اللہ کا کوئی شریک نہیں، کوئی اس جیسا نہیں کوئی ثانی نہیں۔

اس کی تصویر نہیں، اس کا تصور نہیں، اس کا عکس نہیں،
اس کا مجسمہ یا مورتی نہیں، اس کا بت نہیں
اس اُپنشد کے باب چہارم کی سطر ۲۰ پر ہے:
''کوئی اللہ کو نہیں دیکھ سکتا''
اس کے بعد بھگوت گیتا کے باب ہفتم کی سطر ۲۰ پر ہے:
''وہ تمام لوگ جن کی فہم وفراست مادی خواہشات نے سلب کرلی ہے، بہت سے خداؤں کی پوجا کرتے ہیں''
یہ مقولہ سری سری روی شنکر نے اپنی کتاب Hinduism and Islam the Common Thread میں ''دوسرے دیوتاؤں کی پوجا نہیں کرتے'' کے عنوان کے تحت صفحہ نمبر ۳ پر تحریر کیا ہے۔ انہوں نے یہ قول نقل تو کیا ہے مگر حوالہ نہیں دیا۔
اس کا حوالہ بھگوت گیتا باب دہم سطر نمبر ۲۰ ہے:
بھگوت گیتا کے باب ۱۰ کی لائن نمبر ۳ پر پھر لکھا ہے:
''وہ مجھے جانتے ہیں کہ میں پیدا نہیں ہوا اور دنیا کا عظیم آقا ہوں''
ہندوؤں کی تمام مقدس کتابوں میں سب سے اہم وید ہیں۔ یوجروید کے باب ۳۲ سطر ۳ پر لکھا ہے:
''نہ تسیا پراتما آستی''
جس کا مطلب ہے خدا جیسا کوئی نہیں۔ کوئی تصویر، تصور، خاکہ، فوٹو، مجسمہ، مورتی، بُت اس کی مثال نہیں ہے۔
یوجروید کے باب ۴۰ سطر ۸ پر یوں مرقوم ہے:
''اللہ تعالیٰ لاتصور اور منزہ ہے''
یوجروید باب ۴۰ سطر ۹ پر ہے:
''اندھتما پراویشانتی یہ اسمبھوتی موپاستی''
'اندھتما' کا مطلب 'تاریکی' ہے۔ 'پراویشانتی' کا مطلب داخل ہونا اور 'اسمبھوتی' کا مطلب قدرتی عنصر ہے مثلاً آگ، پانی، ہوا۔
''وہ لوگ تاریکی میں داخل ہو رہے ہیں جو قدرتی عناصر آگ، پانی اور ہوا کی پوجا کرتے ہیں''۔
اور اسی تناظر میں یہ بات آگے چلتی ہے:
''وہ لوگ مزید تاریکی میں داخل ہو رہے ہیں جو 'سمبھوتی' کی پوجا کرتے ہیں''
سمبھوتی سے مراد تخلیق شدہ چیزیں ہے مثلاً میز، کرسی وغیرہ۔
یہ کون کہتا ہے؟؟؟
یوجروید باب ۴۰ سطر ۹:

اس کے بعد اتھروید کی کتاب نمبر ۲۰ کی پرارتھنا (دعا) نمبر ۵۸ میں منتر نمبر ۳ ہے:

''دیومہااوسی''

''اللہ عظیم و طاقت در ہے''

ویدوں میں سب سے مقدس رگِ وید ہے۔ رگ وید کی کتاب دوم، دعا نمبر ۱۶۴ کے منتر ۴۶ میں ہے:

''اکم ست وپرا بھدا ودیانتی''

سچ ایک ہے۔۔۔ اللہ ایک ہے۔۔۔ اس کے بندے اسے مختلف ناموں سے پکارتے ہیں اللہ ایک ہے مگر اللہ والے اسے مختلف ناموں سے پکارتے ہیں۔

رِگ وید کی کتاب دوم میں صرف دعا نمبر ایک میں ہی اللہ تعالیٰ کو ۳۳ نام دیئے گئے ہیں۔ ان ناموں میں سے ایک ''براہما'' ہے۔ براہما کا مطلب خالق ہے اور ہم مسلمان اس بات پر معترض نہیں ہوتے کہ کوئی یہ کہے کہ اللہ خالق ہے۔ لیکن اگر کوئی یہ کہے کہ اللہ کے چار سر ہیں اور ہر سر پر تاج ہے تو وہ اللہ کی ایک واضح تصویر پیش کر رہا ہے اس صورت میں مسلمانوں کا ردِ عمل شدید ہوگا۔

مزید برآں وہ سویدا سواترا اُپنشد کے باب ۴، منتر ۱۹ کے بھی خلاف بول رہا ہے، جس میں ہے:

''نہ تسیا پراتما آستی''

''اللہ کا کوئی تصور یا خاکہ یا ثانی نہیں''

رِگ وید کی کتاب دوم میں پہلی دعا میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کو دوسرا نام 'وشنو' دیا گیا ہے۔ وشنو کا مطلب ہے پالنے والا اور اگر اس کا عربی میں ترجمہ کیا جائے تو یہ ''ربّ'' ہوگا۔ اگر کوئی اللہ تبارک وتعالیٰ کو 'ربّ' کہتا ہے تو ہم مسلمان اس پر اعتراض نہیں کریں گے لیکن اگر کوئی یہ کہے کہ اللہ کے چار ہاتھ ہیں تو وہ اللہ کی تشکیل و تجسیم کا اظہار کر رہا ہے۔ ایک ہاتھ میں گلِ لالہ دوسرے میں گھونگھا ہے، سمندر کی سطح پر سانپوں کے تخت پر محو سفر ہے، تو ہم مسلمان اس پر سخت اعتراض کریں گے۔

اس کے علاوہ وہ یوجروید کے باب ۳۲ منتر ۳ کے بھی خلاف ہے جس میں ہے:

''نہ تسیا پراتما آستی''

کہ اللہ کا کوئی خاکہ نہیں، کوئی شکل نہیں، اس جیسی کوئی چیز نہیں، اس کا کوئی ثانی نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں، اس کی کوئی تصویر نہیں، اس کا مجسمہ نہیں، بت نہیں اور کوئی مورتی نہیں۔

رِگ وید، کتاب ۸، دعا نمبر ایک کے منتر نمبر ایک میں ہے:

''ما چِتانیدی سنسد''

''اسی کی عبادت کرو، ایک اللہ کی، صرف اسی کی تعریف کرو''

رِگ وید: کتاب ۶: دعا نمبر ۴۵، منتر ۱۶ میں ہے:

''صرف اسی کی تعریف کرو، صرف ایک خدا کی عبادت کرو''۔

ہندوازم میں براہما ستر ا ہے:
"دوتیا سنتے نہ، نہ نستے کنچن بھگوان اک ہی ہے، دوسرا نہیں ہے، نہیں ہے، نہیں ہے، ذرا بھی نہیں ہے"
یعنی اللہ صرف اور صرف ایک ہے۔
اگر آپ ہندوازم کی الہامی کتب کا مطالعہ کرتے ہیں تو آپ ان کی روشنی میں ہندوازم میں خدا کے تصور سے کما حقہ آگاہ ہو جائیں گے۔
آیئے اب اسلام میں تصورِ خدا پر روشنی ڈالتے ہیں۔ الہامی کتب میں سے جو بہترین جواب آپ کسی کو دے سکتے ہیں وہ سورۂ اخلاص ہے:
سورہ ۱۱۲ آیات ۱ تا ۴:
قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۔۔۔ کہہ دیجیے اللہ ایک ہے!
اَللّٰهُ الصَّمَدُ۔۔۔ اللہ بے نیاز ہے!
لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ۔۔۔ نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ اس سے کوئی پیدا ہوا۔ (نہ کسی کا باپ ہے اور نہ کسی کا بیٹا)
وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ۔۔۔ اور کوئی اس کا ثانی و ہمسر نہیں!
ان چار آیات میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی مفصل و مدلل تعریف بیان ہوئی ہے اگر کوئی کہتا ہے کہ فلاں فلاں بھی خدائی کا اُمیدوار ہے تو ہم مسلمان بشرطیکہ وہ سورۂ اخلاص کی شرائط پر پورا اترتا ہو تو اسے خدا تسلیم کرنے میں تامل سے کام نہیں لیں گے۔
۱۔ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۔۔۔ کہہ دیجیے اللہ ایک ہے!
اس میں پہلی بات ہے کہہ دیجیے اللہ ایک ہے یعنی کوئی دوسرا اس کا شریک نہیں۔
اکم ایواد تیم چندوگیا (اُپنشد باب ۶ سیکشن ۲ منتر ۱)
۲۔ اَللّٰهُ الصَّمَدُ۔۔۔ اللہ بے نیاز ہے!
بھگوت گیتا باب ۱۰ کی سطر ۳ ہے:
"وہ مجھے ایسے عظیم خدا کی حیثیت سے جانتے ہیں جو ازل سے ہے۔ جس کی ابتدا و انتہا نہیں، جو دنیا کا عظیم آقا ہے۔
۳۔ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ۔۔۔ نہ اس نے کسی کو جنا نہ وہ کسی سے جنا گیا!
اسی طرح سویدا سواتر اُپنشد میں باب نمبر ۶ منتر ۹ میں ہے:
"نہ کیسیا کسوج جانتا نہ کدھی پاہ"
اس کے والدین نہیں، کوئی آقا نہیں، اس کی ماں نہیں، اس کا باپ نہیں، اس سے کوئی برتر نہیں۔
۴۔ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ۔۔۔ اور کوئی اس کا ثانی و ہمسر نہیں!

سویتھاسواترا اُپنشد کے باب ۶، سطر ۱۹ میں، یوجروید باب ۳۲ منتر نمبر ۳ ہے:

''نہ تسیا پراتما آستی''

اس کا کوئی ثانی، تصویر، تصور، خاکہ، مورتی مجسمہ، بت، شکل یا تجسیم نہیں۔

اگر کوئی ایسا اُمیدوارِ خدائی پیش کرتا ہے جس میں سورۂ اخلاص کی چاروں آیات کی خصوصیات ہوں۔ ہندوازم کے تصورِ خدا کی خوبیاں موجود ہوں تو مجھے اسے خدا تسلیم کرنے میں ذرا انکار نہیں ہوگا۔

مثال کے طور پر بہت سے لوگ بھگوان راجنیش کو خدا سمجھتے ہیں۔ ایک بار سوال و جواب کے ایک سیشن میں ایک ہندو بھائی نے مجھ سے پوچھا:

''ذاکر بھائی ہم ہندو بھگوان راجنیش کو خدا نہیں مانتے''

میں نے اسے بتایا کہ میں نے کبھی نہیں کہا کہ ہندو بھگوان راجنیش کو خدا مانتے ہیں۔ میں نے ہندوؤں کی کتب پڑھی ہیں۔ کہیں یہ نہیں لکھا ہوا کہ بھگوان راجنیش خدا ہے۔ میں نے کہا ہے کہ چند لوگ، چند انسان بھگوان راجنیش کو خدا سمجھتے ہیں، بہت سے لوگ اسے خدا مانتے ہیں۔

آیئے سورۂ اخلاص اور ہندوؤں کی مقدس کتب کی روشنی میں بھگوان راج نیش کو جانچتے ہیں:

۱- قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۔۔۔ کہہ دیجیے اللہ ایک ہے!

کیا راج نیش ایک تھا؟

کیا خدائی کا دعویٰ کرنے والا وہ واحد انسان تھا؟

دنیا میں بہت سے لوگ ہیں جنہوں نے دنیاوی مفادات کی خاطر خدائی کا دعویٰ کیا بلکہ ہمارے ہاں تو یہ دعویٰ ہزاروں افراد نے کیا۔

وہ ایک نہیں ہے لیکن اس کا معتقد تو یہی کہے گا تا کہ وہ بے مثل ہے۔

آیئے اسے دوسری آزمائش سے گزارتے ہیں۔

۲- اَللّٰهُ الصَّمَدُ۔۔۔ اللہ بے نیاز ہے!

جب ہم راجنیش کی سوانح عمری پڑھتے ہیں تو علم ہوتا ہے کہ وہ دمہ کی تکلیف میں مبتلا تھا، ریڑھ کی ہڈی کے درد کا شکار اور شوگر کا مریض تھا۔ ذرا تصور کیجئے کہ اللہ ذیابیطس یا ریڑھ کی ہڈی کے درد جیسے عوارض میں مبتلا ہو، یہ ایک نہایت مضحکہ خیز صورتِ حال ہوگی۔ بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ ان سب باتوں سے پاک ومنزہ ہے۔

۳- لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ۔۔۔ نہ اس نے کسی کو جنا نہ وہ کسی سے جنا گیا!

ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ بھگوان راجنیش مدھیا پردیش میں پیدا ہوا تھا۔ اس کی ماں تھی باپ تھا۔

۱۹۸۱ء میں وہ امریکہ گیا اور ہزاروں امریکیوں کو سواری کے لیے لیا۔ اس نے ریاست اوریگن میں اپنا نیا گاؤں ''راجنیش پورم'' کی تعمیر شروع کرائی۔ ازاں بعد امریکی حکومت نے اسے گرفتار کر کے سلاخوں کے پیچھے دھکیل دیا جہاں اس نے الزام لگایا کہ اسے آہستہ آہستہ زہر دیا جا رہا ہے۔

ذرا تصور تو کریں کہ خداوند کو آہستہ آہستہ زہر دیا جا رہا ہے۔

۱۹۸۵ء میں امریکی حکومت نے اسے ملک بدر کر دیا وہ وہاں سے واپس انڈیا پہنچا اور Pune کے شہر چلا گیا جسے آج کل Osho Commune کہتے ہیں۔

اگر آپ وہاں جائیں تو اس کے کتبے پر لکھا ہوا ملے گا۔

"بھگوان راجنیش اوشو۔۔۔کبھی پیدا نہ ہوا۔۔۔کبھی موت کی نیند نہ سویا!!

لیکن اس نے ۱۱ دسمبر ۱۹۳۱ء سے ۱۹ جنوری ۱۹۹۰ء تک زمین کی سیر کی۔

انہوں نے وہاں یہ وضاحت نہیں کی کہ اُسے دنیا کے ۲۱ ممالک کا ویزہ نہیں دیا گیا تھا۔ یونان کے آرچ بشپ کا کہنا تھا کہ اگر اسے یہاں سے نکالا نہ جاتا تو وہ اس کا اور اس کے پیروکاروں کا گھر نذر آتش کر دیتے۔

۴۔ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ۔۔۔اور کوئی اس کا ثانی و ہمسر نہیں!

یہ ایسی کڑی آزمائش ہے کہ جسے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے علاوہ کوئی پورا کر ہی نہیں سکتا اگر دنیا، بلکہ پوری کائنات کی کسی ایک چیز سے بھی اس کا موازنہ کیا جا سکے تو گویا وہ خدا ہے ہی نہیں۔ بھگوان راجنیش ایک عام انسان تھا، وہ دو آنکھوں، دو کانوں، دو ہاتھوں، دو ٹانگوں اور سفید داڑھی والا انسان!!

ایک لمحے کے لیے تصور کریں کہ کوئی کہتا ہے کہ اللہ مسٹر آرنلڈ شیوارزنگر یا دارا سنگھ یا پھر کنگ کانگ سے ہزار نہیں بلکہ لاکھوں گنا طاقتور ہے۔ صرف ایک لمحے کے لیے یہ سوچا ہی جا سکے تو وہ خدا نہیں کیونکہ پوری کائنات میں اس کا ثانی و ہمسر نہیں ہے۔ اس جیسا کوئی نہیں۔

سورۂ اخلاص کی چار آیات کا خلاصہ وتشریح اتنی ہی ہے یہ میں نے صرف ان لوگوں کے لیے پیش کیا ہے جو ایک سے زائد خداؤں کے وجود پر یقین رکھتے ہیں تا کہ وہ موازنہ کر سکیں وگرنہ سورۂ اسراء ۱۷ آیت ۱۱۰ ہے:

قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ؕ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۚ

"کہہ دیجیے کہ اسے اللہ کہہ کر پکارو یا رحمان یا اسے کسی اور نام سے جو اس سے تعلق رکھتا ہے پکارو۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے سارے نام خوبصورت ہیں"۔

اس کے علاوہ بھی قرآن پاک میں چار اور مقامات پر یہی بات بیان کی گئی ہے:

سورۂ اعراف ۷ آیت ۱۸۰

سورہ طٰہٰ ۲۰ آیت ۸

سورہ الحشر ۵۹ آیت ۲۴

اللہ تعالیٰ کے خوبصورت اسمائے گرامی ننانوے سے کم نہیں۔ یہ نام قرآن وحدیث میں ملتے ہیں مثلاً الرحمٰن، الرحیم، الکریم......

God کی بجائے اللہ کیوں؟

ہم مسلمان God کی بجائے عربی اسم اللہ کو کیوں ترجیح دیتے ہیں؟
اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک شخص انگلش میں غلطی کرسکتا ہے مگر عربی ادائیگی میں اس کا کوئی امکان نہیں۔ اگر آپ God کے ساتھ S کا اضافہ کردیں تو یہ Gods بن جاتا ہے جو God کی جمع ہے۔
اللہ کی جمع نہیں، وہ وحدہ لاشریک ہے، یکتا ہے۔
اگر God کے ساتھ Dess کا اضافہ کردیا جائے تو یہ Goddess بن جائے گا جو تانیث کو ظاہر کرتا ہے اور اس طرح یہ مونث لفظ ''دیوی'' ہوگا۔
اسلام میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کیلئے تذکیر و تانیث کا تصور نہیں ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لئے کسی جنس کا تعین نہیں کیا جاسکتا۔ اگر آپ God کے ساتھ Father کا اضافہ کردیں تو Godfather بن جائے گا۔
وہ میرا گاڈ فادر ہے!!!
میرا محافظ وسرپرست ہے!!!
اسلام میں ''اللہ فادر'' یا ''اللہ ابا'' کا تصور نہیں ہے کوئی چیز اللہ کی ماں یا باپ نہیں اگر آپ God کے ساتھ Mother کے لفظ کا اضافہ کرتے ہیں تو یہ Godmother کہلائے گا۔ مگر اللہ کا کوئی ماں یا باپ نہیں ہے۔ اسلام میں ''اللہ مدر'' یا ''اللہ امی'' کا تصور نہیں ہے۔ اللہ ایک بے مثل و بے مثال لفظ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم مسلم عربی اسم ''اللہ'' کا استعمال کرتے ہیں کیونکہ انگریزی لفظ گاڈ کہنے یا پکارنے میں غلطیوں اور لغزشوں کا احتمال ہوتا ہے مگر عربی میں نہیں۔
مگر جب ایک مسلم کسی غیر مسلم سے گفتگو کررہا ہو ہمیں اس کے لفظ God استعمال کرنے پر کوئی اعتراض نہیں جیسا کہ میں بھی یہ اسم استعمال کررہا ہوں تاہم اتنی وضاحت ضرور کروں گا کہ God لفظ اللہ کا متبادل یا کامل ترجمان نہیں ہے۔ لیکن چونکہ غیر مسلم اللہ کی بجائے God سے زیادہ مانوس ہیں اس لئے اس کے ساتھ دوران گفتگو اس کے استعمال میں کوئی حرج نہیں۔ تاہم لفظ ''اللہ'' ہندوازم سمیت تمام کتب سماوی میں استعمال کیا گیا ہے۔
رگ وید کتاب دوم دعا نمبر 1 کے اشلوک نمبر 1 میں اس اسم مقدس کا تذکرہ ہے۔
''اور خدائے تعالیٰ کے اسمائے گرامی میں ایک اسم اللہ موجود ہے''
رگ وید کتاب سوم دعا 3 منتر 10 میں، رگ وید کتاب نہم دعا 67 منتر 30 میں، ایک اور اپنشد میں جس کا

ذکر سری سری روی شنکر کی کتاب میں بھی ہے' اسم اللہ موجود ہے۔

اسلامی مذہبی کتب کے تناظر میں یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا مختصر سا جائزہ تھا۔ ہندوازم اور اسلام میں کتب سماوی کی روشنی میں تصور خدا کے موضوع پر میری چند گھنٹوں کی بات کا خلاصہ یہی ہے۔ میں نے 50 منٹ دورانیے کا ایک خطاب تیار کیا تھا لیکن محترم سری سری روی شنکر کی درخواست پر مجھے پہلے تقریر کرنا پڑی ورنہ توقع تھی کہ پہلے وہ اور ان کے بعد میں اظہار خیال کروں گا۔ انہوں نے مجھے پہلے بولنے کا موقع دیا۔

میں نے کہا:

''کوئی بات نہیں! مجھے تیاری کے لئے صرف 10 منٹ درکار ہیں''

اس طرح ترتیب بدل گئی۔

انہوں نے مجھے پہلے بولنے کا موقع اس لئے دیا تاکہ وہ میرے خیالات ونظریات کو جان سکیں اور ان سے اچھی طرح آگاہ ہو سکیں۔ لہٰذا میں نے دونوں مذاہب کی کتب سماوی اور سری سری روی شنکر کی کتاب کی روشنی میں مناظرے کی ابتداء کی۔ بہت سی باتیں جو انہوں نے بیان کیں میں نے ان سے پوری طرح اتفاق کیا اور ان کی بیان کردہ بہت سی باتوں سے میں نے اختلاف بھی کیا۔

جب میں نے ان کے تبصرے پر اظہار خیال کیلئے لب کشائی کی تو تصور خدا کے حوالے سے میں نے ان کی چند باتوں سے اختلاف کیا۔ نیز اس بات پر بھی زور دیا کہ ان دو عظیم مذہبوں کے پیروکار بھائی اور بہنیں اللہ تعالیٰ کے بارے میں صحیح اور واضح تصور رکھتے ہیں۔

کسی کی دل شکنی یا دل آزاری ہرگز ہرگز میرا مقصد نہیں ہے اور مجھے یقین ہے کہ اگر میں سری سری روی شنکر کے کچھ نظریات وعقائد سے اختلاف رکھتا ہوں تو وہ اس پر برا نہیں منائیں گے۔

اسلام اور تقابلی مذاہب کا ایک طالب علم ہونے کے ناطے میرا فرض بنتا ہے کہ انہوں نے جو کچھ اسلام کے بارے میں بیان کیا ہے یا جتنا علم ویدوں سے متعلق میرے پاس ہے اور میں ان سے اختلاف کرتا ہوں تو اسے بلاجھجک بیان کروں۔ اسی بات پر یہ مناظرہ ومباحثہ ہے لیکن اس کا اہم مقصد یہ ہے کہ آج کے مباحثے سے ہم ان دو بڑے مذاہب کے ماننے والوں کو قریب لا سکیں۔

تصور کریں کہ یہ ایک تاریخی موقع ہے سینکڑوں ہزاروں لوگ یہاں موجود ہیں میں نے ایک ہفتہ پہلے سری سری روی شنکر کو پہلی مرتبہ سنا جب ''ایک روحانی عالم سے گفتگو'' کے موضوع پر میں نے ان کی وڈیو سی ڈی دیکھی۔

انہوں نے مئی 2002ء میں سا گنتا مونیکا (کیلی فورنیا) میں خطاب کیا اور ان کا پہلا جملہ جو میرے کانوں نے سنا یہ تھا:

''روحانیت دو چیزوں کی متقاضی ہے۔ پہلی مسلمہ ثقاہت یعنی حقانیت' آپ کسی قدر حقیقت پسند و حقیقت شناس ہیں دوسری اثر آفرینی''

یقین کیجئے! جب میں نے یہ سنا کہ روحانیت کا پہلا تقاضا حقیقت پسندی ہے تو بے حد متاثر ہوا میں نے اس بات سے مکمل اتفاق کیا کہ روحانیت کے لئے حقیقت وثقاہت ایک بنیادی تقاضا ہے۔ خواہ یہ تقاضا پہلا ہو، دوسرا ہو یا پھر تیسرا۔ مسلمہ مصدقہ حقائق ضروری ہیں۔ یہ سچ کا تقاضا کرتی ہے اور حقیقت کو تسلیم کئے بغیر کوئی روحانی کیسے ہوسکتا ہے۔

میں نے محترم سری سری روی شنکر سے کامل اتفاق کیا۔ منتظمین نے مجھے ان کی کچھ کتابیں دیں میں نے ان میں سے Hinduism and Islam The Cammon Thread کا مطالعہ کیا تو مجھ پر عیاں ہو گیا کہ اس کتاب کے مندرجات کا مقصد ہندوؤں اور مسلمانوں کو متحد کرنا ہے۔

میں ایک کتاب Similarities between Hunduism and Islam لکھ چکا ہوں۔ اس طور سے ہم دونوں ایک ہی پلیٹ فارم پر کھڑے تھے لیکن میں نے دیکھا کہ ان کی کتاب میں بہت سی باتیں مسلمہ نہیں تھیں خصوصاً اسلام کے بارے میں' اور یہ میرا فرض ہے کہ میں اپنے نظریات بیان کروں۔

یہ اس لئے بھی ہے کہ ہم ایک دوسرے کو جان کر ایک دوسرے کے قریب آسکیں۔

ایک اللہ اور کروڑوں دیوی دیوتا!!

سری سری روی شنکر پہلے حصے کے صفحہ 2 پر لکھتے ہیں۔

''ایک خدا پر ایمان''

اس بیان کے ماسوا ہندوازم کے بارے میں معلوم ہے کہ وہ بہت سے دیوتاؤں پر یقین رکھتا ہے۔

''ایک خدا پر ایمان'' میں سوفی صد ان سے متفق ہوں کیونکہ یہی بات میں نے اپنے بیان میں ثابت کی۔

وہ آگے چل کر کہتے ہیں کہ یہ مشترک وحدانیت پر یقین رکھتا ہے اگرچہ دھنک روشنی کے سات رنگوں سے مل کر تشکیل پاتی ہے مگر یہ سب رنگ روشنی کی سفید شعاعوں یا کرنوں سے وجود پاتے ہیں اسی طرح 33 کروڑ دیوی دیوتا ایک ہی خدا کے نور کی کرنیں ہیں جو عظیم ہے علیم ہے۔

روشنی کے سات رنگوں کا موزانہ 33 کروڑ دیوی دیوتاؤں سے کرنا مجھے غیر منطقی معلوم ہوا کیونکہ ایک ڈاکٹر اور پھر سائنس کا طالب علم ہونے کی حیثیت سے میں یہ بیان کروں گا کہ ہم سب جانتے ہیں کہ سائنس کے مطابق روشنی رنگوں سے مل کر بنتی ہے جس کا فارمولہ VIBGYOR ہے جس سے رنگوں کی ترتیب کا اظہار ہوتا ہے یعنی

1......V......Violet

2......I......Indigo

3......B......Blue

4......G......Green

5......Y......Yellow

6......O......Orange

7......R......Red

مگر ہر رنگ بذات خود سفید نہیں ہوتا بلکہ ساتوں رنگ مناسب مقدار میں مل کر سفید روشنی کو جنم دیتے ہیں کوئی ایک بنیادی طور پر سفید نہیں ہے اور اگر ایک رنگ غائب ہو تو یہ مکمل سفید روشنی نہیں ہوگی۔ یہ کہنا اور 33 کروڑ دیوی دیوتاؤں کو پرماتما کی شعاعیں قرار دینا بالکل یوں ہی ہے کہ جیسے کوئی یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ 33 کروڑ حصوں پر مشتمل ہے جیسا کہ انسانی جسم تقریباً گیارہ حصوں پر مشتمل ہوتا ہے 2 ٹانگوں' 3 ہاتھوں' ایک سر' ایک گردن' 2 کندھے' ایک سینہ' ایک پیٹ اور ایک پیلوس' مگر ہر حصہ مکمل بدن نہیں بناتا۔

ایک مکمل انسانی بدن کے حصول کے لئے ان تمام اعضاء کو درست ترتیب میں مربوط کرنا ضروری ہے اگر ایک عضو بھی غائب ہو تو مکمل جسم نہیں بنتا۔

33 کروڑ دیوی دیوتاؤں کو ایک خدا کے مساوی قرار دینے کی مثال یونہی ہے جیسے کہنا کہ اللہ تعالیٰ کے 33 کروڑ حصے یا اعضاء ہیں اس بات سے میں اختلاف کروں گا اور اگر ایک حصہ بھی غائب ہو تو گویا خدا مکمل نہیں ہوگا۔

اسمائے الٰہی

اس کے بعد وہ لکھتے ہیں کہ اللہ کے 108 اسماء ہیں ایک خدا کے 108 نام ہوں یا ایک ہزار آٹھ '1008' میں اتفاق کروں گا۔ یہ وہ بات ہے جسے وید بیان کرتے ہیں اور جسے میں نے اپنے بیان میں دہرایا ہے کہ رگ وید کتاب اول' دعا 164' منتر 46 میں ہے:

"اللہ ایک ہے' بیچ ایک ہے' اللہ کے بندے اسے بے شمار ناموں سے یاد کرتے ہیں"

آگے چل کر وہ لکھتے ہیں کہ یہ نظریہ اسلام سے ملتا ہے کیونکہ اسلام میں اللہ تعالیٰ کے 99 اسماء ہیں میں اس بات پر ان سے اتفاق کروں گا۔

ہندوازم میں آپ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو اس کے کسی نام سے پکاریں' اسلام میں قرآن وحدیث کے مطابق اللہ تعالیٰ کے 99 اسماء ہیں جس نام سے چاہے اللہ کو پکاریں ہندوازم اور اسلام کے مطابق جس نام سے بھی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا پکاریں ہمیں اس سے اتفاق ہے۔

مثال کے طور پر میرا نام ذاکر عبدالکریم نائیک ہے۔

آپ مجھے ابوفاروق ذاکر نائیک یعنی ذاکر نائیک کا والد کہیں۔

آپ مجھے ابوذاکر نائیک یعنی ذاکر نائیک کا والد کہہ سکتے ہیں۔
یا پھر آپ ابو رشدہ ذاکر نائیک یعنی رشدہ ذاکر نائیک کا والد کہہ سکتے ہیں۔
چار مختلف نام ہیں مگر سب کا اشارہ ایک ہی شخص کی طرف ہے سب اپنی جگہ بے مثل اور منفرد ہیں سب میری طرف ہیں کسی اور کی طرف نہیں۔
لہٰذا اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو مختلف ناموں سے پکارنا ویدوں کے مطابق درست ہے اور قرآن حکیم کے مطابق بھی درست ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے تمام نام خوبصورت ہیں اور ان ناموں سے پکارنا جنہیں اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ترجیح دی ہے مناسب ہے۔

بت، تصویر یا وزٹنگ کارڈ ہے

اس کے بعد حصہ سوم میں ''عبادت کے طریقے'' کے عنوان کے تحت صفحہ 3 پر' سری سری روی شنکر مثال دیتے ہیں کہ کسی شخص کی تصویر وہ شخص نہیں ہوتا' کسی کا وزٹنگ کارڈ اس کی شخصیت نہیں ہوتا اسی طرح بت صرف اللہ کے وجود کا شعور اور ترجمان ہے اس کی تصویر یا وزٹنگ کارڈ ہے۔
میں اس بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ کسی شخص کی تصویر بذات خود وہ شخص نہیں ہے وزٹنگ کارڈ بھی اس کی ذات نہیں ہے لیکن اس کے بعد یہ کہنا کہ بت خدا کا استعارہ وعلامت ہے۔ میں اپنے محدود علم کے مطابق یہ کہنے کی جسارت کروں گا کہ یہ یوجر وید باب 32 منتر 3 ''نہ تسیا پرا تما آستی'' کی روح کے خلاف ہے جس کا مطلب ہے کہ اللہ کا کوئی ثانی نہیں' اللہ جیسا کوئی نہیں' کوئی تصویر' کوئی خاکہ' کوئی نقش' کوئی مورتی' کوئی بت اس کی مثل نہیں۔
بت نہ تو اللہ تعالیٰ کا وزٹنگ کارڈ ہے کیونکہ وزٹنگ کارڈ پر ایک شخص کے کوائف' کام کرنے کی جگہ کا پتہ اور اس کی رہائش کا پتہ ہوتا ہے اسے وزٹنگ کارڈ کہنا گویا اللہ کو محدود کرنے کے مترادف ہے۔ اگر بفرض میں مان لیتا ہوں کہ بت اللہ کی تصویر ہے...... وزٹنگ کارڈ ہے...... اس کی علامت ہے۔
فرض کریں ایک شخص مجھ سے مالی معاونت کا وعدہ کرتا ہے اور چند دن بعد اس کی سیکرٹری مجھے مطلوبہ رقم اور اس کا وزٹنگ کارڈ دیتی ہے تو اس وزٹنگ کارڈ یا اس شخص کی تصویر کا شکریہ ادا کرنا بالکل غیر منطقی سا عمل ہوگا اس کا طریقہ یہی ہوسکتا ہے کہ میں ذاتی طور پر اسے فون پر کال کر کے اس کا شکریہ ادا کروں۔ لہٰذا اگر میں یہ مان بھی لوں کہ بت اللہ کی تصویر یا اس کا وزٹنگ کارڈ ہے تو پھر بھی بت' تصویر یا وزٹنگ کارڈ کا شکر گذار ہونا غیر منطقی سی بات ہوگی۔
اس بات کو ہندو مذہبی محققین تسلیم کرتے ہیں کہ بتوں کی پوجا ہندوازم میں ایک غلط بات ہے وہ کہتے ہیں کہ نچلی سطح پر انسان کو پوجا کے لئے کسی ظاہر علامت یعنی ''بت'' کی ضرورت ہوتی ہے مگر اعلیٰ سطح پر اسے اس کی ضرورت نہیں ہوتی کیونکہ اس وقت وہ شعور وفہم کی بلندی پر ہوتا ہے یہی بات سری سری روی شنکر نے

اپنی ویڈیو سی ڈی میں بھی بیان کی ہے کہ اعلیٰ سطح پر آپ کو بت کی علامت کی ضرورت نہیں لیکن نچلی سطح پر ہے۔
اگر یہی فہم ہے تو میں کہوں گا کہ ہم مسلم پہلے سے اس اعلیٰ سطح پر پہنچ چکے ہیں ہمیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عبادت کے لئے کسی تصویر کی ضرورت نہیں پڑتی۔

مسلمان خانہ کعبہ کی شکل میں اللہ کی عبادت کرتے ہیں

مزید آگے چل کر سری سری روی شنکر اپنی کتاب کے صفحہ 4 پر لکھتے ہیں کہ مسلمان بڑی شدت کے ساتھ ایک ان دیکھے خدا کی عبادت کرتے ہیں مگر مکہ میں کعبہ ان کے لئے اللہ کی علامت ہی ہے۔
اگرچہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے مگر وہ صرف کعبہ کی طرف رخ کر کے نماز ادا کرتے ہیں۔
آگے چل کر لکھتے ہیں کہ اس کا مطلب ہے کہ وہ ان دیکھے خدا کی عبادت ایک شکل قبلہ کو سامنے رکھ کر کرتے ہیں۔
یہ کہنا کہ مسلمان کعبہ کی شکل میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں بالکل غلط ہے۔ یہ بات قرآن و حدیث میں کہیں بھی نہیں ملتی کوئی مسلمان کعبہ کی پوجا نہیں کرتا یا کعبہ کے ذریعے اللہ کی عبادت نہیں کرتا یہ اسلام میں بالکل ممنوع ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں سورہ بقرہ 2 آیت 144 میں فرمایا ہے کہ:
"تم جہاں کہیں بھی ہو اپنا رخ مسجد الحرام یعنی کعبہ کی طرف کرلو"

کعبہ ہمارا قبلہ اور سمت ہے اور ہم اتحاد پر یقین رکھتے ہیں اگر ہم نماز ادا کرنا چاہتے ہیں تو اپنا رخ کس سمت میں کریں گے شمال، جنوب، مغرب، مشرق؟ لہٰذا اتحاد کے لئے ہم سب ایک سمت رخ کر کے نماز ادا کرتے ہیں جو کعبہ کی سمت ہے۔
یہ ہمارا قبلہ ہے، جب مسلمانوں نے دنیا کا نقشہ کھینچا تو پہلا شخص 1154ء میں الادریسی تھا اس نے سب سے اوپر جنوبی قطب اور نیچے شمالی قطب رکھا اور درمیان میں کعبہ، پھر مغربی نقشہ نویس آئے اور انہوں نے نقشے کی اوپر والی سمت کو نیچے کر دیا شمالی قطب اوپر اور جنوبی قطب نیچے کر دیا۔ کعبہ پھر بھی درمیان میں ہی۔ لہٰذا اگر آپ شمال میں ہیں تو اپنا رخ جنوب کی طرف کرتے ہیں اگر جنوب میں ہیں تو اپنا رخ شمال کی طرف کرتے ہیں اگر مشرق میں ہیں تو مغرب کی طرف اور مغرب میں ہوں تو مشرق کی طرف رخ کرتے ہیں۔
جب ہم مکہ جاتے ہیں اور عمرہ حج کے دوران کعبہ کا طواف کرتے ہیں تو ایسا اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حکم سے کرتے ہیں مگر منطقی طور پر میرا خیال ہے کہ چونکہ ہر دائرہ ایک سمت یا محیط رکھتا ہے جو یہ اشارہ دیتا ہے کہ اللہ صرف ایک ہے لہٰذا یہ کہنا کہ مسلم ایک ان دیکھے خدا کی عبادت ایک تشکیل یا شکل کے ذریعے کرتے ہیں سراسر غلط ہے۔

حجر اسود

سری سری روی شنکر صفحہ 26 پر لکھتے ہیں کہ جب حضرت محمد ﷺ مکہ واپس تشریف لائے تو آپ ﷺ نے عبادت کے مرکزی رکن حجر اسود کے سوا تمام بتوں کو پاش پاش کر دیا۔ یہ کہنا کہ حجر اسود عبادت کا مرکزی عنصر تھا بالکل غلط ہے۔ یہ غیر حقیقی بات ہے آپ کوئی مصدقہ ثبوت یا اسلامی کتب سے کوئی شہادت پیش نہیں کر سکتے کہ عرب میں کسی بھی دور میں اس کی عبادت کی جاتی ہو۔ یہاں تک کہ مکہ کے بت پرستوں نے بھی کبھی حجر اسود کی عبادت نہیں کی۔

وضو

سری سری روی شنکر صفحہ 6 پر لکھتے ہیں کہ ہندو اور مسلمان عبادت سے قبل ہاتھ منہ اور پاؤں دھوتے ہیں یعنی وضو کرتے ہیں۔

یہ چیز عربوں میں ویدوں کے ذریعے پھیلی تھی جسے مسلمانوں نے اپنا لیا۔ اس بات کی کوئی بنیاد نہیں یہ یہود و نصاریٰ کی روایت میں نہیں ملتی۔

میں تسلیم کرتا ہوں کہ ہندو اور مسلم عبادت سے قبل ہاتھ پیر دھوتے ہیں کچھ ہندو ایسا کرتے ہیں میں اختلاف نہیں کروں گا مگر یہ کہنا کہ عربوں نے اسے ویدوں سے اخذ کیا اور یہود و نصاریٰ کی روایت میں اس کا ثبوت نہیں ملتا۔ میں اسے غلط قرار دوں گا کیونکہ میں بائبل کا بھی طالب علم ہوں یہ بات نہ صرف قدیم بلکہ جدید بائبل میں بھی موجود ہے۔

یہ قدیم بائبل Exodus کے باب 40 آیات 31 اور 32 میں مذکور ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ اسلام اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سامنے حاضر ہونے سے پہلے اپنے ہاتھ پاؤں دھوتے تھے۔

یہ بات نئی بائبل Book of Acts کے باب 21 آیت 26 میں بھی ہے:

"وہ (حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ہارون علیہ اسلام) اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حکم کے تحت اس کے سامنے حاضر ہونے سے قبل ہاتھ پیر دھوتے تھے"

لہٰذا یہ یہود و نصاریٰ کی عبادت اور بائبل کا حصہ ہے اور دونوں نسخوں میں (جدید اور قدیم) موجود ہے اسے "وضو" کہا جاتا ہے۔

اسلامی تقابلی مذہب کا طالب علم ہونے کی حیثیت سے میرا ایمان ہے کہ مکمل ضابطۂ حیات پیش کرنے والی کتاب قرآن حکیم ہے اور میں اس کا ایک انگریزی نسخہ سری سری روی شنکر کی خدمت میں پیش کرنا چاہوں گا۔

اللہ انسانی شکل میں آتا ہے

اسلام کے علاوہ دیگر تمام مذاہب کے پیروکار یہ عقائد رکھتے ہیں کہ اللہ کی مختلف اشکال ہیں اور وہ انسانی

شکل میں بھی آ سکتا ہے۔ کچھ مذاہب کے نزدیک اللہ ایک بار انسانی شکل میں آیا اور کچھ کے نزدیک متعدد بار ایسا ہوا۔ ان کی منطق ہے کہ اللہ تنا خالص، مقدس اور پاک ہے کہ وہ انسانوں کی خامیاں نہیں جانتا۔

وہ نہیں جانتا کہ جب انسان غصے میں ہوتا ہے تو کیا محسوس کرتا ہے۔

جب وہ دکھی ہوتا ہے...... زخمی ہوتا ہے...... تو کیا سوچتا ہے!!

لہٰذا اللہ تعالیٰ انسان کے ان رویوں اور کرب آمیز لمحات سے آگاہ ہونے کے لئے بذات خود انسانی روپ میں دنیا میں آیا تا کہ وہ یہ جان سکے کہ انسان کے لئے کیا برا اور کیا اچھا ہے۔

بظاہر یہ بات بڑی بھلی معلوم ہوتی ہے مگر میں کہتا ہوں کہ میں اگر ایک ٹیپ ریکارڈ بناتا ہوں تو کیا یہ جاننے کے لئے کہ اس کے لئے کیا اچھا اور کیا برا ہے میں خود ٹیپ ریکارڈ بن جاؤں۔

نہیں بلکہ میں ہدایت نامہ لکھتا ہوں کہ اگر آپ آڈیو کیسٹ چلانا چاہتے ہیں تو اسے ٹیپ میں ڈال کر پلے بٹن دبائیں۔

- روکنا چاہتے ہیں تو سٹاپ کا بٹن دبا دیں
- اس کو بلندی سے مت پھینکیں یہ خراب ہو جائے گا
- اسے پانی سے بچائیں اس میں خرابی پیدا ہو جائے گی
- میں خود ٹیپ ریکارڈ بننے کی بجائے ایک ہدایت نامہ لکھتا ہوں۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ جو انسان کا خالق ہے اسے یہ جاننے کے لئے کہ انسان کے لئے کیا اچھا اور کیا برا ہے انسانی روپ میں آنے کی ضرورت نہیں۔ وہ کیا کرتا ہے ایک ہدایت نامہ نازل کرتا ہے اور سب سے جامع اور آخری مجموعہ ہدایت قرآن الحکیم ہے کوئی شخص بھی ضابطہ حیات پر اس کے خالق کے علاوہ بہتر مجموعہ ہدایت نہیں لکھ سکتا۔

لہٰذا میں یہ کہوں گا کہ قرآن حکیم ضابطہ حیات اور انسانی تمدن و بود و باش پر سب سے بہترین کتاب ہے یہ انسان کے لئے کیا کرنا چاہئے اور کیا نہیں کرنا چاہئے کا ایک کامل مجموعہ اور رہنمائے زندگی ہے۔

اسلام اور ہندومت میں خدا کا تصور

(حصہ دوم)

جناب ڈاکٹر ذاکر نائیک اور ہندو سکالر سری سری روی شنکر

کے مابین مناظرہ

مناظرے سے سری سری روی شنکر کا خطاب

اوم نماہ پرانوار تھایا شدہ گیانی کمورتے نرل ایا پرلیش انت ایاد یکسی نام ارتے نماہ

پیارے بھائیو اور بہنو

میرے ذہن میں کبیر کا ایک قول آرہا ہے

پوتھی پڑ پڑ جگ موا پنڈت بھیا نکوئے

ڈھائی اکھشر پریم کے پڑھے سو پنڈت ہوئے

آپ دنیا میں موجود تمام مذہبی کتب پڑھ سکتے ہیں ان پر بار بار دلائل دے سکتے ہیں لیکن ہم محبت کے سچے اور ازلی پیام کے علاوہ کہیں نہیں جا سکتے ایک گہرا سمبندھ ایک اٹوٹ بندھن اور ایک تعلق الفاظ سے دور آگے ایک دوسرے کو سمجھنے کا احساس ہی ہمیں متحد کر سکتا ہے۔

ڈاکٹر ذاکر کو سننا بہت اچھا لگا انہوں نے بڑے محققانہ انداز میں بات کی۔ انہوں نے اپنشدوں کا گہرا مطالعہ کیا ہے اور ان پر ہر پہلو سے بحث کی ہے اور میری خواہش ہے کہ دنیا کے ہر فرد کو مکمل نہیں تو ان کا کچھ نہ کچھ مطالعہ ضرور کرنا چاہیے تاکہ ان کے ذہنوں میں وسعت پیدا ہو اور ان کے ذہنوں کا جمود ٹوٹے۔ وہ صرف یہی نہ کہتے اور سوچتے پھریں کہ ہم جنت میں جائیں گے اور باقی سب جہنم کا لقمہ بنیں گے۔

آج کی دنیا ایک جہنم کدہ ہے کیونکہ آج ہر انسان یہی سوچتا ہے کہ اس کا اپنایا ہوا راستہ ہی ٹھیک ہے اور باقی سب گمراہ ہیں اور ہر دوسرا راستہ غلط ہے ہمیں ایک وسیع افہام و تفہیم اور فہم و فراست کی ضرورت ہے۔

میں ڈاکٹر ذاکر نائیک کا شکر گزار ہوں اور میں جانتا ہوں کہ اس کتاب میں فی الواقع چند غلطیاں ہیں میں انہیں پہلے بھی بتا چکا ہوں کہ یہ کتاب ہنگامی بنیادوں پر شائع ہوئی تھی اس وقت گجرات میں فسادات ہو رہے تھے میں فوری طور پر اس کتاب کو لوگوں تک پہنچانا چاہتا تھا میں نے بڑے اسکالرز سے بھی رابطہ نہیں کیا کیونکہ میں قرآن کے بارے میں زیادہ علم نہیں رکھتا میں خود بھی کوئی بڑا محقق یا اسکالر نہیں ہوں بس میرا بنیادی

مقصد لوگوں کو ایک دوسرے کے قریب لانا تھا تا کہ ہندو مسلمانوں کی عزت کریں اور مسلمان ان کے لئے جذبہ اخوت محسوس کریں اور ان کے تعلقات میں استحکام اور استواری آئے۔ لہٰذا میں خوش ہوں کہ اگر چہ اس کتاب میں کچھ غلطیاں ہیں جن کے لئے میں معذرت کر چکا ہوں اس کے باوجود وہ اس کتاب میں دیئے گئے سندیسے کو جان گئے ہیں آپ جانتے ہیں کہ ہمارا مقصد کیا ہے اور ہم کیا چاہتے ہیں۔ بعض اوقات آپ جانتے ہیں کہ جب ماں غصے کی حالت میں بچے کو کہتی ہے ''دفع ہو جاؤ'' تو فی الحقیقت اس کا مقصد یہ نہیں ہوتا اگر آپ اس پر مُصر ہو جائیں کہ ماں نے مجھے دفع ہو جانے کو کہا ہے اور میں دفع ہونے جا رہا ہوں تو آپ واضح طور پر اپنی مہربان ماتا کے لئے ایک تکلیف کا باعث بننے جا رہے ہیں۔

مہارشی نارد نے بھگتی سترا میں کہا ہے منطق یا دلیل پر انحصار مت کرو۔

دلائل تمہیں مزید آگے نہیں لے جاتے آج ایک مذہب کے ساتھ بہت سے دلائل نہیں ہیں کیونکہ جو کچھ وہ سوچتے ہیں وہ صحیح ہے۔

ہندوؤں میں بہت سے مکتبہ ہائے فکر باہم دست و گریباں ہیں ہر ایک کا موقف ہے کہ وہ صحیح ہے اور دوسرے غلط۔ اسلام میں بھی یہی کچھ ہے۔ شیعہ سنی کی باہمی محاذ آرائی اور احمدیوں کا فتنہ۔

مہاتما بدھ ایک ہی تھے مگر آج بدھ مت کے 32 فرقے ہیں ہر ایک کا اپنا طرز فکر ہے اور اپنا انداز و رنگ بیاں ہے اور وہی درست ہے ہر ایک دعویٰ کرتا ہے کہ جو کچھ اس کے پاس ہے صرف وہی قابل اعتماد اور سچ ہے۔

میں دنیا کے ہر ایک انسان سے درخواست کروں گا کہ وہ چیزیں جو سب میں مشترک ہیں قبول کر لیں ہم سب باہم بھائی بہنوں کی طرح رہ سکتے ہیں ایک دوسرے کی تعریف کر سکتے ہیں۔ ایک صدی پہلے' ایک دہائی پہلے' ہم نے صبر و تحمل کے بارے میں سوچا۔ آج میں کہتا ہوں کہ برداشت اور صبر و تحمل کمزور الفاظ ہیں آج ہمیں صرف' برداشت نہیں بلکہ ایک دوسرے کے ساتھ نہایت گرم جوش محبت کی ضرورت ہے۔ دنیا بھر کے لوگوں کو ایک دوسرے کی محبت درکار ہے۔ آپ اس چیز کو برداشت کرتے ہیں جسے آپ ناپسند کرتے ہیں جس سے نفرت کرتے ہیں اسے برداشت کرنے کی کوشش کرتے ہیں اگر آپ کچھ چیزوں کو پسند نہیں کرتے تو کہتے ہیں ''میں انہیں برداشت کرتا ہوں'' آج مذہب کی برداشت وقت کی ضرورت نہیں ہے بلکہ وقت کی مانگ ہے ایک دوسرے کے مذہب سے پیار۔

میں آپ کو ایک واقعہ سناتا ہوں۔ ایک بار میں دہلی میں تھا اور میرے ساتھ کار میں کچھ بزرگ لوگ تھے جنہیں میں نے ایک ایسے مقام پر ڈراپ کرنا تھا جہاں انہیں گاڑی یا رکشہ کے انتظار کی کوفت جھیلنا پڑتی۔ میں نے گاڑی ان لوگوں کو دیدی اور خود اپنے نائب کے ساتھ اتر کر ایک آٹو رکشہ میں بیٹھ گیا ڈرائیور نہایت خوبرو اور خوش اخلاق شخص تھا اس کے رکشے میں اداکاروں اور اداکاراؤں کی تصویریں لگی ہوئی تھیں اس نے مجھ سے کہا:

''معاف کرنا گروجی میں یہاں جس کی تصویر لگانا چاہتا ہوں اس کا کوئی چہرہ ہی نہیں ہے اس لئے ان

لوگوں کو لگا لیا۔

پھر اس نے کہا:

''گرو جی! آج کیا ہمارا بھاگیہ ہے وہ ہمارا مہمان بن کے گاڑی میں آیا ہے اور وہی گاڑی بھی چلا رہا ہے مناد ھر دیوار در پن بیوجتہ دیکھوں جتہ تھوئے، کنکر پتھر سب جگہ وہی ہے۔ کون کہتا ہے خدا نظر نہیں آتا۔ دیوانوں سے پوچھ خدا کے سوا اور کچھ نظر نہیں آتا۔

یہ ہے گہری محبت، دیکھئے اگر آپ کسی تصویر کو دیکھ کر کہیں کہ میں اس تصویر کی تعریف تو نہیں کرتا مگر اس کے مصور کی تعریف کرتا ہوں تو آپ اس مصور کی سو فیصد تعریف نہیں کر رہے اگر آپ مصور کی تعریف کرتے ہیں تو اس کی تصویروں کی تعریف بھی کریں۔ یہ تمام دنیا اللہ کی ہے۔

ڈاکٹر ذاکر نائیک نے اپنشدوں سے کچھ حوالے بیان کئے ہیں لیکن اگر وہ کچھ اور گہرائی میں جاتے تو انہیں اس بات کا بھی علم ہو جاتا اور انہیں کہنا پڑتا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہر دل میں بستا ہے۔ وہ خالق ہے اور اپنی ہر تخلیق میں جھلکتا بھی ہے اور دھڑک بھی رہا ہے۔ اس وطن کے صوفی شعراء نے اس بات کو گیتوں میں ڈھال دیا ہے۔ بلھے شاہ نے فرمایا۔

تو منے یا نہ منے

دلدار تینوں میں خدا منیا

یہ کسی پروفیسر کی زبان نہیں ہے بلکہ اللہ کے ایک دیوانے اور چاہنے والے کی زبان ہے اور میں یہی کہوں گا کہ آپ صرف محبت سے کامیاب ہو سکتے ہیں اور سچ اور حق کو فروغ دے سکتے ہیں۔

خدا کا تصور کیا ہے؟

یہ ستھیانم' گیانم' انتھم' براہما' سچ' لامحدودیت' علم' ہے براہما کیا ہے اس کے بارے میں آپ ہمارے ڈاکٹر پروفیسر سے پہلے ہی سن چکے ہیں انہوں نے بتایا ہے کہ کس طرح وید اور اپنشد میں ایک ہی طرح کا بیان ہے۔ لیکن جہاں ان میں یکسانیت ہے عملی طور پر ہم میں اسی قدر تفاوت بھی موجود ہے۔ ہم ہاتھ ملاتے ہیں آپ بھی ہاتھ ملاتے ہیں۔ آپ متنوع طریقوں سے ہم آہنگی کو پسند کرتے ہیں اور انسانوں سے گرمجوش محبت کرتے ہیں۔ آپ تمام انسانوں سے بدھ ازم' جین ازم اور صوفی ازم یا کسی اور نظریاتی گروہ سے قطع نظر پیار کرتے ہیں محبت عظیم ہے اور اسے عظیم ہی ہونا چاہئے۔

وید میں تصور خدا کے حوالے سے رقم ہے کہ تمام آستی' بھاتھی اور پریتھی سے تشکیل پذیر ہوئی ہے۔

آستھی کا مطلب ہے ''یہ ہے'' بھاتھی کا مطلب ہے بیان کرنا اور پریتھی کا مطلب محبت ہے۔ یعنی یہ محبت بیان کرتی ہے۔

''نامارو پم'' نام اور شکل' تمام دنیا نام اور شکل ہے مگر اس کا شعور آستھی اور بھاتھی ہے۔ جس طرح کہ گیتا میں بیان ہوا ہے۔ اس نے ویدوں اور رشیوں کے دلوں میں سچ کا پرچار کیا ہے اس کا بیان قرآن پاک

میں موجود ہے اس کا بیان انجیل میں بھی ہے۔ آتھی بھاتھی پرتھی نا مارو پم جگاتھ۔ پوری دنیا نام اور شکل ہے اسم اور صورت ہے آپ جانتے ہیں جب میں پاکستان گیا تو انہوں نے بھی مجھ سے یہی سوال پوچھا۔ آپ انڈیا میں لاتعداد دیوی دیوتاؤں کی پوجا کیوں کرتے ہیں؟

اگرچہ آپ بھی ایک ہی بھگوان یا خدا کو پکارتے ہیں میں نے انہیں بتایا کہ آٹا ایک ہی ہوتا ہے روٹی ایک ہوتی ہے اسی آٹے سے آپ سموسہ بناتے ہیں پوریاں تلتے ہیں' اسی آٹے سے کچوریاں بناتے ہیں اور اسی سے پراٹھا بناتے ہیں کیوں؟

صرف اس سے لطف اندروز ہونے کے لئے اس کا ذائقہ تبدیل کرنے کے لئے یعنی لیلا اکم بہوسیما' میں ایک ہوں مگر بہت سوں میں ہوں۔

کسی سوچ میں میں ہوں کسی وجدان میں میں ہوں
سبھی انسان ہیں مجھ میں کہ ہر اک انسان میں میں ہوں

ہر انسان میں' ہر دل میں' شعور ایک ہی ہے مگر گیرائی اور گہرائی مختلف ہے۔ یہی سارا تصور ہے۔ اگر آپ اس کی مزید گہرائی میں اتریں تو آپ کو کوئی فرق نظر نہیں آئے گا۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو کبیر اور گلشن میں' لوگوں میں' رشیوں اور مہارشیوں' صوفیوں میں مختلف اور متنوع افکار و نظریات دیکھنے میں نہ آتے۔

''سوسیانے ایک مت''

وہ سب لوگ جو اللہ سے محبت کرتے ہیں اور جنہیں اس کا ادراک اور فہم حاصل ہو گیا ان کے خیالات میں اختلاف نہیں ہوتا ان سب کی بات ایک ہی ہوتی ہے کیونکہ ان کی محبت بے ریا اور خالص ہوتی ہے۔ اور یہی وہ چیز ہے جس پر عہد حاضر میں عمل پیرا ہونے کی ضرورت ہے۔ بصورت دیگر وعدہ' عہد' دلیل' منطق' صحیح اور غلط ہمیں معصومیت کی حد سے بہت دور لے جائیں گے۔ ''بھولے باوا ملے رگھورائے'' ہر بچے میں معصومیت ہوتی ہے۔ ہر انسان عقل ساتھ لے کر جنم لیتا ہے یہ سب ہمارے لئے فطری ہے کیا آپ ایسا ہی نہیں سوچتے؟

آپ کیا کہتے ہیں؟ کیا میں صحیح ہوں؟ میں حاضرین سے پوچھتا ہوں۔ آپ انس کا مطلب جانتے ہیں اور ایک دوسرے کے بارے میں چھوٹی سے چھوٹی بات جانتے ہیں۔ میرا مطلب ہے یہ ایک بہت بڑی مثال ہے۔ ہر فرد دوسرے سے سیکھتا ہے مجھے یہ کتابیں دیکھ کر خوشی ہوئی۔ میرا خیال ہے کہ بہت سے ہندوؤں نے تمام اپنشد نہیں پڑھے ہوں گے۔ آج لوگوں میں اختلافات پیدا کرنے کی بجائے انہیں باہم متحد کرنے کی ایک دوسرے کے قریب لانے کی ضرورت ہے۔

لوگوں کی ثقافت مختلف ہوسکتی ہے ان کے طور واطوار میں فرق ہوسکتا ہے ان کی عادات مختلف ہوسکتی ہیں مگر اس بات کو ذہن میں رکھیں کہ تمام انسانوں کا خالق ایک ہے رب ایک ہے انسانیت ایک ہے اور جذبہ محبت ایک ہے۔

الفاظ کے ساتھ مت چپکو بلکہ ان الفاظ کے پیچھے چھپے ہوئے جذبے کو محسوس کرو اور یہی وہ چیز ہے جسے میں زندگی گزارنے کا فن کہتا ہوں۔

اگر کوئی یہ سوچتا ہے کہ آپ اس سے تعلق رکھتے ہیں یا نہیں آپ ہر کسی کو تسلیم کرتے ہیں واسودیوا' کمبکم' ہر کوئی مجھ سے تعلق رکھتا ہے اور ہم پوری دنیا کو ایک ہی انداز میں سوچنے پر مجبور نہیں کر سکتے۔ ایک ہی فلسفے پر قائل نہیں کر سکتے۔ ہمیں اس متنوع الفکر دنیا میں رہنا ہے اور ایک دوسرے کا احترام کرنا۔ ایک دوسرے کو پسند کرنا ہے ایک دوسرے کی مدد کرنی ہے۔ ستیم گیانم انتھم براہما۔ لامحدودیت رب کے لئے ہے۔ اب میں جانتا ہوں کہ ہم چار ہاتھوں اور چار ٹانگوں کا تصور رکھتے ہیں آپ جانتے ہیں چتر کے سنسکرت میں دو معانی ہیں اس کا مطلب ذہانت ہے۔ تخلیق ذہانت ہے۔ اب وشنو کے چار ہاتھ دکھائی دیتے ہیں اور آپ جانتے ہیں ان چار ہاتھوں میں کیا ہے۔ چار عناصر اور وشنو کا رنگ نیلا ہے جو نیلے آکاش یا خلا کی نمائندگی کرتا ہے۔ اس کی کوئی شکل نہیں وہ آکاش ہے۔ آکاش' تھتوا' اگی' تھتوا' جلا تھتوا' ویو تھتوا' پرتھوی تھتوا' اسے پراپانچیایال پانچ اصول کہا جاتا ہے جن سے یہ دنیا اور پوری کائنات تشکیل پذیر ہوئی۔ پرانے لوگوں نے اسے بنایا ہے اور پانا کا مطلب ہم قدیم لیتے ہیں مگر سنسکرت میں یہ Pure-Nava یعنی بالکل نیا کے معنی دیتا ہے شہر میں نئی چیز کو پرانا کہا جاتا ہے لہٰذا لوگوں کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے ''پران'' لکھے گئے۔ اس کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ لوگوں میں لطف اور دیگر احساسات ومحسوسات جنم لیں۔ میں جانتا ہوں کہ بہت سے معاشروں میں خرابیاں ہوتی ہے۔ غلط رسوم جڑ پکڑ لیتی ہیں مگر ان خرابیوں کو اسی معاشرے کے سماجی رہنما اور کارکن درست کرتے ہیں انہیں اس کے لئے بیرونی مدد کی ضرورت نہیں ہوتی۔

ہندو معاشرے کی خرابیوں کو دور کرنا ہندو رہنماؤں کی ذمہ داری ہے اور مسلم معاشرے کی خرابیوں کو درست کرنا مسلم رہنماؤں کی ذمہ داری ہے۔

اسی طریقے سے معاشرتی اصلاح ممکن ہے۔ اصلاح کی ہر شعبے میں ضرورت رہتی ہے۔ اصلاح کے لئے تشدد اور دباؤ کی حکمت عملی کبھی بھی کامیاب ثابت نہیں ہو سکتی۔ اس بات کو تمام مقدس کتابوں میں بھی بیان کیا گیا ہے۔

اگر آپ مجھ سے پوچھیں کہ یہ میز کس چیز کی بنی ہے تو میں کہوں گا کہ ایٹموں سے مل کر اور اگر آپ کہیں کہ ایٹم کہاں ہیں تو میں کہوں گا میز میں' بلکہ یہاں پڑی ہر ایک چیز میں ایٹم موجود ہیں ہر چیز ایٹموں سے مل کر بنی ہے۔ آپ کو ایٹم نظر نہیں آئیں گے مگر آپ ان کی تلاش ان اشیاء سے باہر نہیں کر سکتے۔ سرواویاپی...... یہ ہر جگہ موجود ہے ایک نیوکلیئر یا ایٹمی سائنسدان تو ویدانتا سے سو فیصد اتفاق کرے گا وہ سائنسی نظریہ باہمی تعلق وتجاذب دیکھے گا اور یہ کہ اللہ تعالیٰ مادہ نہیں ہے۔ یہ کوئی شخص کسی دوری پر نہیں ہے وہ ہر اس چیز سے ظاہر ہوتا ہے جو بنی ہوئی ہے۔

میں اپنشد سے ایک چھوٹی سی کہانی بیان کروں گا۔

ایک لڑکا اپنے والد سے پوچھتا ہے۔

"پتا جی! بھگوان کیا ہے؟ وہ کس جیسا ہے؟"

باپ اسے بازو سے پکڑتا ہے اور کہتا ہے:

"دیکھو یہ عمارت یہاں ہے اس عمارت سے پہلے یہاں کیا تھا؟"

لڑکے نے جواب دیا:

"خلا"

باپ نے پوچھا:

"اب عمارت کہاں ہے؟"

لڑکے نے جواب دیا:

"خلا میں"

باپ نے ایک اور سوال پوچھا:

"اگر عمارت تباہ ہو جاتی ہے تو خلا کو کیا فرق پڑے گا؟"

لڑکے نے سیدھا جواب دیا:

"کچھ بھی نہیں"

"خلا اسی طرح باقی رہے گا"

"یہی آتما ہے' یہی روح ہے اس سے وجود اور اسی سے احساس وجود ہے' یہ براہما ہے جو خلا کی طرح ہے جس میں ہر چیز جنم لیتی ہے اور پھر اسی میں جذب ہو جاتی ہے"

"میرے بیٹے! جب تم اپنے دل کی گہرائیوں میں جاتے ہو جہاں الفاظ کی رسائی نہیں ہے یتیو واچو نیوا ترانتے اپراپتی مناسا' سہا' جہاں دماغ کی رسائی نہیں ہے اپنے دل کے اس گوشے میں بیٹھ کر غور و فکر کرو۔ گہرائی میں جا کر محسوس کرو' یہی محبت' آستھی' بھتھی اور پر تھی ہے"

میرا خیال ہے کہ ہم سب کو ایک دوسرے کے قریب اور قریب تر ہو جانا چاہئے۔ ہمیں ایک دوسرے کے اختلافات پر نہیں الجھنا چاہئے کیونکہ کوئی بھی اپنی ان متنوع خصوصیات کو نہیں چھوڑے گا۔ اگر آپ کسی سے یہ کہیں کہ وہ گنیش کی پوجا کیوں کرتا ہے تو وہ آپ کی بات نہیں سنے گا کیونکہ اس کے گنیش متعلق اپنے احساسات ہیں اور وہ صدیوں سے یہ طریق دیکھتا چلا آیا ہے۔ لیکن اگر آپ اس کے اشلوک سنیں۔

اجم نروکل پام نراک ارامیکم نرانا ندام انا ندامدو یتاپ ارنم پرام نرگونام نروی شیشم نراقم پر برہم اراپم گنشیام بھجما۔

اس عبادت میں کہا گیا تو ان دیکھا ہے ہر جگہ ہے میں کچھ دیر تمہارے ساتھ کھیلنا چاہتا ہوں۔ اے خدا تو ہر کہیں ہے۔ اب میں تمہارے ساتھ کھیلنا چاہتا ہوں میں کیسے کھیلوں؟ تم نے جو کچھ میرے ساتھ کیا میں اب

تیرے ساتھ کرنا چاہتا ہوں۔ تمہارے ارد گرد چاند اور سورج ہے اور میرے ہاتھوں میں ننھا سا دیا' میں یہ دیا لے کر تمہارے اردگرد آنے والا ہوں۔ تم نے مجھے پانی دیا میں تمہارے ساتھ کھیلنے والا ہوں میں تمہیں پانی دینے والا ہوں۔ اسے سنجیدگی سے نہیں لینا چاہتے یہ ایک کھیل ہے۔ یہ لطف ہے' مزاح کا احساس ہے۔ تشکر کا احساس' پوجا' وہ جو سیر ہونے کے بعد حاصل ہوتی ہے۔ میں نے جو کچھ زندگی میں حاصل کیا ہے اس کے لئے میں بے حد شکر گذار ہوں۔ میں اپنی ذات کا اظہار کرنا چاہتا ہوں۔ آج جب میں آیا تو آپ سب نے مجھے پھول پیش کئے۔ آپ کسی کو پھول کیوں پیش کرتے ہیں؟ صرف خیر سگالی کے جذبات کے اظہار کیلئے' روشن بیگ جی آئے اور مجھے پھول پیش کئے' کیوں؟ اس لئے کہ گرو جی آئے ہیں۔ میں بھی انہیں پھول پیش کرنا چاہتا ہوں۔ یہ میرے احساسات ہیں اور احساسات کو بیان نہیں کیا جا سکتا لہٰذا انسان ان کے اظہار کا کوئی ذریعہ ڈھونڈ لیتا ہے۔ وہاں مکہ میں جا کر شیطان کو پتھر مارتے ہیں اور کہتے ہیں شیطان دور ہو جا۔ یہ اظہار احساس اور حج کا رکن ہے۔ ہندو اس پر اعتراض کر سکتے ہیں اور مسلمانوں پر تنقید کر سکتے ہیں۔ اس سے مزید پریشانیاں جنم لیں گی۔ نئے مسائل کھلیں ہوں گے۔

پلیز! یہ راستہ اختیار نہ کیجئے۔ اسے میری جانب سے ایک عاجزانہ درخواست سمجھئے۔ کسی کے عقائد پر تنقید مت کیجئے جب تک وہ خود چل کر حصول علم کی خاطر آپ سے کچھ پوچھنے نہ آئے اس کے معمولات و عبادات میں مخل نہ ہوں۔ اپنا عقیدہ چھوڑو مت اور دوسروں کا عقیدہ چھیڑیں مت' اس مقولے کو ہمیشہ مدنظر رکھیں۔

اگر وہ آپ سے ازخود پوچھنے آئیں تو ان کی رہنمائی میں مضائقہ نہیں لیکن اگر آپ ان کے معاملات میں دخل اندازی کریں گے تو وہ مدافعانہ رویہ اپنا لیں گے اور اپنی بات کو درست ثابت کرنے کی کوشش کریں گے۔ ہم لوگوں کو ایک دوسرے کے قریب لا سکتے ہیں مگر انہیں ایک عقیدہ قبول کرنے پر مائل یا قائل نہیں کر سکتے۔ میرا خیال ہے کہ یہ نکتہ ہم سب کے ذہنوں میں رہنا چاہئے۔ بت پرستوں کی مذمت مت کریں اس ملک میں لوگ ہزاروں سالوں سے بتوں کی پوجا کرتے چلے آ رہے ہیں بلکہ ہمیں ان کا احترام کرنا چاہئے اور اسی طریقے سے ہم لوگوں کو ایک دوسرے کے قریب لا کر سماجی تبدیلیاں لا سکتے ہیں۔ ایک دوسرے کے احترام ہی سے روابط استوار ہوتے ہیں۔ اعتماد اور بھروسے کی فضاء پیدا ہوتی ہے۔

کوئی یہ خیال نہیں کرتا کہ آپ اس کے خلاف ہیں۔ ہم لوگوں کو ایک دوسرے کے قریب لا سکتے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ اللہ کی خوشنودی کا اس سے بہتر اور موثر طریقہ کوئی اور نہیں ہو سکتا ہمارا سب سے پہلا اصول عدم تشدد ہونا چاہئے۔

یوگا میں اگر آپ پتن جلی، یوگا سوترا کا مطالعہ کریں تو یہ اتنا وسیع ہے اور اس قدر سیکولر ہے کہ ہر مذہب کا شخص اسے اختیار کر سکتا ہے۔ کیونکہ جو تعریف اللہ کی کرتے ہیں وہی پتن جلی میں مہارشی نے ایشور کی کی ہے۔ کایا کلیشا، وہ خدا جسے کوئی مسئلہ درپیش نہیں جس کا وجود نہیں، یہ ایشور کا شعور ہے۔

پتن جلی مہارشی کا سوترا ہے۔ لہٰذا پتن جلی مہارشی یما کے بارے میں کہتے ہیے اہمسا (عدم تشدد)، ستیا

(سچ)، استیا (کسی دوسرے کی چیز مت چراؤ)، برہمچاریہ (پاکیزہ)، نیا مس، پرانیامہ، پرایہارا، دھیانا، دھرانا ،سمادھی ان آٹھ انگوں کا پرچار مہارشی پتن جلی نے کیا ہے اور یہ دنیا بھر کے انسانوں کیلئے مفید ہے۔ دیکھیں آپ کی سانس ہی آپ کو بہت کچھ بتانے کے قابل ہے۔ اپنی سانس سے آپ اپنے جسم کو بہتر بنا سکتے ہیں، دماغ کو بہتر بنا سکتے ہیں۔ آپ کے دل میں موجود تمام منفی خیالات دور ہو جاتے ہیں۔

اگر آپ نماز کیلئے بیٹھتے ہیں تو آپ کا دھیان ایک ہی جگہ ہوتا ہے لیکن اگر آپ اپنی سانس پر توجہ دیں تو یہ زیادہ موثر اور دوستانہ انداز بن جاتا ہے اور اس کا مرکز ایک ہی ہوتا ہے۔ دنیا بھر کے انسانوں نے سانس کے لیے مشقیں کی ہیں یہ قدیم ترین طریق کار ہے مگر یہ طالب علم کو اسی وقت سکھایا جاتا ہے جب وہ خود اس کیلئے تیار ہوتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہ مشقیں اس قدر مفید ہیں کہ پوری دنیا کے انسانوں کو انہیں سیکھنا اور کرنا چاہیے مذہب سے قطع نظر سب سے پہلے میں نے یوگا اور پرانیامہ کو دنیا کیلئے کھولا۔ مجھے اس سے کوئی غرض نہیں کہ آپ کا عقیدہ کیا ہے بس آپ سانس کو سمجھ لیں کیونکہ سانس اور جذبات میں گہرا بندھن ہے۔ سانس پر عبور حاصل کرنے کے بعد آپ کا من اس قدر شانت اور پرسکون ہو جاتا ہے کہ اس پر سائنسی تحقیق بھی کی جا چکی ہے آل انڈیا میڈیلک انسٹیٹیوٹ NIMHANS میں اس پر بہت سے تجربات ہو رہے ہیں۔

جب ہم عراق گئے تو ہزاروں مستورات اور بچے تکلیف اور خوف کے باعث سو نہیں پا رہے تھے اور اکثر حضرات انہیں سلانے کیلئے خواب آور ادویات دے رہے تھے ہم نے انہیں سانس کی سادہ مشقیں بتائیں اگلے ہی دن ان ہزاروں لوگوں میں انقلاب آ گیا اور انہوں نے کہا کہ اب وہ بڑے آرام سے سو سکتے ہیں انہوں نے اپنے خوف اور بے خوابی پر قابو پالیا تھا

اب کشمیر میں بھی یہی صورتحال ہے، پاکستان بھی اسی سے دوچار ہے۔ ان لوگوں کو چاہیے کہ وہ یوگا کی مشقیں کریں اور اس میں ایک پیغام یہ بھی ہے کہ جس طرح سانس کی یہ مشقیں نہایت مفید ہیں اسی طرح ہمیں ہر مذہب سے مفید چیز اخذ کرنے میں ہچکچاہٹ سے کام نہیں لینا چاہیے۔ لوگ بری باتوں سے نہیں شرماتے مگر اچھی اختیار کرنے میں جھجکتے ہیں۔ ''جھجک'' قبول کرنے کے عمل میں ایک بڑی رکاوٹ ہے۔ ہمیں اس بات پر بضد نہیں ہونا چاہیے کہ یہ بات میرے مذہب میں نہیں اور یہ بات تمہارے مذہب میں نہیں اچھی بات قبول کر لینا حکمت کی نشانی اور دانشمندی ہے۔

یونانی طریقہ علاج جسے اسلام نے اپنایا سب کیلئے مفید ہے چین کا آکوپنکچر اور آکوپریشر کا طریقہ پوری دنیا میں استعمال کیا جاتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ جب ہم پوری دنیا سے غذا یعنی کھانے کی اشیاء قبول کر لیتے ہیں۔ پوری دنیا کی ٹیکنالوجی استعمال کرتے ہیں۔ ملک ملک کی کاریں خرید لیتے ہیں۔ دنیا کے کونے کونے سے نشر ہونے والی موسیقی قبول کر لیتے ہیں تو ہم ایک دوسرے کے مذاہب کی اچھی اچھی باتیں کیوں نہیں سیکھ لیتے۔ ایک دوسرے سے حکمت و دانش کیوں اخذ نہیں کرتے۔ آج اس کائناتی حکمت کو اختیار کرنا وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔

دنیا میں قیام امن کی کوششیں نہایت مستحسن قدم ہیں اور اس سے لوگ ایک دوسرے کے قریب آئیں گے۔ سب کو ایک دوسرے کو جاننے کی کوشش کرنی چاہیے اور تمام مذاہب کا تھوڑا بہت مطالعہ کرنا چاہیے اور یہ ہرگز نہیں کہنا چاہتے کہ میرا مذہب تمہارے مذہب سے عظیم ہے۔ یہ چیز قابل قبول نہیں ہے۔ آپ منطق پیش کر سکتے ہیں۔ جسے کتھار کا کہا جاتا ہے کتھار کا تین چیزوں پر مشتمل ہے۔

تھرکا۔۔! منطق!

وتھرکا۔۔! اس کا مطلب ہے کہ اگر آپ نے کہا کہ دروازہ آدھا بند ہے تو اس کا مطلب ہوگا کہ یہ آدھا کھلا ہوا ہے۔

اور اگر دروازہ مکمل بند ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ مکمل کھلا ہوا ہے۔ اس منطق کو کتھار کا کہا جاتا ہے۔

اگر ہم کہتے ہیں ایک دروازہ آدھا کھلا ہوا ہے اس کا مطلب ہے یہ آدھا بند ہے۔

اور اگر کہتے ہیں آدھا بند ہے تو مطلب آدھا کھلا ہوا ہے۔

اور اگر کہیں کہ مکمل کھلا ہوا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ مکمل بند ہے کوئی منطق نہیں ہے اس لیے ہمیں کتھار کا کو چھوڑنا پڑے گا۔

دنیا نے اس منطق سے بہت سے نقصانات اٹھائے اس لیے ہر روایت، ہر مذہب اور ہر ثقافت کا احترام کریں اور ان میں جو کچھ اچھا ہے اسے قبول کر لیں اس سے آپ کی زندگی میں چمک دمک آ جائیگی۔ لہٰذا سب سے محبت کروا سے اپنی زندگی کا شعار بنا لو۔ اس سے آپ کو محسوس ہوگا کہ آپ سب انسانوں کا ایک حصہ ہیں۔

تو کیا کہتے ہیں آپ؟

اس پس منظر کے حوالے سے آپ کیا سوچتے ہیں؟

''دھائی اکھشر پریم کا پڑھے سو پنڈت ہوئے''

میں تو اتنا ہی جانتا ہوں کہ میں نے ہر کسی کو اپنی فیملی کا ایک فرد سمجھا۔ علم بہت بڑی چیز ہے صرف یہ کتابیں جو سامنے پڑی ہیں صرف یہی علم نہیں بلکہ علم کی حدیں بہت وسیع ہیں۔

یہ سمندر ہے ویدویا سا علم چاہتا ہے اور براہما اسے پہاڑ دکھا کر کہتا ہے کہ یہ علم ہے تم جس قدر لے سکتے ہو لے لو اور اپنے چاروں ہاتھوں میں جس قدر اٹھا سکتا ہے اٹھا لیتا ہے اور ان سے چار وید مذہبی کتب بنتی ہیں۔

علم تو سمندر ہے اور انسان کا کاسہ سر ایک پیالہ،، پوری کوشش کر کے بھی وہ اس پیالے میں کیا بھر پائے۔

عقل کو کچھ نہ ملا علم میں حیرت کے سوا
دل کو بھایا نہ کوئی رنگ محبت کے سوا

آپ جانتے ہیں کہانیاں دیو مالائی ہوتی ہیں ان میں رنگ داستاں ہوتا ہے۔ سننے کو اچھی ہوتی ہیں۔

تو یہاں پھر دو چیزیں ہیں ایک کہانی اور دوسری علم

تو ان کہانیوں کے پیچھے بھی علم کارفرما ہوتا ہے اور ان کا مقصد بھی علم کی ترویج ہے تا کہ ہم اپنی زندگی کو

تشکیل دے سکیں اور اس خاکے میں رنگ بھر سکیں۔

آیئے اپنی زندگی کو محبت کے دلکش رنگوں سے سجالیں اور مجھے ایک بار پھر کہنے دیں،

لوگ کہتے ہیں خدا نظر نہیں آتا!!

ہم کہتے ہیں خدا کے سوا کچھ نظر نہیں آتا!!

ہمیں ہر چیز میں اشتراک ڈھونڈ کر اپنی انفرادیت سے لطیف اندوز ہونا چاہیے۔ اللہ محبت ہے۔ آستی، پرتھی، بھاتی۔

اس چیز کو ہمیں مشعل کی طرح ہاتھ میں رکھنا چاہیے کہ اس شمع محبت سے ہم بھی روشنی پائیں اور دوسروں میں بھی روشنی بانٹیں۔

آیئے لوگوں میں عدم تشدد کا شعور بیدار کریں تشدد کی کسی مذہب میں گنجائش اور اجازت نہیں ہے۔ کوئی بھی آسمانی کتاب تشدد کی حمایت نہیں کرتی ہے اور ہمیں اسی بات پر کام کرنا ہے۔ کیا ایسا نہیں ہے؟

میں کم گو ہوں زیادہ باتیں نہیں کرتا مگر یہاں بہت بول گیا ہوں کیا ابھی وقت ہے یا میں اپنے وقت سے زیادہ آگے چلا گیا ہوں؟

اچھا!!! ۳۳ منٹ باقی ہیں!!

(دوبارہ سلسلہ کلام جوڑتے ہیں)

مسکرانا سیکھیں۔ آیئے ہم زیادہ مسکرائیں اور غصے پر قابو پالیں ہم جذباتی تو بہت جلد ہو جاتے ہیں فوراً غصے میں آجاتے ہیں مگر مسکراتے بہت کم ہیں۔ اس لیے زیادہ مسکرائیں اور غصے کو نایاب کر دیں۔

میں کہہ سکتا ہوں کہ جب ناانصافی ہوتی ہے تو مجھے غصہ آجاتا ہے۔

او کے بابا! لیکن اپنی طبیعت ہی کو غصیلا نہ بنالو

اگر ہم سب ناانصافی پر غصے ہو جائیں تو کیا ہوگا؟

جانتے ہیں اس سے دماغ پر کیا اثرات مرتب ہونگے؟

ہمارا مشاہدہ اور اظہار بیان بلکہ پورا رویہ منفی ہو جائیگا۔ ہماری صلاحیتیں زنگ آلو ہو جائینگی۔ چڑ چڑا پن حاوی ہو جائیگا لوگ ہمارے رویے سے شاکی ہوں گے اور ہم سے دور رہنے کو ترجیح دیں گے ہم اپنی ذات میں کٹ کر بٹ جائینگے اور اپنی ذات میں تنہا ہو جائینگے۔

اس لیے میں کہتا ہوں کہ اس رویے سے اجتناب کریں اور اپنے بدترین دشمن اور بدترین مجرموں سے بھی پیار کرنے کی کوشش کریں ان کیلئے اپنے دل میں نرمی رکھیں ان سے نفرت نہ کریں جیسا کہ کہتے ہیں نفرت گناہ سے کرو گنہگار سے نہیں۔ یہ ہم ہیں جو انہیں بدترین مجرم کا لقب دیتے ہیں۔

اگر آپ کسی مجرم سے دل سے بات کریں تو علم ہوگا کہ وہ ایک پیارا شخص ہے اور اس نے ذہنی دباؤ اور تناؤ کے تحت ایک جرم کیا تھا جس پر اسے خود بھی تاسف ہے۔

ہمیں اسی جذبے کا حامل ہونا چاہیے محبت کا جذبہ ہونا چاہیے انس کا جذبہ ہونا چاہیے۔

لہٰذا خدا کا تصور یہ نہیں ہے کہ کوئی یہاں سے دور بیٹھا آپ کو پیغام بھیج رہا ہے۔ وہ ہر شے میں ہے۔ ''سروم کلودم براہما'' یہاں ہر چیز براہمن ہے، براہمن سے تشکیل پذیر ہوئی ہے اور براہمن ہے۔ ''سروم تلوئیدم براہم'' کائنات کی ہر چیز ایٹموں سے مل کر بنی ہے اس کی وائبریشن کا کوئی نام، کوئی شکل نہیں ہے اس کے بہت سے نام اور بہت سی شکلیں ہیں اور یہ بہت شاندار ہے قدیم علم اور وقت کی گرفت سے آزاد علم ہندوؤں کے پاس ہے اور ہمیں خوشی ہے کہ ہمیں یہ علم حاصل ہوا اس سے بہت سے صوفیاء کرام نے بھی استفادہ کیا اور بہت سوں نے اس کو ایران اور دیگر علاقوں میں منتقل کیا مگر اسی ملک میں صوفیاء کو پہچان ملی۔ اسی سرزمین پر اولیاء اللہ، رشی، مہارشی ایک دوسرے کا احترام کرتے رہے اور مل کر چلتے رہے۔

''دماتھرو دیو وبھوو''

ماں میں اللہ کی محبت کی جھلک دیکھو

''پتر و دیو وبھوو''

باپ میں اللہ کی شفقت محسوس کرو

دیوو کا مطلب دیوتا نہیں ہے بلکہ روشنی ہے ماں ایک روشنی ہے باپ ایک روشنی ہے جو آپ کو پہلا سبق دیتا ہے اس لیے ایک ماہر نفسیات وید سے سو فیصد اتفاق کرے گا کیونکہ وہ اس پر کام کر رہا ہے ماہر طبیعات اور ویدانتا جیسا کہ ڈاکٹر ذاکر نائیک نے کہا ہے لیکن میں زیادہ نہیں جانتا کیوں کہ ہم تو:

''دائی اکھشر والے ہیں سب کو گلے لگاتے ہیں، کچھ مان کے چلو، کچھ جان کے چلو، جیون کا یہ سوترا بنالیں''

اسے اپنی مشعل ہدایت، چراغ ہدایت اور نور ہدایت بنالیں آیئے ایک چیز کا اظہار کریں کہ ہم کائنات کی ہر چیز کو نہیں سمجھ سکتے، ہر مذہبی کتاب نہیں پڑھ سکتے، ایک بات سمجھنے کی ہے اسے سمجھ لیتے ہیں آیئے اپنا عقیدہ اور نظام متعین کرتے ہیں جو بھی ہمارا عقیدہ ہو مضبوط ہونا چاہیے ایک دوسرے کو سلام کریں مل کر چلیں۔

رگ وید کے آخر میں ہے

ہمیں اکٹھا چلنا چاہیے اکٹھے ہونا چاہیے

انہی چند الفاظ پر میں اپنی تقریر ختم کرونگا۔ میں نہیں جانتا کہ اس پورے گھنٹے میں کوئی کیا کہہ سکتا ہے اور میرا خیال ہے کہ میں نے ان تمام نکات کو بیان کر دیا ہے جو میں کرنا چاہتا تھا۔

آپ کے ساتھ ہونا بہت اچھا تھا۔ آپ سب کا بے حد شکریہ!

اسلام اور ہندومت میں خدا کا تصور

(سوال وجواب کا دور)

جناب ڈاکٹر ذاکر نائیک اور ہندو سکالر سری سری روی شنکر

کے مابین مناظرہ

سوال وجواب کا دور

سوال: میرا نام محمد عظیم الدین ہے میں داعی اسلام ہوں یعنی دوسروں تک اسلام کا پیغام پہنچاتا ہوں۔ میرا سوال سری سری روی شنکر سے ہے کہ ڈاکٹر ذاکر نائیک نے قرآن پاک اور ویدوں سے اللہ کی وحدانیت ثابت کردی ہے آپ اس سے متفق ہیں یا نہیں؟ امید ہے آپ میرا سوال سمجھ گئے ہیں!

روی شنکر:

ہاں! جب ویدوں کا حوالہ دیا گیا ہے تو اس سے عدم اتفاق کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یہ بالکل درست ہے۔

سوال: ڈاکٹر ذاکر صاحب!...... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

میرا نام سکندر احمد سہگل ہے میں ایک بزنس مین ہوں آپ سے میرا سوال ہے کہ الہامی کتب کی روشنی میں سری سری روی شنکر کی کتاب: Hinduism And Islam, Common Thread پر آپ کا مجموعی تاثر کیا ہے؟ کیونکہ میں نے اور میرے والد نے ۲۰ سال قبل اسلام قبول کیا تھا میرے والد ویدوں اور انجیل کے زبردست محقق تھے۔ الحمد اللہ! ہم نے راہ ہدایت پالی، اب میں آپ کی مثال پر عمل کرتے ہوئے مذہبی کتب کا مطالعہ کرتا ہوں ہندوازم کی کتابیں بھی پڑھی ہیں مگر محترم سری سری روی شنکر کی کتاب نے الجھا کر رکھ دیا ہے وہ کبھی ایک بات کہتے ہیں اور پھر کوئی دوسری بات کردیتے ہیں آخر تک اس بات کا پتہ نہیں چلتا کہ آخر وہ کہنا کیا چاہتے ہیں؟

ڈاکٹر ذاکر نائیک:

میرے بھائی نے سری سری روی شنکر کی کتاب کے حوالے سے میرے تاثرات پوچھے ہیں اور یہ بھی کہا ہے کہ یہ کتاب کنفیوزنگ ہے دیکھیں، ہم جانتے ہیں کہ سری سری روی شنکر ایک اچھے انسان ہیں اور انہوں نے ہندو مسلم اتحاد کی بھرپور کوشش کی ہے اور انہوں نے اس بات کا برملا اعتراف کیا ہے کہ کتاب کو جلدی لانے کی وجہ سے اس میں کچھ سقم بھی رہ گئے ہیں جس کے لیے انہوں نے کھلے دل سے معذرت کی ہے ہمیں ان کا احترام کرنا چاہیے اگر آپ اس کتاب پر میرے مکمل خیالات سے آگاہ ہونا چاہتے ہیں تو مجھے اس کے لیے

چند گھنٹے درکار ہوں گے مگر تصور خدا کے حوالے سے میں چند نکات پیش کرنا چاہوں گا کہ اسلام کی بہت سی روایات ایسی ہیں جنہیں لوگوں نے اخذ اکر رکھا ہے مگر قرآن وحدیث سے ان کا کوئی تعلق ثابت نہیں ہوتا میں اس ضمن میں چند نکات کی وضاحت کرنا چاہوں گا۔

مثال کے طور پر اپنی کتاب کے صفحہ نمبر ۶ پر انہوں نے لکھا ہے کہ ''رمضان'' کا لفظ اسلام نے سنسکرت کے الفاظ ''راما'' اور ''دھیان'' سے اخذ کیا ہے دھیان کا مطلب غور وفکر اور راما کا مطلب ''دل میں چمکنا ہے'' لہٰذا ان کے نزدیک رمضان کا لفظ سنسکرت کے مذکورہ الفاظ سے اخذا کیا گیا ہے جس کا مطلب ہے ''غور وفکر کا مہینہ''

میں ان سے اختلاف کرتے ہوئے کہوں گا کہ رمضان عربی کے لفظ ''رمضا'' سے اخذ کیا گیا ہے جس کا مطلب ہے سورج کی حدت سے زمین کا گرم ہو جانا۔ جب مہینے تشکیل دیئے جا رہے تھے تو رمضان نویں نمبر پر آیا جو موسم گرما تھا اسی بناء پر اسے رمضان کا نام دیا گیا لہٰذا یہ کہنا کہ یہ سنسکرت سے لیا گیا ہے، بالکل غلط ہے۔

اسی طرح انہوں نے لکھا ہے کہ نماز کا لفظ سنسکرت کے الفاظ نماہ (پوجا کرنا) اور یازا (اللہ کا قرب) سے ماخوذ ہے اور یہ عربی کا لفظ نہیں ہے نیز قرآن وحدیث میں بھی اس کا ذکر نہیں آیا قرآن میں اس کے لیے صلوٰۃ کا لفظ ہے۔ نماز فارسی کا لفظ ہے اور برصغیر پاک وہند میں اس کا استعمال بکثرت کیا جاتا ہے یہ اسلامی لفظ نہیں ہے اور عربی لفظ بھی نہیں ہے۔

اگر ہم سری سری روی شنکر کی تحریروں کا جائزہ لیں تو وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ کعبہ کا لفظ بھی سنسکرت کے الفاظ ''گربھا'' اور ''گرہا'' سے ماخوذ ہے اور گعبہ سے کعبہ بن گیا۔ جہاں تک میری تحقیق ہے مجھے ایسی کوئی شہادت نہیں ملی کہ کعبہ سنسکرت سے لیا گیا ہے۔ کعبہ عربی کا لفظ ہے اور کعب سے مشتق ہے جس کا مطلب عمارت ہے کعبہ ایک گھر کے چار کونوں کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے مثلاً کعبۃ اللہ، چار کونوں والا مکعب گھر۔ سنسکرت سے اس کا دور کا تعلق بھی نہیں ہے یہ بالکل غلط ہے اور میں اسے نہیں مانتا۔

اسی طرح انہوں نے لکھا ہے کہ حجر اسود، ''سنگ اشویتا'' (غیر سفید پتھر) یا ''شیولنگ'' سے متعلق ہے یہ بالکل غلط ہے اور میں اسے بھی ماننے کے لیے ہرگز تیار نہیں ہوں۔

حجر اسود عربی کے الفاظ ہیں ''حجر'' کا مطلب پتھر اور ''اسود'' کا مطلب سیاہ ہے یعنی ''سیاہ رنگ کا پتھر'' اور اسی طرح کی اور بھی بہت سی باتیں اس کتاب میں موجود ہیں جن پر ایک کم علم رکھنے والا مسلمان بھی یقین نہیں کر سکتا۔

میں یہی کہہ سکتا ہوں کہ سری سری روی شنکر کی نیت اچھی تھی لیکن اگر کوئی اس کتاب پر آنکھیں بند کر کے یقین کرنا شروع کر دے تو یہ کوئی مثبت طرز عمل نہیں ہوگا۔

مثال کے طور پر انہوں نے اپنی کتاب کے صفحہ 11 سیکشن 12 پر ''کریا کرم'' اور ''تدفین''

روی شنکر:

میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ میرا مقام متعین کرنے کیلئے اس کتاب کا جائزہ نہ لیا جائے اور اسے بنیاد نہ

بنایا جائے کیونکہ اس حوالے سے میں آپ کو مطمئن نہیں کر پاؤں گا۔ اس کتاب کے پیچھے میری نیت پر نظر رکھیے میری کتاب محققانہ نہیں ہے میرا مقصد صرف مسلمانوں اور ہندوؤں کے درمیان فاصلہ کم کرنا اور انہیں ایک دوسرے کے قریب لانا تھا پوری کی پوری کتاب غلط ہے تو اس کو مت پڑھیں اور نہ اس کے بارے میں ہلکان ہوں بس یہ دیکھیں کہ میں کیا کہنا چاہتا ہوں ہر مذہب میں اچھائی تلاش کرو ایک مذہب چھوڑ کر دوسرا اختیار کر لینا کوئی حل نہیں ہے اگر تم ڈینش پکوان کھانا چاہتے ہو تو اس کے لیے ڈینش بننے کی ضرورت نہیں۔ ہر جگہ سے سیکھو، صرف تین ہی دن میں سب کچھ طے نہ کر ڈالو۔

میں اپنی کتاب میں موجود مزید ان غلطیوں کی نشاندہی بھی کر سکتا ہوں جس تک ابھی آپ کی نکتہ چیں نگاہ نہیں پہنچی جو غلطیاں کتاب میں ہیں، انہیں وہیں رہنے دیں، انہیں اپنے دل ودماغ میں جگہ نہ دیں۔ میری بات سمجھ رہے ہیں ناں؟ آپ کتاب کو پھینک دیں اس پر مزید بحث نہ کریں میں خود جانتا ہوں کہ کتاب میں غلطیاں ہیں اسی لیے میں نے اسے دوبارہ شائع نہیں کیا یہ صرف ایک ہی مرتبہ محض ہندو مسلم خلیج پاٹنے کے لیے شائع کی گئی تھی اور یہی اس کا مقصد تھا اور یہ کوئی تحقیقی کتاب ہرگز نہیں ہے، میں پہلے لکھ بھی چکا ہوں اور بتا بھی چکا ہوں کہ اس کا مقصد صرف باہمی اتحاد اور یکجہتی تھا اگر اس سے یہ مقصد پورا ہوتا ہے تو ٹھیک۔ ورنہ یہ کتاب مکمل اور معتبر نہیں، اسے ایک طرف رکھ دیں! ٹھیک

ڈاکٹر ذاکر:

سری سری روی شنکر اتفاق کرتے ہیں کہ یہ کتاب انہوں نے جلد بازی میں لکھی تھی ہمیں ان کی معذرت اور یہ جواز قبول کرنا چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ وہ اس کا مزید کوئی ایڈیشن شائع نہیں کریں گے۔ ہم اس سے اتفاق کرتے ہیں اور ان کے شکر گزار ہیں۔ وہ لوگ جو اسلام اور ہندوازم میں پائی جانے والی مماثلت کا علم رکھتے ہیں انہیں میری کتاب کا مطالعہ ضرور کرنا چاہیے۔ میں نے خود ہندوازم اور اسلام کی مشترکہ باتوں پر مبنی ایک کتاب لکھی ہے جو بڑی تعداد میں شائع ہوئی ہے۔ آپ اس کی ایک کاپی حاصل کریں۔ یہ کتاب ہندوؤں اور مسلمانوں کو قریب لے آئے گی۔ اس میں مصدقہ حوالے ہیں اور انشاء اللہ العزیز اس سے کسی کی دل آزاری بھی نہیں ہوگی۔ بہت شکریہ......!

سوال: السلام علیکم! میرا نام آسیہ سمیرا حبیب ہے میں SISCO میں کوالٹی اسسٹنٹ انجینئر ہوں سری سری روی شنکر جی سے میرا سوال ہے کہ انہوں نے محبت کے متعلق اظہار خیال کیا ہے انہوں نے تبدیلی مذہب کو اس مسئلے کا حل قرار نہیں دیا اور یہ بھی کہا ہے کہ محبت کرنے کے لئے کسی منطق یا دلیل کو درمیان میں مت لائیں۔ میں آپ سے اتفاق کرتی ہوں مگر دنیا بھر کے انسانوں کو باہم محبت کرنے کے لئے ہم انہیں کیا جواب دیں گے۔ پھر خودکش بم دھماکے، دہشت گردوں کے حملے اور کیا کچھ ہم روزانہ نہیں سنتے۔ اس بھیانک جرم کے مرتکب بھی تو کوئی مقصد رکھتے ہیں۔ میں ہر کسی سے پیار کرتی ہوں تو مجھے

اس مجرم کا احترام بھی کرنا ہوگا۔ مجھے یہ کہنے کا کوئی حق نہیں کہ وہ کیا کر رہے ہیں یا وہ جو کچھ کر رہے ہیں غلط ہے تو کیا آپ اس بات کی وضاحت کرنا پسند فرمائیں گے۔

روی شنکر:

ہاں! میں نے کبھی یہ نہیں کہا کہ لاجک استعمال نہ کریں پلیز میرے بیان کو موڑنے کی کوشش نہ کریں میں نے کہا کہ غلط منطق یا دلیل کو استعمال نہ کریں اور پھر منطق ہی سب کچھ نہیں ہوتی۔ ہاں! آپ کو دہشت گردوں پہ توجہ دینی چاہیئے۔ خودکش حملہ آور کون ہیں وہ لوگ جو یہ سمجھتے ہیں کہ صرف وہی ٹھیک ہیں صرف انہیں کو اس دنیا میں رہنے کا حق ہے ان میں دوسروں کے عقائد یا مذاہب کو برداشت کرنے کا مادہ نہیں ہوتا۔

ہمیں ان پر توجہ مرکوز کرنی چاہیے میں یہ نہیں کہتا کہ منطق اور لاجک استعمال نہ کرو۔ بلکہ یہ کہتا ہوں کہ اسے لوگوں کو تقسیم کرنے کا ہتھیار مت بناؤ۔ کسی کی مذمت کے لئے غلط دلیل استعمال نہ کرو۔ ہمیں لوگوں کی مذمت نہیں کرنی آپ جانتے ہیں کہ بدترین جرائم پیشہ 125000 قیدی ہمارے زندگی سدھار پروگرام (سدھرشن کریا) کے تحت سانس لینے کی مشق کر رہے ہیں آپ دیکھیں گے کہ اس سے ان کی زندگیوں میں بدلاؤ آگیا ہے میں منطق کے خلاف نہیں' میں یہ نہیں کہتا کہ غیر منطقی استدلال اختیار کرو اور انہیں تعلیم و تربیت دینے کی کوشش نہ کرو۔ نہیں میں ایسا بالکل نہیں کہتا لیکن منطق کے نام پر دوسروں کی روایات کا استحصال مت کرو انہیں پامال مت کرو میری آپ سے یہی التجا ہے۔

سوال: میرا سوال جناب ذاکر نائیک سے ہے مگر اس سے پہلے سری سری روی شنکر جی کی شکر گزار ہوں کہ انہوں نے ہمیں نہایت قیمتی معلومات فراہم کی ہیں اور فن زندگی سے روشناس کرایا ہے ان کا بے حد شکریہ۔ ڈاکٹر ذاکر بھائی سے میرا سوال ہے۔ کیا ہندوازم میں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی پیش گوئی ملتی ہے؟

ڈاکٹر ذاکر:

میری بہن نے سوال کیا ہے کہ کیا ہندوؤں کی کتب سماویہ میں آنحضرت ﷺ کی نبوت کی پیش گوئی ہے؟

میں دوبارہ اس کتاب سے رجوع کروں گا' پلیز روی شنکر جی۔

آپ نے صفحہ نمبر 26 پر ''حضرت محمد ﷺ کے عنوان کے تحت لکھا ہے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی نبوت کے بارے میں ویدوں میں پیش گوئی موجود ہے۔

بھوشیا پرانا پرو 3 کھنڈ 3 1 ادھتیا 3 شلوک 5 تا 6۔

گروجی! یہ وہ حوالہ جات ہیں جو آپ نے پوری کتاب میں دیئے ہیں اور بالکل صحیح و مصدقہ ہیں۔ میں آپ سے بالکل اتفاق نہیں کرتا حضرت محمد ﷺ کے عنوان کے تحت آپ نے ویدوں میں آپ ﷺ کی نبوت کی پیش گوئی کے ضمن میں مختلف عبارات کا حوالہ دیا ہے مگر مکمل حوالہ بھوشیان پران 3 کھنڈ 3 1 ادھتیا 3 شلوک 5 تا 6 ہے اس کے لئے میں سری سری روی شنکر جی کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔''

عبارت ہے:

''ایک ملیچھیا (نو وارد) آئے گا جس کی زبان سنسکرت نہیں ہوگی۔ وہ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ آئے گا جو صحابہ کہلائیں گے اس کا نام محمد ﷺ ہوگا اور راجہ بھوج اس کا استقبال یوں کرے گا:

''اے فخر بنی نوع انسان اے عرب کے رہنے والے''

سنسکرت کا لفظ ''مارس تھل'' ہے یہ شخص ایک ریتلے راستے پر صحرا سے آئے گا اور برائی کے خاتمے کے لئے عظیم قوت مجتمع کرے گا۔

حضرت محمد ﷺ کا دوبارہ ذکر مندرجہ بالا حوالہ کے تحت شلوک نمبر 10 سے 27 میں ہے:

''دشمن مارا گیا ہے اور اس نے ایک اور طاقتور دشمن بھیجا ہے میں محمد ﷺ کے نام سے ایک شخص بھیجوں گا تاکہ وہ لوگوں کو سیدھی راہ دکھائے۔ اے راجہ تمہیں پشاچس کی سرزمین پر جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں اپنی مہربانی سے تمہیں پاک کردوں گا''

ایک آسمانی مخلوق آتی ہے اور کہتی ہے کہ ایشور پرتما نے مجھے دیکھنے کے لئے بھیجا ہے کہ آریہ دھرم سچا مذہب ہے اور ہر طرف پھیل چکا ہے میں اسے گوشت خور گروہ سے مضبوط کروں گا میرا پیروکار ختنہ شدہ ہوگا۔ اور ہم جانتے ہیں کہ آپ ﷺ کے ماننے والے ختنہ شدہ ہوتے ہیں ان کے سروں پر بالوں کی چوٹی نہیں ہوگی جو شندی ہے وہ داڑھی رکھیں گے اور وہ انقلاب برپا کریں گے وہ عبادت کے لئے پکاریں گے یعنی اذان دیں گے وہ تمام حلال جانوروں کا گوشت کھائیں گے مگر سور کا گوشت نہیں کھائیں گے۔

قرآن پاک میں چار مقامات پر آیا ہے۔ سورہ بقرہ 2 آیت 173

سورہ المائدہ 5 آیت 3

سورہ الانعام 6 آیت 145

سورہ النحل 6 آیت 115

''تم خنزیر کا گوشت نہیں کھا سکتے''

وہ جڑی بوٹیوں سے پاک نہیں ہوں گے بلکہ جہاد سے پاک ہوں گے وہ مسلمان کہلائیں گے۔

حضرت محمد ﷺ کی پیش گوئی بھوشیا پران پرواۃ کھنڈا 1، ادھتیا 3 شلوک 21 سے 23 میں اور اتھروید کتاب 20 دعا نمبر 127 منتر نمبر 1 سے 14 میں ''کشپ سکتاس'' کے عنوان میں بھی ہے ''کشپ سکتاس'' کا مطلب ''پوشیدہ غدود'' ہے اور اس کا واضح مطلب بعد میں معلوم ہوگا۔ وقت مجھے ہر بات کے اظہار کی اجازت نہیں دیتا البتہ پہلی آیت کا مطلب نرسنگھہ یا تعریف کیا گیا ہے وہ کرنا ہے۔ وہ امن کا شہزادہ اور مہاجر ہے اسے 20090 دشمنوں سے تحفظ دیا جائے گا یہ تمام اشارے نبی کریم حضرت محمد ﷺ کی طرف ہیں جنگ خندق یا غزوہ احزاب کی طرف اشارہ ہے۔

اتھروید کی کتاب 20 دعا 21 میں منتر 7 میں بھی آپ کی پیش گوئی موجود ہے اس میں ہے کہ وہ 20

سرداروں کو شکست دے گا۔ اس وقت مکہ میں اتنے ہی سردار تھے

اسی طرح رگ وید کی کتاب اول' دعا 53 منتر 9 پر آپ ﷺ کی پیش گوئی موجود ہے۔

سام وید اگنی منتر 64 میں ہے کہ وہ اپنی ماں کا دودھ نہیں پیئے گا۔ ہم جانتے ہیں کہ آپ ﷺ نے اپنی والدہ کا دودھ نہیں پیا)۔ آپ کو احمد ﷺ کے نام سے پکارا گیا ہے جس کا مطلب ہے تعریف کرنے والا اور جو آپ کا اسم ثانی ہے۔

اس کے علاوہ

سام وید اترشکا منتر 1500

سام وید اندرا باب 2 منتر 152

یوجروید باب 31 منتر 18 ''احمد''

اتھروید کتاب ہشتم دعا 5 منتر 16

اتھروید کتاب 20 دعا 126 شلوک 14

رگ وید کتاب ہشتم دعا 6 منتر 10

آپ کے بارے میں پیش گوئی ہے ''نرشنگھاسا'' یہ سنسکرت کے الفاظ ہیں ''نر'' کا مطلب ''انسان'' اور ''شنگھاسا'' کا مطلب ہے تعریف کیا گیا۔ ایک ایسا انسان جس کی تعریف کی گئی ہے اور یہی معانی محمد ﷺ کے بھی ہیں۔ لہٰذا حضرت محمد ﷺ کے لئے یہ لفظ کئی مقامات پر استعمال کیا گیا

رگ وید کتاب اول: دعا 13 شلوک 3

رگ وید کتاب اول دعا 18 شلوک 9

رگ وید کتاب اول دعا 106 شلوک 4

رگ وید کتاب اول دعا 142 شلوک 3

رگ وید کتاب دوم دعا 3 شلوک 2

رگ وید کتاب پنجم دعا 5 شلوک 2

رگ وید کتاب ہفتم دعا 2 شلوک 2

یوجروید باب 29 منتر 27

یوجروید باب 20 منتر 57

یوجروید باب 21 منتر 31

یوجروید باب 21 منتر 55

یوجروید باب 28 منتر 2

یوجروید باب 28 منتر 19

یوجر وید باب 28 منتر 42
میں اگر چاہوں تو اسی طرح بیان کرتا اور گنواتا چلا جاؤں۔

روی شنکر:

بہت خوب یہ اچھا ہے لہٰذا اب آپ سب ویدوں کے لئے احترام رکھتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے خود بھی کہا ہے کہ ویدوں کا احترام کریں اور انہیں کافروں کی کتابیں نہ سمجھیں۔ لہٰذا ہر مسلم کو ہندو کا اور اس کے مذہب کا احترام کرنا چاہئے کیونکہ ان ویدوں کا پیغام بھی دیگر مذہبی کتابوں کی طرح انسانیت اور اخلاق پر مبنی ہے میں اس کے لئے بے حد شکر گزار ہوں۔

سوال: السلام علیم میں سیّد معین الدین شبیر ہوں اور رامیہ میڈیکل کالج کے لئے کام کرنے کے ساتھ ساتھ ہسپتال کی لیب کا منیجر بھی ہوں میرا گروسری سری شنکر جی سے سوال ہے انہوں نے بڑی متاثر کن بات کی ہے کہ ہر مذہب نے محبت کا درس دیا ہے لیکن اگر آپ انڈین انسٹیٹیوٹ آف سائنس پر تازہ ترین دہشت گردی کے حملے کو دیکھیں جس کا میں چشم دید گواہ بھی ہوں اور حملے کی رات میں ہسپتال میں ہی تھا سب سے پہلے میڈیا نے جس عینی شاہد کو پیش کیا اس نے کہا کہ میں نے کسی حملہ آور کو نہیں دیکھا۔
یہ پونے آٹھ بجے کا واقعہ تھا اور کسی نے حملہ کرنے والوں کو نہیں دیکھا تھا مگر اگلے روز ہی میڈیا نے صرف اسلام کو اپنی تیز و تند تنقید کا نشانہ بنانا شروع کر دیا۔ میرا سری سری روی شنکر سے سوال ہے کہ آپ تو تمام مذاہب سے محبت کا پیغام دیتے ہیں مگر انڈین دہشت گردی کے ہر واقعے کی ذمہ داری مسلمانوں پر ڈال دیتے ہیں کیوں؟ کیا آپ جواب دینا پسند فرمائیں گے۔

روی شنکر:

آج کا موضوع ''تصور خدا'' ہے میں یہاں یہی کہوں گا کہ دیکھئے میں میڈیا کے لئے نہیں بول سکتا میں پولیس کے لئے نہیں بول سکتا میں حکومت سے کچھ نہیں کہہ سکتا اور نہ کسی اور کو کچھ کہہ سکتا ہوں۔
بالکل اسی طرح آپ بھی کسی مذہب کے واحد خود مختار نمائندے نہیں ہیں۔ بدقسمتی سے آج لوگ دہشت گردی سے سخت پریشان اور خوفزدہ ہیں اور پھر دہشت گردی کو اسلام کے ساتھ جوڑ دیا گیا ہے اگرچہ یہ درست نہیں ہے مگر حقیقت اور صورتحال اس بات کی متقاضی ہے کہ اس تصور کو زائل کرنے کے لئے کوشش کی جائے آپ کو ثابت کرنا ہے کہ اسلام متشدد نہیں ہے۔ اسلام دوسرے مذاہب کو برداشت کرنے اور دیگر انسانوں سے پیار کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ امن کا پیامبر ہے اس کے لئے یہاں موجود مسلم اور نوجوان محقق کوشش کر سکتے ہیں اور میں اس کوشش کی ابتداء کرنے والوں کے لئے نیک خواہشات رکھتا ہوں اور ان سب کا شکر گزار ہوں گا۔ میرا خیال ہے کہ پہلا اقدام یہی ہے کہ ہم ہندو اور مسلم ایک دوسرے کے قریب آ گئے ہیں۔ جب ہم بالکل ایک دوسرے کے قریب آ جائیں گے ایک دوسرے کا احترام کرنا شروع کر دیں گے کسی

کی مذمت نہیں کریں گے تو دنیا امن کا گہوارہ بن جائے گی۔

سوال: السلام علیکم! میں ایاز قاضی ہوں اور میرا سوال ہے کہ کیا ہندو ازم اور اسلام میں سبزی خوری کے علاوہ' اللہ کی طرف سے گوشت خوری کی اجازت ہے؟

ڈاکٹر ذاکر:

بھائی نے سوال پوچھا ہے کہ کیا ہندو ازم اور اسلام میں سبزیات کے علاوہ دیگر غذا بھی استعمال کرنے کی اللہ کی طرف سے اجازت ہے؟

جہاں تک اسلام کا معاملہ ہے تو ایک شخص صرف سبزیاں استعمال کر کے بھی ایک اچھا مسلم ہو سکتا ہے اسلام میں یہ شرط نہیں ہے کہ آپ لازماً غیر سبزی خور ہوں۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ سورہ المائدہ 5 آیت نمبر ایک میں ارشاد فرماتا ہے

ترجمہ: ''تمہیں حلال چوپایوں کا گوشت کھانے کی اجازت ہے''

سورہ النحل 16 آیت 5 میں ارشاد ربانی ہے۔

اور پھر سورہ المومنون 23 اور آیت نمبر 21 میں بھی ایسا ہی ارشاد ہے کہ

ترجمہ: ہم نے تمہارے لئے مویشی پیدا کئے تا کہ تم ان سے گرمی اور گوشت حاصل کر سکو'

لہٰذا اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس کو اختیار کرنے کی اجازت دی ہے اسے لازمی قرار نہیں دیا یعنی اگر آپ کی خواہش ہے تو آپ ایسا کر سکتے ہیں۔ آج سائنس نے اس بات کو ثابت کر دیا ہے کہ غیر سبزیاتی غذا پروٹین اور غذایت سے بھرپور ہوتی ہے اگر ہم سبزی خور جانوروں کے دانت دیکھیں تو سب کے دانت چپٹے ہیں۔

مویشیوں اور سبزی خور جانوروں کے دانتوں کے مشاہدے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ان کے دانت گھاس اور چارے کے لئے ہی بنے ہوئے ہیں اور اگر انہیں گوشت دیا جائے تو وہ اسے ان دانتوں سے چبانے کے قابل نہیں ہوں گے۔

گوشت خور جانور مثلاً شیر' چیتے' بھیڑیے اور جنگلی کتوں غیرہ کے دانتوں کے مشاہدے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ ان کے یہ دانت چیرنے اور چبانے کے کام آ سکتے ہیں اور ان کے دانت نوکیلے ہیں جن سے وہ شکار کو دبوچ بھی سکتے ہیں۔ مویشیوں یعنی چارہ کھانے والوں کے دانت ہموار ہیں اور گوشت خور جانوروں کے دانت نوکیلے ہیں۔ سمندر میں شارک اور دیگر شکاری مچھلیوں اور عام مچھلیوں کے دانتوں میں بھی اس طرح کا واضح فرق نظر آتا ہے اب انسانی دانتوں کا مشاہدہ کیجئے ان میں سیدھے دانت بھی ہیں اور نوکیلے بھی ہیں۔ دانتوں کی اس قسم کو' ہمہ خور'' کا نام دیا جاتا ہے۔ اگر اللہ سبحانہ وتعالیٰ انسان کو صرف سبزیاں ہی کھلانا چاہتا تو اسے یہ نوکیلے دانتوں کا سیٹ کیوں دیا گیا۔ اللہ رب الکریم نے انسان کو ایسے دانت عطاء فرمائے ہیں جن سے وہ سبزیات بھی کھا سکتا ہے اور'' ماس'' گوشت سے بھی لطف اندوز ہو سکتا ہے۔ سبزی خور کا مطلب ہے صرف سبزیاں اور پھل کھانے والا اور Non Vegetarian کا مطلب ہے سبزی گوشت

دونوں کھانے والا (**نوٹ**: انسان کی ابتدائی خوراک شکار کا گوشت رہی تھی، وہ بھی کچا۔ جسے آگ پر پکا کر کھانا انسان نے بہت بعد میں سیکھا عرفان احمد خان)

انسان کے بتیس دانت بتائے جاتے ہیں مگر یہ اس دور کی بات ہے جب انسان کو کچا پکا کھانا چبانا پڑتا تھا گنا چھیلنا ہوتا تھا مگر جوں ہی انسان نے نرم اور اچھی طرح پکی ہوئی خوراک کھانا شروع کی اس کے چار دانت جو زیادہ مضبوط تھے کم ہو گئے اور جبڑا بھی کم ہو گیا جو انسانی چہرے میں خوبصورتی کا سبب بھی بنا اور یوں موجودہ نسل میں دانتوں کا سیٹ 28 سے 30 دانتوں پر مشتمل ہوتا ہے۔

اس کے بعد نظام انہظام کی طرف آتے ہیں تو انسان کے معدے میں یہ خاصیت ہے کہ وہ سبزی پھل کے علاوہ گوشت کو ہضم کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے اگر آپ گائے، بھیڑ یا بکری کو گوشت کھلا دیں اور زبردستی ان کے حلق سے نیچے ٹھونس دیں تو وہ ان کو ہضم کرنے کے قابل نہیں ہوں گے کیونکہ ان کے معدے میں یہ صلاحیت موجود نہیں ہے۔ اسی طرح شیر، چیتے اور بھیڑیے گھاس اور سبزیوں کو ہضم کرنے کی اہلیت نہیں رکھتے صرف انسان میں ایسی صلاحیت موجود ہے کہ وہ ہر طرح کی غذا کو ہضم کر سکتا ہے۔

بڑی آنت سبزیات اور گوشت کو ہضم کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے مگر ایسی سبزیات اور گوشت بھی ہیں جنہیں انسانی معدہ قبول نہیں کرتا اور انہیں ہضم نہیں کر سکتا۔ لیکن جو کچھ ہم ہضم کر سکتے ہیں صرف وہی چیزیں لیتے ہیں۔

لوگوں میں ایک غلط تصور ہے کہ ہندوازم غیر سبزیاتی خوراک کی اجازت نہیں دیتا۔

منوسمرتی کے باب 5 کے شلوک 30 میں اس کا تذکرہ ملتا ہے اس میں ہے۔

''اگر آپ کوئی ایسی چیز کھاتے ہیں جو کھانے کے لائق ہے تو اس کے کھانے میں ہرگز کوئی گناہ نہیں ہے کیونکہ اللہ نے کچھ چیزوں کو کھانے اور کچھ کو کھائے جانے کے لئے پیدا کیا ہے''

منوسمرتی باب 5 شلوک 31 میں ہے

''اگر آپ ایک جانور کو قربانی کے لئے مارتے ہیں تو اس میں کوئی گناہ نہیں ہے کیونکہ اللہ نے کچھ جانوروں کو قربانی کے لئے پیدا کیا ہے''

اسی طرح اگر آپ ''مہابھارت'' کا مطالعہ کرتے ہیں تو ''انوشاسن پرو'' باب 88 میں پانڈو کا بڑا بھائی یدھشٹر، بھیشم سے کہتا ہے:

''ہمیں پکنا (پوجا) میں کیا چیز دینی چاہئے کہ ہمارے اجداد کی ارواح ہم سے راضی ہو جائیں؟''

''اگر سبزیات اور پودے پھل وغیرہ دو گے تو وہ ایک مہینے تک شانت رہیں گے'' بھیشم جواب دیتا ہے

اور مزید کہتا ہے

''اگر مچھلی دو گے تو دو ماہ' اگر مٹن دو گے تو تین ماہ' اگر خرگوش دو گے تو چار ماہ' بکرا دو گے تو چھ ماہ' پرندے دو گے تو سات ماہ' ہرن دو گے تو آٹھ ماہ...... اسی طرح بات آگے بڑھتی رہتی ہے اور بیان آتا ہے۔

"اگر بھینس دو گے تو گیارہ ماہ اور گائے دو گے تو پورا سال اور اگر گینڈے کا گوشت یا بکرے کا سرخ گوشت دو گے تو تمہارے اجداد کی روحیں ایک لمبے اور طویل عرصے تک تم سے مطمئن اور شانت رہیں گی"

لہٰذا مذکورہ بالا عبارت کی روشنی میں ہندوازم کی مقدس کتب اپنے پیروکاروں کو غیر سبزیاتی خوراک کھانے کی اجازت دیتے ہیں لیکن دوسرے مذاہب کے اثرات سے بہت سے لوگ سبزی خور بن گئے اور دوسروں کی منطق یا دلیل یہ تھی کہ تمہیں دوسرے جانداروں کو مارنا نہیں چاہئے۔ دوسرے جانداروں کو مارنا پاپ ہے۔

اب اگر آپ ایک پودے کو کاٹتے ہیں تو ایک جاندار کو قتل کر رہے ہیں تو یہ ایک پاپ ہے گناہ ہے۔ سائنس نے ثابت کر دیا ہے کہ پودے جاندار ہیں۔ لوگ کہتے ہیں ٹھیک ہے جاندار زندہ ہیں زندگی رکھتے ہیں مگر وہ درد کے احساس سے نا آشنا ہیں اور درد کو محسوس نہیں کرتے لہٰذا کسی پودے کو مارنے سے کسی جانور کو مارنا زیادہ بڑا گناہ ہے۔

مگر سائنس نے ثابت کر دیا ہے کہ پودے بھی درد کو اتنی شدت سے محسوس کرتے ہیں جتنی شدت سے کوئی دوسرا جانور۔ وہ چیختے ہیں' چلاتے ہیں اور خوش بھی ہوتے ہیں یعنی ان میں خوشی اور غمی کے احساسات موجود ہیں۔

میرے ساتھ ایک بھائی نے بحث کرتے ہوئے کہا کہ ذاکر بھائی میں مانتا ہوں کہ پودے جاندار ہیں اور زندگی رکھتے ہیں۔ وہ درد بھی محسوس کرتے ہیں مگر پودوں میں دو یا تین جبکہ جانوروں میں پانچ حسیں ہوتی ہیں۔ لہٰذا کسی پودے کو قتل کرنے کی نسبت کسی جانور کو قتل کرنا مقابلتاً بڑا گناہ ہے۔

میں نے کہا چلو میں مان لیتا ہوں آپ کی اس بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ پودوں میں جانوروں کی نسبت کم حسیں ہیں ممکن ہے وہ درد محسوس نہ کرتے ہوں۔

پھر میں نے ایک سوال کرتے ہوئے کہا کہ فرض کریں میرا ایک بھائی ہے جو پیدائشی گونگا بہرا ہے اس کی دو حسیں کم ہیں وہ جوان ہو جاتا ہے اور پھر کوئی آ کر اسے قتل کر دیتا ہے۔ تو کیا میں جج صاحب کے پاس جا کر یہ درخواست کروں گا کہ قاتل کو کم سزا دیں کیونکہ میرے بھائی میں دو حسیں کم تھیں وہ گونگا بہرہ تھا۔

نہیں ہرگز نہیں بلکہ میں کہوں گا کہ جج صاحب اس قاتل کو کڑی سے کڑی اور بڑی سے بڑی سزا دیں اس نے ایک معصوم انسان کا قتل کیا ہے۔ لہٰذا اسلام اس بات پر مُصر نہیں کہ تمہاری دو حسیں ہیں تین ہیں یا پانچ۔

اللہ فرماتا ہے جو کچھ تمہارے لئے اچھا ہے کھاؤ۔ جس چیز کی تمہیں اجازت دی گئی یعنی تم پر حلال کی گئی ہے اسے تم کھا سکتے ہوں اگر کوئی صرف سبزی کھانا پسند کرتا ہے تو مجھے اس میں کوئی اعتراض نہیں لیکن اگر کوئی یہ کہے کہ سبزی کے علاوہ دیگر چیزیں کھانا گناہ ہے تو میں اس سے اختلاف کروں گا۔

اگر لوگ Vegetarian رہنا پسند کرتے ہیں تو یہ بہت اچھی بات ہے لیکن انڈیا کے تمام لوگ گوشت خوری شروع کر دیں تو اس سے یقیناً گوشت کی قیمتوں میں اضافہ ہو جائے گا۔

سوال: میرا سوال بھائی سری سری روی شنکر سے ہے انہوں نے کہا ہے کہ کسی بھی مذہب میں تشدد کی اجازت

نہیں ہے۔ اگر ایسا ہی ہے تو کرشن مہاراج نے ارجن کو اپنے ہی بھائیوں کے خلاف جنگ کے لئے کیوں اُبھارا؟

روی شنکر:

اگر آپ اس جنگ کو بنظر انصاف دیکھیں تو ہر مذہب میں جہاد ہے عیسائیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں۔

''میں امن کے لئے نہیں آیا بلکہ باپ کو بیٹے اور ماں کو بیٹی کے خلاف کرنے آیا ہوں''

ہمیں اس طرح کی باتوں سے گمراہ نہیں ہونا چاہئے کرشن نے ارجن سے کہا تھا کہ تم اپنے غضب کے سبب نہیں لڑ رہے بلکہ انصاف کیلئے لڑ رہے ہو۔ تم دھرم کو قائم کرنے کے لئے لڑ رہے ہوں۔ تم معصوم لوگوں کا خون نہیں کرنے جا رہے کوئی خودکش حملہ نہیں کرنے جا رہے دنیا میں دہشت وخوف وہراس پھیلانے نہیں جا رہے۔ تم انصاف اور دھرم کے لئے جا رہے ہو اور یہی گیتا کا علم ہے۔

ایک جنگجو کو میدان عمل میں اُترنا پڑتا ہے میں یہ نہیں کہتا کہ جب کوئی مسئلہ کھڑا ہو جائے تو پولیس والا ایک کونے میں دبکا اور چپکا کھڑا رہے۔ جب فساد ہوتا ہے تو پولیس کو لوگوں کے تحفظ کے لئے سامنے آنا پڑتا ہے اور اپنا فرض ادا کرنا پڑتا ہے۔

ارجن ایک پولیس مین ہونے کے ناطے اپنے فرض سے بھاگ رہا تھا ایک سپاہی ہونے کے ناطے اپنے فرض سے نظریں چرا رہا تھا۔ لہٰذا کرشن جی کو اسے اس کا فرض یاد دلانا پڑا۔

تشدد کے بارے میں بات کرتے ہوئے غلطی نہ کریں۔ کرشنا نے کہا کہ لوگوں پر غصہ نہ کرو ان سے نفرت نہ کرو۔ ''ادویشنا سروابتانم مائترا کرنیوچا'' آپ ان الفاظ پر غور کیوں نہیں کرتے کسی انسان سے کسی مخلوق سے نفرت نہ کریں سب کے لئے دوستی اور شفقت رکھیں لیکن اپنا فرض پورا کریں۔

میں آپ سب سے التجا کروں گا کہ کسی بھی مذہب کے ساتھ متعصّبانہ رویہ نہ رکھیں اور اس طرح کے سوال نہ کریں کہ ثابت کرو ارجن کیوں ٹھیک تھا اور یہ بھی ثابت کرو کہ رام نے سیتا کو گھر واپس کیوں بھیج دیا۔ یہ آپ سب جانتے ہیں اور آپ کو علم ہے کہ اس کے لئے ایک دقیق مقالے کی ضرورت ہے اور میں ایک یا دو الفاظ میں اپنی بات مکمل نہیں کر سکتا۔

پھر یہ بحث کے لئے کوئی مناسب موقع نہیں ہے۔ یہ موقع لوگوں کو تقسیم کرنے کا نہیں ہے یہ ایک دوسرے کے قریب ہونے ایک دوسرے کا احترام کرنے اور ایک دوسرے کے جذبات کا خیال رکھنے کا موقع ہے۔ آپ گیتا کا مطالعہ کیجئے اس میں بہت سی خوبصورت باتیں ہیں۔ اوکے؟

سوال: السلام علیکم! میرا نام عرشیہ رضا ہے اور میرا سوال ڈاکٹر ذاکر نائیک صاحب سے ہے لیکن سوال پوچھنے سے قبل میں یہ عرض کرنا چاہوں گی کہ میں نے سری سری روی شنکر جی کی سانس کی مہارتوں کا تجربہ کیا

ہے اوران سے مجھے اپنی ذات کے نئے گوشوں سے آگاہی کے علاوہ اللہ کے بارے میں بھی مزید عرفان حاصل ہوا ہے اور میرا تصور واضح ہوا ہے۔ لہٰذا میں ڈاکٹر ذاکر نائیک صاحب آپ کی بے حد شکر گزار ہوں۔ میرا آپ سے سوال ہے کہ جہاں تک میں اسلام اور تصور خدا کو سمجھتی ہوں تو اللہ تعالی ایک ہی وقت میں ہر جگہ موجود ہے۔ کیا اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اللہ اس کائنات کے ہر ایٹم اور ہر مالیکیول میں موجود ہے۔ براہ کرم ذرا اس بات پر روشنی ڈالیے۔

ڈاکٹر ذاکر:

بہن نے ایک سوال پوچھا ان کی سمجھ اور فہم کے مطابق اللہ تعالیٰ ہر جگہ موجود ہے ہر ایٹم اور مالیکیول میں موجود ہے اس پر میری رائے کیا ہے؟

میں قرآن پاک کا ایک طالب علم ہوں مجھے قرآن میں ایسی کوئی آیت نہیں ملی جس میں ہو کہ اللہ ہر کہیں موجود ہے اور نہ کسی صحیح حدیث ہی سے یہ بات ملتی ہے کہ اللہ ہر جگہ موجود ہے لیکن میں جانتا ہوں کہ اللہ کی موجودگی کے حوالے سے مختلف نظریات ہیں۔ ہمارے پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے اس حوالے سے فرمایا ہے کہ اس ضمن میں اس قدر جستجو اور بحث مت کرو تاہم ایک خاتون آپ ﷺ کے پاس پہنچ گئی۔ آپ ﷺ نے اس کے ایمان کا امتحان لینے کے لئے دریافت فرمایا:

"اللہ کہاں ہے"

اس نے اشارہ دیا سب سے اوپر' آپ ﷺ نے اسے Pass کر دیا۔ میں جانتا ہوں کے مختلف لوگوں کے سوچنے کا انداز مختلف ہوتا ہے۔ مجھے قرآن وحدیث میں کہیں بھی ایسی بات نہیں ملتی جس کی بنیاد پر کہا جا سکے کہ اللہ ہر جگہ موجود ہے میں اسی قدر جانتا ہوں امید ہے بہن کو اپنے سوال کا جواب مل گیا۔

سوال: السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہٗ میرا نام صادق بھائی ہے میں نے اسلام قبول کیا ہے۔ اگر میں اپنا مکمل تعارف کراؤں تو یہ یوں ہوگا کہ جنوری 2005ء میں ذاکر بھائی نے چنائی میں ایک بہت بڑا اجتماع کیا جس میں مجھے بھی شرکت کا موقع ملا۔ انہوں نے اللہ کے تصور اور توحید پر اس قدر موثر انداز سے گفتگو کی کہ میں نے دل وجان سے اسلام قبول کرلیا اور اس میں کوئی دباؤ یا ترغیب شامل نہیں تھی۔ میرے دل نے اس پر لبیک کہا اور میں نے اس سچ کو قبول کرلیا۔

جب ڈاکٹر ذاکر نائیک خطاب فرمار ہے تھے تو انہوں نے فرمایا کہ "وشنو" کا مطلب رب یعنی پالنے والا ہے۔ جب آپ ایک گھنٹے کے خطاب کے لئے اُٹھے تو آپ نے بڑی شدومد سے وشنو اور پانچ عناصر پر بات کی جو تمام فضاء میں موجود ہیں وغیرہ۔ اب وشنو سہسرانامہ میں بالکل واضح ہے اور اس کی وضاحت آپ بھی کر سکتے ہیں:

شکلام برادھرم وشنم ششی ورنم چتر بھجم

پراسناوادنم وھیایت سرواوگھنو پاشانتیا

یاسیاسمرنا ماترنا جنم آسم سارابندھنات

ویمو چییت نمستسمائی وشنو پر و بھاوشنیو

اوم نامو وشنیو پر بھاوشنیو

شری ویشم پا یا نا او واشا

شرتوا دھر مان شیشینا پاوانانی جاسروشہ

میں اسی پر اختتام کروں گا۔ ایکسکیوزمی گرو جی، پلیز مجھے پہلی چند لائنوں کا صحیح نچوڑ نکال کر دیں۔ میں نے ان منتروں کو وشنو سہسرانم سے پڑھا ہے۔ اگر آپ صحیح وضاحت کر سکیں تو مجھے یقین ہے کہ اسی مقام پر اللہ کی رحمت اور ہدایت آپ پر اور آپ کے تمام پیروکاروں پر ہوگی۔ السلام علیکم!

روی شنکر:

میں اس نوجوان کے لئے بے حد ہمدردی رکھتا ہوں جس نے غلط حوالہ دیا اور جو گمراہ ہو چکا ہے۔ او کے۔ اللہ مجھ پر اپنی رحمتیں اور نوازشیں نازل کرنے والا ہے میرے عزیز وہ مجھے پہلے ہی نواز چکا ہے وہ میرے قریب ہے اور اس نے مجھے اس قدر شعور دیا ہے کہ میں تم جیسے جوانوں کو جان سکوں جو اسلام کو بدنام کر رہے ہیں تمہارا خیال ہے صرف تم ہی سچ جانتے ہو کوئی اور نہیں جانتا۔ میرے بچے جاگو اور ادب کرو۔ یہ تمام صحیفے بہت گہرے ہیں۔ میں جانتا ہوں تم کیا کہہ رہے ہو۔ علم بہت گہرا ہے اس کے اندر گہرائی میں اترنے ار محض اس کی سطح کھوچنے تک نہ رہو۔ تم نے صرف سطح کریدی ہے اور یقیناً تم ایک خاندان میں پیدا ہوئے ہو۔ تم اپنی آزاد مرضی سے اسلام کی جانب مائل ہوئے اور اسے قبول کیا۔ یہ ایک اچھی بات ہے لیکن کسی چیز کو مسترد کرنے اور کسی چیز کو قبول کرنے سے صرف آپ کی جہالت واضح ہوتی ہے اس سے تمہاری علمیت واضح نہیں ہوتی بلکہ یہ ظاہر ہوتا ہے کہ تم علم سے کس قدر بے بہرہ ہو اور ہندوازم میں تصور خدا کا شعور بھی نہیں رکھتے۔ میں تمہیں بتانا چاہوں گا کہ اگر تم نے وشنو سہسرانم کا مطالعہ کیا ہے تو یہ ایک بہت بڑی بات ہے۔ اس کے ایک ایک لفظ پر ضخیم کتاب تیار ہو سکتی ہے۔

پوتھی پڑھ پڑھ جگ مویا پنڈت بھایا نہ کوئی

ایسے پنڈتوں سے تو نقصان ہی ہوتا ہے جو تھوڑا سا پڑھ لیتے ہیں اور اپنے آپ کو پنڈت جانتے ہیں۔

دھائی اکھشر پریم کے پڑھے سو پنڈت ہوئے۔

علم حاصل کرو اور جس عقیدے کو تم نے اختیار کیا ہے اس کے لئے نیک نامی کا باعث بنو اور یہ خیال کرتے ہوئے کہ صرف تمہارا عقیدہ ہی درست ہے دوسرے لوگوں کو اپنے مذہب اور عقیدے کے قبول کرنے پر مجبور نہ کرو۔ یہ بات قابل قبول نہیں ہے تم پوری زندگی مجھے اس جانب مائل نہیں کر سکتے کیونکہ میں پہلے ہی دل و دماغ سے مائل ہو چکا ہوں اور بہت سوں کو ابھی دل و دماغ سے اس جانب پلٹنا ہے۔ لوگوں کو

ان کے دلوں میں اترنا ہے ان کی محبت میں اور دانشمندی اختیار کرو اور صرف اسے دہرانے یا حوالہ دینے کیلئے استعمال نہ کرو بلکہ اس کا عملی مظاہرہ کرو۔ معاشرے میں لوگوں کے دل و دماغ کے لئے مزید مسائل پیدا کرنے کا باعث مت بنو آؤ ہم سب ایک دوسرے کے پیارے بھائی بہن بن جائیں۔ ایک دوسرے سے پیار کریں ایک دوسرے کا احترام کریں اور دوسروں پر تنقید کرنا چھوڑ دیں۔ او کے؟ تھینک یو!

سوال: میرا نام محمد عقیل ہے اور میں میڈیکل ٹیکنالوجسٹ ہوں میرا سوال یہ ہے سری سری روی شنکر نے اپنے خطاب میں ویدوں سے اللہ کے بارے میں حوالہ دیا ہے کہ میں ایک ہوں اور بہت سوں میں داخل ہوں آپ اس پر کس قدر یقین رکھتے ہیں، یا نہیں رکھتے۔ ذرا اس بات کی وضاحت فرما دیں!

ڈاکٹر ذاکر:

بھائی نے سوال کیا ہے کہ سری سری روی شنکر نے وید کے حوالے سے جو بات کی ہے کہ اللہ ایک ہے مگر بہت سی چیزوں میں موجود ہے۔ اس پر میرا نکتہ نظر کیا ہے؟

جہاں تک میں ان کی اس بات کو سمجھ پایا ہوں تو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کی سورہ حجر 15 آیت 29، سورہ سجدہ 32 آیت 9 میں ہے:

اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کے دل میں اپنا علم پھونکا ہے۔

اس طرح اللہ کا علم ہر انسان کے دل میں موجود ہے اگر قرآن اور وید کا مطالعہ کر کے اس بات کو اس طرح بیان کیا جائے کہ ہر انسان کے دل میں علم الٰہی موجود ہے یعنی ہر دل میں رب بستا ہے۔ ہر دل میں خدا ہے، دیوتا ہے تو آپ اس لحاظ سے ہر جگہ اللہ تعالیٰ کی موجودگی سے اتفاق یا اختلاف کر سکتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ اس سوال کا جواب ہو گیا۔

احسن القصص کا بیان یعنی حضرت یوسف علیہ السلام کو جب ذلیخا بہلا پھسلا کر ساتویں کمرے میں لے گئی تو کہا کہ اس جگہ پر کوئی نہیں دیکھ رہا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا مگر اللہ تو دیکھ رہا ہے۔

بقول اقبال:

زاہد شراب پینے دے مسجد میں بیٹھ کر
یا وہ جگہ بتا جہاں پر خدا نہیں

حضرت امام حسینؓ کا فرمان ہے کہ گناہ وہاں کر جہاں خدا نہ ہو

آیت الکرسی میں ہے کہ "وہ عظیم ہے ہر چیز کو گھیرے ہوئے اس کا احاطہ کیے ہوئے ہے"

ایک شاعر نے ہر جگہ اللہ کی موجودگی کو بیان کرتے ہوئے یہ بھی بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کس مقام پر موجود نہیں ہے۔

اٹھ جا لعین یہاں سے یہ پینے کی جا نہیں
کافر کے دل پر بیٹھ وہاں پر خدا نہیں

سوال: میرا نام تنویر فاطمہ ہے اور میں RGDC کالج میں BDS کے فائنل ایئر میں ہوں۔ میرا محترم سری سری روی شنکر سے سوال ہے کہ مہابھارت میں ابھی مینو کے بارے میں ہے کہ اس نے شکم مادر میں ہی سن لیا تھا کہ چکرویہ میں کیسے داخل ہوا جاتا ہے جبکہ جدید سائنس کی روشنی میں بچہ رحم مادر میں سن نہیں سکتا۔ آپ اس بارے میں کیا کہیں گے؟

روی شنکر:

دنیا اسرار سے پر ہے اور ہم سب کچھ نہیں جانتے اور نہ اس کا دعویٰ کر سکتے ہیں۔ یہ ایک معمہ ہے۔ میں ابھی مینو کا وکیل نہیں ہوا لہٰذا اگر آپ کو اس میں کچھ اچھائی نظر آتی ہے تو اسے لے لیں اور اگر نہیں تو آپ جیسا خیال کرتے ہیں ویسے ہی کریں۔ ممکن ہے آپ جس چیز کو آج ناممکن خیال کرتے ہیں آنے والے وقت میں وہ ممکن ہو۔ ماضی میں ٹیسٹ ٹیوب بے بی کا تصور تک نہیں تھا اور آج یہ چیز ممکن ہے۔

''مہابھارت'' میں بیان کیا گیا ہے کہ ''کنتی'' نے ایک جیسا ایمبریو مختلف حصوں میں رکھا تھا۔ آپ ''پران'' اور ''اتہاس'' کو جانتے ہیں آپ کو ان کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ جو کچھ ان میں ہے اسے جاننے اور سمجھنے کی کوشش کریں۔ آپ کو اسے مختلف زاویئے سے جاننے اور سمجھنے کی کوشش کریں۔ آپ کو اسے مختلف زاویئے سے جانچنا ہوگا کیونکہ یہ تاریخی چیز نہیں ہے اس میں موجود ہر چیز کو مختلف پہلوؤں سے دیکھنا ہوگا۔ پرانوں اور ''مہابھارت'' میں بہت سی باتیں سائنسی ہیں جو تحقیق کی متقاضی ہیں۔ ان پر آج تک تحقیق نہیں ہو سکی مگر آج اس پر تحقیق ہونی چاہیے۔ میرا خیال ہے اس ضمن میں، میں یہی کچھ کہہ سکتا ہوں۔

سوال: میرا نام آمنہ ہے اور میں ایک طالبہ ہوں میرا سوال ہے کہ ہندو صحائف میں اوتار کا کیا تصور ہے اور کالکی اوتار کون ہے؟

ڈاکٹر ذاکر:

میں بہن کے اس سوال کا جواب دینے سے قبل گزارش کروں گا کہ میں ایک میڈیکل ڈاکٹر ہوں اور میں یہ کہوں گا کہ بچہ ماں کے پیٹ میں سنتا ہے۔ پانچویں ماہ میں کان کھل جاتے ہیں اور قرآن پاک کی سورۃ الانسان (الدھر) 76 آیت نمبر 2 میں ہے:

''اللہ نے آپ کو قوت سامعہ یعنی سننے کی حس اور قوت باصرہ یعنی دیکھنے کی حس عطا کی ہے''

پہلے سننے اور پھر بولنے کی حس کا ذکر ہے لہٰذا کان بائیسویں دن شروع ہو جاتے ہیں اور پانچویں ماہ میں سننے لگتے ہیں اس لئے کہا جاتا ہے کہ حاملہ کو اس عرصے میں پرتشدد فلمیں دیکھنے سے گریز کرنا چاہیے۔ تحقیق کہتی ہے کہ اس سے بچے پر اثر پڑتا ہے۔ بچہ پیٹ میں سن سکتا ہے لہٰذا پہلے جس بہن نے سوال کیا ہے میں ان سے اختلاف کروں گا۔

جہاں تک اوتار اور کالکی کا تعلق ہے یہ سنسکرت کے الفاظ ''او'' اور ''ترا'' سے مل کر بنا ہے جس کا مطلب

اترنا ہے۔ ہندوؤں کے مطابق اس سے مراد اللہ کا جسمانی طور پر زمین پر آنا ہے مگر اکثر محققین کا کہنا ہے کہ اوتار کا مطلب ہرگز خدا نہیں ہے اس سے مراد اللہ کے بھیجے ہوئے یعنی رشی ہیں۔

قرآن پاک میں ہے:

''اللہ تعالی بندوں میں سے اپنے منتخب بندوں کے ذریعے اپنا پیغام بندوں تک پہنچاتا ہے اور یہ بندے پیغمبر کہلاتے ہیں''

اسلام رسولوں پر ایمان رکھتا ہے اور اللہ تعالی قرآن پاک کی سورہ نمبر 35، ایت ن مبر 24 میں ارشاد فرماتا ہے۔

''اے محبوب بے شک ہم نے تمہیں حق کے ساتھ بھیجا خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا اور جو کوئی گروہ ہوا سب میں ایک ڈر سنانے والا گذر چکا''

کوئی قوم یا قبیلہ ایسا نہیں جس میں ہم نے کسی کو خبردار کرنے والا نہ بھیجا ہو۔

سورہ الرعد 13 آیت 7 ہے:

''ہر زمانے اور قوم میں ہم نے پیغمبر بھیجے''

اگر آپ ویدوں کا مطالعہ کرتے ہیں تو ان میں بھی ہے کہ اللہ تعالی نے اہل علم اور رشی بھیجے ہیں ان میں سے ایک کالکی اوتار ہے اس کا ذکر بھگوتا پران میں ہے کھنڈ 12، ادھیا 2، شلوک 18 تا 20۔

اس کا جنم وشنو یاش سردار سمبالِا کے ہاں ہوگا اس کا نام کالکی ہوگا۔ اسے فوق البشر خصوصیات دی جائیں گی۔

وہ سفید گھوڑے پر سوار ہوگا، اس کے ایک ہاتھ میں تلوار ہوگی اور وہ بدامنی اور ظلم کا خاتمہ کرے گا۔

اسی میں آگے چل کر کھنڈ 1 ادھیایا 3 شلوک 25 میں ہے۔

کلجگ میں جب بادشاہ ڈاکوؤں جیسے ہوں گے وشنو یاش کے گھر کالکی کا جنم ہوگا۔

کالکی پران کے باب 2 منتر 4 میں ہے:

''اس کے باپ کا نام وشنو یاش ہے''

''اس کے چار ساتھی اس کی مدد کریں گے''

کالکی پران باب 2 منتر 7 میں ہے:

''دیوتا اس کی مدد کریں گے، جنگ کے دوران دیوتا اس کی مدد کریں گے''

کالکی پران باب 2 منتر 15 میں ہے:

''اس کی پیدائش مدھیو کے بارہویں مہینے میں ہوگی''

مختصر یہ ہے کہ کالکی اوتار کی پیدائش وشنو یاش (اللہ کے عبادت گزار) کے ہاں ہوگی عربی میں اس کا مطلب ہوگا حضرت عبداللہ کے ہاں ہوگی۔ حضرت محمدؐ کے والد ماجد کا نام اللہ عا عبادت گزار، اللہ کا بندہ یعنی

''عبداللہ'' تھا۔ کالکی اوتار کی والدہ کا نام ساماتی ''امن'' ہوگا۔ حضرت محمدؐ کی والدہ ماجدہ کا اسم گرامی حضرت آمنہ تھا جو ساماتی کا عربی ترجمہ ہے۔

کالکی اوتار کی پیدائش سمبالا سردار کے ہاں ہوگی۔

ہم جانتے ہیں حضرت محمدؐ کی ولادت سردار مکہ کے ہاں ہوئی تھی۔ پھر آتا ہے کہ کالکی اوتار کی پیدائش مدھیو کے بارہویں ماہ میں ہوگی۔

ہم جانتے ہیں حضرت محمدؐ کی پیدائش 12 ربیع الاول کو ہوئی۔

وہ انتم رشی یعنی آخری رشی ہوگا۔

سورہ احزاب 33 آیت 40 میں ہے:

''محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور خاتم النبین اور اللہ سب کچھ جانتا ہے''

یعنی حضرت محمدؐ خاتم النبین ہیں آخری نبی ہیں۔

اس کے بعد مزید ذکر ملتا ہے کہ وہ ہجرت کرے گا اس پر وحی نازل ہوگی۔ وہ ایک غار میں رہے گا۔ شمال کی جانب ہجرت کرے گا اور پھر واپس آئے گا۔

ہم جانتے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ پر پہلی وحی غار حرا (جبل نور) میں اتری۔ جبل نور یعنی روشنی کا پہاڑ۔ پھر آپ ﷺ نے مدینہ ہجرت فرمائی جو شمال کی جانب واقع ہے پھر آپ ﷺ واپس آئے اور مکہ کو فتح کرلیا۔

کالکی اوتار کے بارے میں ہے کہ اسے آٹھ فوق البشر خصوصیات عطا کی جائیں گی۔

دانش، صبر و تحمل، وحی کا علم، معزز خاندان، شجاعت، قوت، سخاوت، بہادری اور شکر گزاری۔ یہ سب خوبیاں حضرت محمدؐ میں بدرجہ اتم موجود تھیں۔

پھر بیان ہے کہ وہ پوری انسانیت کی رہنمائی کرے گا۔

قرآن کریم کی سورہ سبا 34 آیت 28 میں ہے:

آپ تمام بنی انسان کے رسول ہیں

مزید بیان ہے کہ وہ سفید گھوڑے پر سوار ہوگا۔

ہم جانتے ہیں کہ معراج کی شب حضرت محمد ﷺ کو سفید برق سواری کیلئے پیش کیا گیا۔

کالکی اوتار کے دائیں ہاتھ میں تلوار ہوگی۔

حضرت محمد ﷺ نے بہت سے غزوات و دفاعی جنگوں میں شرکت فرمائی اور اپنے داہنے ہاتھ میں تلوار اٹھائی۔

پھر بیان آتا ہے کہ چار ساتھی اس کی مدد کریں گے۔

خلفائے راشدین حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی، حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہم حضرت محمد ﷺ کے چار مخلص صحابی اور ساتھی تھے۔

کالکی اوتار کے بارے میں بیان ہے کہ دیوتا جنگ میں اس کی مدد کریں گے۔
جنگ بدر میں فرشتوں نے حضرت محمدؐ کی مدد کی۔

سوال: میرا سوال سری سری روی شنکر جی سے ہے اور میرا شک ان مختلف نظریات کے حوالے سے جو ہندوازم میں مبہم اور الجھے ہوئے ہیں۔ اسلام میں ہمارے پاس قرآن اور پھر صحیح حدیث ہے جس کے ذریعے ہم کسی نظریئے یا عقیدے کی جانچ کر سکتے ہیں۔ قرآن کی پیروی رسول صلی اللہ علیہ وآلیہ وسلم نے خود بھی کی ہے اور ہمارے علماء بھی کرتے ہیں۔ لیکن ہندوازم میں ہمیں گرو یا مذہبی رہنما ملتے ہیں اور اونچے طبقوں اور اونچی جاتیوں کے لوگ جو ایسے عقائد اور نظریات پر چل رہے ہیں جن کی وید نفی کرتے ہیں۔ آپ کہہ سکتے ہیں کہ ان اختلافات کو ویدوں میں دیکھیں کہ وہ ان کی موافقت یا مخالفت کے بارے میں کیا کہتے ہیں لیکن اگر وہ وید کہتے ہیں کہ گوشت کھانے کی اجازت ہے تو آپ دیکھیں گے کہ ہندو مذہبی رہنما اس سے اختلاف کرتے ہوئے اسے پاپ قرار دیتے ہیں۔ اس طرح ویدوں میں ہے کہ اللہ کی تصویر، بت یا شکل نہیں ہے مگر ہندو مذہبی رہنما اس کی شکل دے رہے ہیں۔ تو ایک عام آدمی ان نظریات کی تفہیم کیسے کر پائے گا؟ ایک عام ہندو کس طرح یہ جانے گا کہ کیا مناسب ہے اور کیا غلط، کسی چیز پر عمل کرنا چاہئے اور کس عمل کو نظر انداز کرنا چاہئے۔ اگر آپ کہتے ہیں پنڈتوں کو چھوڑو اور کتابوں پر عمل کرو لیکن اگر پنڈت خود ہی گم کردہ راہ ہوں تو ایک عام ہندو کس طرح سیدھی راہ پر چل سکتا ہے اگر وہ اس مذہب کا پیروکار ہے۔

روی شنکر:

ہاں! یہ ایک اچھا سوال ہے۔ اگر آپ نے اس مکالمے کو شروع سے سنا ہے تو ہم کہہ چکے ہیں کہ لوگ مذہبی کتابوں پر عمل نہیں کر رہے ہیں۔ اسلام میں بھی لوگ قرآن اور قرآنی تعلیمات پر عمل پیرا نہیں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ لوگ تشدد سمیت مختلف دیگر اعمال مذموم میں الجھے ہوئے ہیں۔ چند لوگوں کو ماسوا امن کا پرچار نہیں کیا جا رہا۔ اسی طرح ہو سکتا ہے کہ چند ہندو مذہبی رہنما غلطی پر ہوں مگر وہ مذہب نہیں ہے۔ مذہب بہت واضح ہے وید اور اپنشد اس کی اتھارٹی ہیں اس کا معیار ہیں۔

یوگا وید کو جاننے اور سمجھنے کا عملی ذریعہ ہے۔ لاکھوں لوگ ان سے فائدہ اٹھا رہے ہیں اور اس سرزمین پر بے شمار اولیا مثلاً میرا، چیتانیہ مہا پربھو، گرونانک دیو، گوروگوبند سنگھ جی وغیرہ ہوئے اور انہوں نے رگ وید کے شلوک اپنائے ہیں۔

ماضی میں بہت سے رشی ہوئے، بہت سے مستقبل میں ہوں گے۔ یہ کائنات لامحدود ہے۔ اس کی حرکت اس کی گردش جاری رہتی ہے وقت سے وقت تک سمبھاونی یگ یگے، کرشنا نے کہا تھا کہ میں ہر دور میں دنیا کی خرابیاں دور کرنے آؤں گا۔ اس کیلئے ہمیں شری مت بھگوت گیتا کو دیکھنا ہوگا۔ آپ کہتے ہیں کہ اسے پڑھیں میں ایک اور کتاب یوگا وشیشتا کے مطالعے کی تحریک دوں گا۔ یہ اس سیارے پر سب سے پرلطف

اور سائنسی علم ہے۔ آج پوری دنیا یوگا وششٹا کی اہمیت کو محسوس کر رہی ہے اور اسے پہچان رہی ہے یہ کتاب ہمیں شعور کا ادراک دیتی ہے۔ ہر کسی کیلئے لازمی ہے کہ وہ ہر کہیں سے علم حاصل کرے۔ علم کا نچوڑ اپنشد سے، گیتا سے، ویدانتا سے حاصل کرے اور محبت اور تعاون کی زندگی بسر کرے۔ تھینک یو!

سوال: میرا نام وجے کمار ہے میں ایک ٹی وی ٹیکنیشن ہوں۔ میرا سوال جناب ڈاکٹر ذاکر نائیک سے ہے کہ جیسا کہ یہ اسلام میں دوبار زندگی ہے، چند مسلمان کہتے ہیں کہ ہے!......اور قیامت کا روز کیا ہے؟ کیا قیامت اسی وقت شروع ہو جاتی ہے جب کوئی مرتا ہے؟

ڈاکٹر ذاکر:

بھائی نے دوسری زندگی اور قیامت کے حوالے سے سوال کیا ہے تو میں کہوں گا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ارشاد فرمایا ہے کہ اس نے ہمیں بنایا، پھر موت دی اور پھر ہمیں اس دنیا میں زندہ کرے گا۔ اس نے ہمیں موت دی اور پھر دوبارہ زندگی۔ ہم اس دنیا میں زندگی گزارنے کے بعد مر جائیں گے اور آخروی زندگی کیلئے دوبارہ زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے۔ اگر آپ موت سے بعد کی زندگی کی بات کرتے ہیں تو ہاں موت کے بعد زندگی ہے۔ لیکن اگر آپ ہندو فلسفے کی بات کرتے ہیں تو اس میں ہے کہ آپ بار بار پیدا ہوتے ہیں بار بار مرتے ہیں جو آواگون کا نظریہ ہے تو میں کہوں گا کہ نہیں۔ ہم اس دنیا میں صرف ایک بار آتے ہیں اور یہی کافی ہے۔ اور اگر آپ اس کا تجزیہ کرنا چاہتے ہیں تو وید اور ہندو صحیفوں کا طالب علم ہونے کے ناطے میں کہوں گا کہ جیون چکر کا یہ نظریہ بھگوت گیتا سے اخذ کیا گیا ہے۔ اس کے باب 4، شلوک 22 میں ہے کہ ایک انسان جس طرح پرانے کپڑے اُتار کر نئے کپڑے پہن لیتا ہے اسی طرح روح ایک جسم کو اُتار کر یعنی چھوڑ کر دوسرا اُوڑھ لیتی ہے۔ اس کا بیان برہدرنیا کا اپنشد کے باب 4 حصہ 4 شلوک 3 میں ہے کہ جس طرح ایک گھاس کا ٹڈا گھاس کی ایک شاخ سے چھلانگ لگا کر دوسری پر جا بیٹھتا ہے اسی طرح کچھ سفر کے بعد روح انسانی ایک بدن چھوڑ کر دوسرے میں داخل ہو جاتی ہے۔ لیکن میرے مطالعے سے یہ فلسفہ میل نہیں کھاتا۔ ویدوں میں اس کا ذکر نہیں ہے۔ ویدوں میں پونر جنم کا ذکر کتاب دہم، دعا 16 منتر 4 اور 5 میں ملتا ہے۔ پونر کا مطلب ہے اگلی، جنم کا مطلب زندگی تو پونر جنم کا مطلب ہوا اگلی زندگی۔

قرآن مجید بھی اگلی زندگی کا ذکر کرتا ہے مگر موت زندگی، مختصر زندگی وغیرہ کا ذکر نہیں کرتا۔ ویدا میں یہ بات کہیں نہیں تو اگر آپ ایسا چاہیں جیسا کہ سری سری روی شنکر نے کہا ہے کہ وید سب سے اوپر ہیں اگر آپ ویدوں کا موازنہ اپنشدوں اور بھگوت گیتا سے کرنا چاہتے ہیں تو ہم آپ سے اُتفاق کرتے ہیں۔ یہاں جسم بھی ہے روح بھی ہے، جسم مرتا ہے اور آپ دوبارہ اگلی دنیا میں آتے ہیں میں اس سے بالکل متفق ہوں۔ موت کے بعد زندگی ہے مگر اس کے بعد پھر پیدائش اور موت کا کوئی چکر نہیں ہے۔ یہ نظریہ ان محققین کا اختیار کردہ ہے جو یہ بات نہیں جان پائے تھے کہ انسان پیدائشی طور پر بہرا کیسے پیدا ہو سکتا ہے۔ بعض ماں کے پیٹ سے

ہی دل کی بیماری کے ساتھ جنم لیتے ہیں اور کچھ صحت اور کچھ بیماری کے ساتھ پیدا ہوتے ہیں۔ بعض غریب اور بعض امیر خاندانوں میں پیدا ہوتے ہیں۔ لہٰذا انہوں نے اسے 'کرما' کا نام دیا۔ یعنی اعمال اور اسے دھرما کے مطابق گزارنا چاہئے۔ لہٰذا اپنے اعمال کے کارن اگر آپ اس جنم میں اچھے کام کرتے ہیں اور دھرم کی باتوں پر عمل پیرا ہوتے ہیں تو اگلے جنم میں خوشحال اور امیر خاندان میں جنم لیں گے۔ اگر تمہارے اعمال اچھے نہیں ہوں گے اور جنم کو پاپ سے میلا کر دو گے تو تمہارا اگلا جنم کسی اور صورت میں ہوگا یعنی کسی اور مخلوق جیسے جانور وغیرہ۔

لہٰذا انسان ایک درخت، ایک جانور اور انسان کے روپ میں آتا رہتا ہے۔ سب سے اعلیٰ روپ انسان کا ہے۔ اس طرح یہ جیون چکر سات جنموں پر مکت ہوتا ہے۔

اسلام اس بات سے ہرگز اتفاق نہیں کرتا اور ویدوں میں بھی پونر جنم یعنی صرف اگلی زندگی کا ذکر ہے سات جنموں کی زندگی کا ذکر نہیں ہے۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ ہم اس دنیا میں صرف ایک بار آتے ہیں اور یہ کافی ہے۔ سورہ ملک 27 کی آیت نمبر 2 میں ہے:

"اللہ نے ہی زندگی اور موت کو پیدا کیا تاکہ دیکھ سکے کہ تم میں سے کون نیک کام کرتا ہے"

اس طرح سورہ بقرہ کی آیت 155 میں ارشاد ربانی ہے:

"یقیناً ہم تمہیں بھوک، خوف، موت، مالی نقصان، دولت کے نقصان آزمائیں گے"

لہٰذا اللہ فرماتا ہے کہ یہ زندگی اُخروی زندگی کیلئے ایک امتحان ہے۔ جہاں تک اس فلسفے کا تعلق ہے کہ لوگ معذور کیسے پیدا ہو سکتے ہیں۔ کچھ لوگ امیر اور کچھ غریب خاندانوں میں کیوں پیدا ہوتے ہیں۔ قرآن پاک کی سورۃ الانفال کی آیت نمبر 28 میں ہے: "اللہ نے تمہیں مال اور اولاد آزمائش کیلئے دی ہے"

یہ زندگی آخرت کیلئے ایک امتحان ہے اور دنیا امتحان گاہ ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کو امیر اور بعض کو غریب خاندانوں میں پیدا کرتا ہے۔ ہر امیر آدمی پر غریبوں کی زکوٰۃ دینا فرض ہے مگر غریب زکوٰۃ سے مستثنیٰ ہیں۔ اس امتحان میں غریب تو سو فیصد پاس ہے اور 100 میں سے 100 نمبر حاصل کرتا ہے مگر امیر کیلئے ایسا نہیں ہے اگر تو وہ پوری زکوٰۃ دیتا ہے تو وہ بھی 100 فیصد نمبر لیتا ہے لیکن اگر نصف دیتا ہے تو 50 فیصد اور اگر زکوٰۃ بالکل نہیں دیتا تو اسے 100 میں صفر نمبر ہی ملیں گے۔

غریب آدمی پر تو زکوٰۃ فرض ہی نہیں اس لئے اس امتحان میں وہ سرخرو ہوتا ہے اور 100 فیصد نمبر لے لیتا ہے یہ ایک آزمائش ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنے کچھ بندوں کو صحت کے ذریعے آزماتا ہے۔ کچھ بندوں کو اولاد سے آزماتا ہے کچھ بچے پیدائشی معذور ہوتے ہیں یہ معذوری ہی ان کا امتحان ہوتی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ یہ معذوری ان کے پچھلے جنم میں کیئے گئے پاپوں کی وجہ سے ہے۔ اسلام کے مطابق ہر بچہ معصوم پیدا ہوتا ہے۔ بچے والدین کیلئے امتحان ہوتے ہیں۔ اگر کوئی پیدائشی عارضہ قلب میں مبتلا ہوتا ہے تو اس کا مطلب بھی یہ نہیں کہ اس کے

گناہوں کے کارن ہے۔ اگر غریب خاندان میں پیدا ہوتا ہے تو یہ بھی اس کے کسی سابقہ گناہ کا نتیجہ نہیں ہے۔ دولت، امارت اور صحت جنت میں جانے کی ضمانت نہیں ہے۔ تو اس طرح ہم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں۔

جہاں تک یوم حساب کا تعلق ہے تو اللہ تعالی سورہ آل عمران 35 کی آیت 185 میں فرماتا ہے **کل نفس ذائقته الموت**۔ "ہر نفس کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے"

مگر حتمی حساب کتاب یوم حشر کو ہوگا۔ اگر آپ نے یہاں کوئی چھوٹا موٹا گناہ کیا ہے تو وہاں اسی قدر اس کی سزا ملے گی یا ممکن ہے اللہ معاف فرما دے۔ آخری سزا و جزا جہنم اور جنت کی شکل میں ہے اس کا ذکر ویدوں میں بھی "نرک" اور "سورگ" کے ناموں سے ملتا ہے۔ سب کو یوم حشر میں جمع ہو کر اپنے اعمال کیلئے جواب دینا ہے اور تمام لوگ جو اس دنیا سے رخصت ہو گئے اور جو ہوں گے سب کو ایک مقام پر دوبارہ زندہ کر کے جمع کیا جائے گا۔ وہاں اللہ انصاف کرے گا ہر انسان کو اس کے اچھے یا برے اعمال کے مطابق جزا یا سزا دی جائے گی۔ امید ہے آپ مطمئن ہو گئے ہوں گے۔

سوال: السلام وعلیکم! میرا نام فاطمہ ہے میں ایک گھریلو خاتون ہوں۔ سب سے پہلے میں ان وسیع معلومات کیلئے جناب ڈاکٹر ذاکر نائیک صاحب کی شکر گزار ہوں۔ میرا ان سے سوال ہے کہ آج کی گفتگو میں امن، محبت اور صبر و تحمل پر بات کی گئی تاکہ ان کے ذریعے دنیا کو رہنے کیلئے ایک عمدہ جگہ بنایا جائے۔ دوسرے الفاظ میں ہم اپنی زندگیوں کو آسان، محفوظ اور پر آسائش بنا سکیں۔ میں سری سری روی شنکر سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ ہمارا پہلا فرض کیا ہے؟ ہم بحیثیت انسان دوسرے انسانوں کے ساتھ اچھے اخلاق کا مظاہرہ کریں یا پھر انسان ہونے کے ناطے سب سے پہلے اللہ کی طرف توجہ دیں اور اس کی شکر گزاری کریں؟

روی شنکر:

سب سے پہلے میں اس سے قبل ہونے والی گفتگو کے حوالے سے اپنے اس نکتہ نظر کی وضاحت کروں گا کہ ہم ہندوستانی دوبارہ جنم پر یقین رکھتے ہیں اور اس بات کو دنیا بھر میں میڈیکل سائنس نے بھی تسلیم کر لیا ہے اور اس کے ذریعے لوگوں کا علاج کیا جا رہا ہے۔ وہ لوگ جو اس بات پر یقین نہیں رکھتے وہ بھی ایسے تجربات سے دوچار ہو رہے ہیں اور انہیں یہ علم ہو رہا ہے کہ دماغی شعور ذہانت اور توانائی ہے THERMODYNAMICS کا فارمولا بھی اس کی تصدیق کرتا ہے اور شعور کا سفر جاری رہتا ہے۔ تین چار سال کے بچے وائلن بجا لیتے ہیں اور موسیقی کے کچھ دیگر آلات بھی استعمال کر سکتے ہیں۔ میں نے خود بھگوت گیتا کا مطالعہ بغیر کسی کی رہنمائی کے کر لیا۔ لہٰذا یہ سب "سمسکرہ" کے واضح ثبوت ہیں۔ یہ چیزیں ذہن میں پہلے سے ہی موجود ہوتی ہیں۔ لہٰذا ہمیں اس بات پر غور و فکر اور بحث کرنی چاہئے کہ جین ازم، بدھ ازم، سکھ ازم، ہندو ازم، تاؤ ازم، اور شنٹو ازم کیوں شعور کے مسلسل سفر اور دوبارہ جنم میں یقین رکھتے ہیں؟

اب سوال کی طرف آتے ہیں۔ ہاں! بحیثیت انسان ہمارا سب سے پہلا فرض یہ ہے کہ ہم دنیا کو امن وسکون اور محبت وآشتی کا گہوارہ بنا دیں۔

''جنا سیو جنز دھنا سیو''

یعنی انسانیت کی خدمت کرنا ہی اللہ کی عبادت کرنا ہے۔ ان سب کا نکتہ نظر یہی ہے کہ خدمت خلق عبادت الٰہی کا درجہ رکھتی ہے اور ہمیں انسانی خدمت کے ذریعے اللہ کی عبادت کرنی چاہئے اور اس کی خوشنودی حاصل کرنی چاہئے۔

خدمت خلق کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ اطاعت کیلئے کم نہ تھے کر دبیاں

اس میں کافی تاخیر ہو چکی ہے۔ بہت شکریہ!

سوال: میرا نام متھرا ہے اور میں اور یکل کیلئے کام کرتی ہوں۔ میں نے سب کے ساتھ محبت کرنے کی بات کو بہت اچھا خیال کیا ہے اور میں تو سمجھتی ہوں کہ جو فروغ امن کیلئے کام نہیں کر رہا وہ مسلم ہی نہیں ہے لیکن پوری دنیا اور خصوصاً انڈیا میں تشدد اور دہشت گردی کی تمام کڑیاں اسلام سے جوڑ دی جاتی ہیں تو رہنما اس بدنامی کا ازالہ کرنے کیلئے کیا کر رہے ہیں؟

ڈاکٹر ذاکر:

بہن نے ایک بہت اچھا سوال پوچھا ہے کہ ہم کیا کر رہے ہیں اور پوری دنیا میں اسلام ہی سے دہشت گردی وغیرہ کو کیوں منسوب کر دیا گیا ہے۔ میں اس کی وضاحت کروں گا کہ اس کے پیچھے میڈیا ہے اور میں نے 16 اپریل 1979 کے ایک میگزین میں پڑھا کہ 1800ء سے 1950ء تک کے 150 سالہ دورانیئے میں اسلام کے خلاف ساٹھ ہزار کتابیں لکھی گئیں۔ یعنی اوسطاً روزانہ ایک کتاب اور نائن الیون کے واقعے کے بعد اس میں اور زیادہ اضافہ ہوا۔ لوگ قرآن پاک کی مختلف آیات کو جو عملی زندگی میں نظر نہیں آتیں تنقید کا نشانہ بنا رہے ہیں اور سورہ توبہ 9 آیت 5 کو زیادہ اچھالتے ہیں جس میں ہے: ''اور کافروں کو جہاں پاؤ قتل کر دو'' جب آپ مذکورہ آیت کھولتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ'' کافر کو جہاں پاؤ قتل کر دو'' مگر یہ مکمل حوالہ متن نہیں اس کا ربط دیگر آیات سے ہے جنہیں نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ اس میں مکہ کے مشرکین اور مسلمانوں کے مابین امن کے معاہدے کا ذکر ہے۔ اس معاہدے کو مشرکین نے توڑ دیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ چار ماہ تک ان چیزوں کو معمول پر لانے کی کوشش کرو اور اسکے بعد جنگ کی اجازت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب کافر، دشمن تم سے میدان جنگ میں لڑنے کے لیے آ جائیں تو اس وقت ان سے خوفزدہ مت ہو اس وقت لڑو اور انہیں قتل کر دو۔ یہ بالکل فطری بات ہے کہ ایک جرنیل دشمن کا حملہ روکنے کیلئے انہی الفاظ سے اپنے جوانوں کا لہو گرمائے گا۔ وہ کبھی نہیں کہے گا کہ ہاتھ پر ہاتھ باندھے سر جھکائے کھڑے رہو اور دشمن کے ہاتھوں مارے جاؤ۔

لوگ متن اور ربط کو چھوڑ دیتے ہیں اور درمیان سے ایک ہی بات اچک لیتے ہیں اور یہ طرزِ عمل ''فتوے کی دنیا'' کے انڈین مصنف ارون شورائے کا ہے۔ سورہ توبہ کی آیت 5 کا ذکر کرنے کے بعد وہ چھلانگ لگا کر آیت نمبر 7 پر پہنچ جاتا ہے۔ آپ جانتے ہیں کیوں؟ کیونکہ آیت نمبر 6 میں جواب ہے اور اس میں ہے:

''اور اگر کافر تم سے پناہ مانگتا ہے تو اسے نہ صرف امن دو بلکہ امن وسلامتی کے مقام پر جانے کی اجازت دو''

اسلام سختی کی اجازت سب سے آخر میں کرتا ہے اور جہاں جنگ کو ناگزیر قرار دیا گیا ہے وہیں امن کو اس سے بہتر قرار دیا گیا ہے۔ اسلام امن کا داعی ہے اور ہتھیار اسی کیخلاف اٹھاتا ہے جو اس کی طرف خود جنگ کے ارادے سے بڑھتا ہے مگر پھر بھی اسلام حتی الامکان جنگ سے گریز اور امن کی تلقین کرتا ہے۔

اگر وہ امن مانگیں تو انہیں امن دو۔ تقابلی مذاہب کا ایک طالب علم ہونے کی حیثیت سے میں یہ کہوں گا کہ دنیا کے تمام بڑے مذاہب کی مقدس کتب میں جنگ کا ذکر موجود ہے لیکن اس وقت جب اس کے سوا کوئی چارہ کار نہ رہے۔ امن کی کوششیں ہر حال میں مقدم اور جیسا کہ جناب سری سری روی شنکر نے کہا ہے کہ انہوں نے بھگوت گیتا کا مطالعہ کیا ہے۔

سری کرشن کی ارجن کو نصیحت کے ضمن میں باب اول، شلوک 43 تا 48 میں ہے:

ارجن اپنے ہتھیار زمین پر ڈال کر کہتا ہے کہ میں اپنے چچازاد بھائیوں سے جنگ کرنے کی نسبت نہتا قتل ہو جانا زیادہ بہتر سمجھتا ہوں۔ اس کے بعد باب دوم شلوک 2 تا 3 میں سری کرشن کہتے ہیں:

''یہ باتیں تمہارے ذہن میں کیسے آئیں۔ یہ تمہیں آسمانی سیاروں سے دور لے جائیں گی۔ تم اتنے بزدل کیسے ہو سکتے ہو؟''

پھر بھگوت گیتا کے باب 2 شلوک 31 سے 33 تک کہتے ہیں ''تم کھشتری ہو اور ایک جنگجو ہو۔ یہ تمہارا فرض ہے کہ تم جنگ کرو'' اور اگر آپ مہا بھارت کا مطالعہ کرتے ہیں تو اس میں جنگ کے بارے میں قرآن سے زیادہ منتر درج ہیں۔ ہندو مجھے کہتے ہیں کہ یہ باطل کے مقابلے میں سچ ہے اور میں وہی کچھ کہتا ہوں جسے قرآن بیان کرتا ہے۔ لہٰذا ہمیں اس میں کوئی مسئلہ نہیں ہے اور ہم اس سے اتفاق کرتے ہیں۔ اگر آپ سیاق وسباق کا خیال رکھیں تو ہمیں ہر مذہب میں آخری حربے کے طور پر جنگ کا ذکر ملتا ہے۔

امن کے قیام کیلئے جنگ ضروری بھی ہوتی ہے جیسا کہ سری سری روی شنکر نے کہا کہ ایک جنگجو کا فرض لڑائی کرنا ہے اس لئے ہر ملک میں پولیس فورس موجود ہوتی ہے امن کے قیام کیلئے آخری حربے کے طور پر مجرموں سے جنگ کرنے کیلئے۔ پولیس بھی اسی طرح مجرموں سے نبرد آزما ہوتی ہے جس طرح قرآن میں اس کی اجازت ہے۔ لہٰذا جب بھی کسی بات کو دیکھنا ہو تو اس کا پورا سیاق وسباق دیکھیں محض چند الفاظ اچک لینا کوئی قابل تحسین بات نہیں۔ اگر مزید تسلی کرنی ہو تو ''جہاد اور دہشت گردی، حقائق کیا ہیں؟'' وڈیو سی ڈی دیکھیں۔

❀❀❀❀❀

گوشت خوری اجازت یا ممانعت؟

یعنی جانوروں سے حاصل شدہ غذا جائز ہے یا ناجائز!

جناب ڈاکٹر ذاکر نائیک اور جناب رشمی بھائی زاویری

کے مابین مناظرہ

اسلام میں غیر سبزیاتی غذا کی اجازت

معاون خصوصی ڈاکٹر محمد نائیک کے تعارفی کلمات:

اسلام میں غیر سبزیاتی غذاNon-vegetarian Food کی اجازت کے حوالے سے ڈاکٹر ذاکر نائیک سمیت بہت سے علماء اور محققین نے قرآن کی روشنی میں اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔اس کے علاوہ بہت سے دیگر اہل کتاب محققین نے بھی اپنے دلائل دیئے ہیں اور اسلام کے ساتھ ایک تقابلی جائزہ پیش کیا ہے۔تمام محققین نے نہایت دوستانہ ماحول میں ایک دوسرے کے ساتھ بحث کر کے بڑی خوش اسلوبی کے ساتھ اپنے اپنے عقائد کو پیش کیا ہے۔

آج کے اس مناظرے کے مہمان خصوصی' مسٹر وائی پی ترویدی' معزز مہمانان گرامی جناب مسٹر رشمی بھائی زاویری' مسٹر چمن بھائی وہرا' مسٹر دھن راج اور یہاں موجود معزز خواتین و حضرات!

السلام علیکم!

آج انڈین ویجی ٹیرین کانگریس اور اسلامک ریسرچ فاؤنڈیشن کے زیر اہتمام اس مفید مناظرے میں آپ سب کو خوش آمدید کہتے ہیں۔آج کے اس مباحثے کا موضوع ہے۔

''غیر سبزیاتی غذا انسان کیلئے حلال ہے یا حرام؟''

میں اس تقریب کا معاون خصوصی ہوں اور امید کرتا ہوں کہ تمام تر بحث نہایت دوستانہ فضا میں ہوگی۔ ہر کسی کو اپنا نکتہ نظر بیان کرنے کی پوری اجازت ہے اور ہر کسی کو اس کا پورا موقع بھی دیا جائے گا۔معاون خصوصی ہونے کی حیثیت سے میں غیر جانبدار رہوں گا اور اس بات کی پوری کوشش کروں گا کہ بحث مناظرہ ہر لحاظ سے شفاف اور مکمل ہو۔میں اپنے مقررین اور سامعین سے گزارش کروں گا کہ ماحول کو خوشگوار اور پرسکون رکھیں۔اب میں مسٹر جینتی لعل آردوشی سابق صدر ویجی ٹیرین کانگریس سے درخواست کروں گا کہ وہ آج کے مہمان خصوصی مسٹر وائی پی ترویدی کا تعارف کرائیں!

مسٹر جینتی لعل آر دوشی:

مسٹر وائی پی ترویدی انڈین سپریم کورٹ کے سینئر وکیل ہیں اور ممبئی میں معروف ٹیکس ایکسپرٹ کی حیثیت سے خاصے نامور ہیں۔معاشی شعبوں میں ان کی سرگرمیاں بطور سابق صدر مرکنٹائل چیمبر جانی پہچانی ہیں اور دیگر شعبوں میں بھی آپ نہایت سرگرم رکن ہیں۔تجارتی اور صنعتی حلقوں میں خاص شہرت رکھتے ہیں۔اپنے شعبے میں آئی ٹی کے صدر رہے ہیں اور ٹربیونل اور بار ایسوسی ایشن کے نائب صدر بھی رہ چکے ہیں۔سیاسی طور پر ان کا تعلق مہاپردیش کانگریس کمیٹی BRCC سے ہے۔آپ بہت سی پبلک لمیٹڈ کمپنیوں کے ڈائریکٹر اور چیئر مین بھی ہیں۔Reliance and Dena Bank کے ڈائریکٹر ہیں۔آپ نے بمبئی یونیورسٹی سے لاء کی ڈگری حاصل کی۔مختلف اخبارات اور جرائد میں مختلف موضوعات پر آپ کے آرٹیکل شائع ہوتے رہتے ہیں۔روٹری لائن کلب' ایئر انڈیا اور دوردرشن کے ممبر ہیں۔شکریہ!

ڈاکٹر محمد نائیک:

اب Mr.Dhanraj Salecha سے گزارش ہے کہ وہ مہمان خصوصی کو یادگاری شیلڈ پیش کریں اور ان کے گلے میں ہار ڈالیں۔

مہمان خصوصی کا خطاب

اب میں درخواست کروں گا Mr. Y.P. Trivedi سے کہ وہ سامعین کے روبرو تشریف لاکر اپنے عظیم خیالات سے نوازیں۔

مسٹر ترویدی:

ڈاکٹر ذاکر نائیک صاحب' مسٹر رشمی صاحب' ڈاکٹر محمد نائیک صاحب' ڈاکٹر دھن راج صاحب' جناب چمن لعل صاحب اور عزیز دوستو!

اس سے قبل میں اپنی تعارفی تقریر میں بتا چکا ہوں اور میرا خیال ہے کہ اب اسے ایک بار پھر دہرا دینا مناسب ہوگا۔ میں نہایت وثوق سے کہتا ہوں کہ ہماری تہذیب کا سب سے بڑا دوست اور سب سے بڑا دشمن موبائل فون ہے' اور وہ تمام لوگ جن کے پاس اس وقت یہ فون موجود ہے ان سے گزارش ہے کہ یہ ضرورت کے وقت بہترین دوست ثابت ہوتا ہے اور جب آپ میٹنگ میں ہوتے ہیں تو یہی سب سے بڑا دشمن ہوتا ہے۔

میں ان سب حضرات سے درخواست کروں گا کہ اپنے اپنے فون کے سوئچ آف کر دیں تا کہ اس دوران کسی قسم کی پریشانی اور خلل کا باعث نہ بنیں۔ یہ نہ صرف مقررین کو ڈسٹرب کر کے ان کے خیالات کو برہم کر سکتا ہے بلکہ اس سے سامعین کی گہری توجہ بھی منتشر ہو کر رہ جاتی ہے۔

میں یہاں تمام معزز مقررین اور محترم سامعین کو اس صحت مندانہ بحث میں خوش آمدید کہتا ہوں۔ میرا خیال ہے کہ یہ بھی ایک ایسی ہی بحث ثابت ہوگی جس طرح مختلف اوقات میں ہوتی رہی ہیں۔ یہ ہندو' مسلم اعلیٰ روایات کی امین ہوگی اور نہایت مفید بحث ثابت ہوگی۔

ہماری تاریخ میں اس طرح کی بحثیں مختلف ادوار میں مہاراجاؤں کے درباروں میں بھی ہوتی رہیں اور ان میں مختلف نظریات کے حامل افراد کو اپنا نکتہ نظر بیان کرنے کی پوری آزادی حاصل ہوتی تھی کیونکہ ہندو ازم ایک ہی قسم کے طرز فکر کی پیروی نہیں کرتا اور یاد رکھیں کہ اعتدال پسندی کا سب سے بڑا ثبوت دوسروں کی باتوں اور نظریات کو صبر و تحمل سے سننا بھی ہے۔

مہاراجہ جنگ' بھگتی مرگ' دوئی کے مخالفین' آدوتی مرگ اور چرواک (دہریے) کے درمیان ایک ہی پلیٹ فارم پر بحث کراتا۔ اس کا مطلب دوسروں کو متاثر کرنا ہرگز نہیں تھا بلکہ ان بحث مباحثے کے ذریعے مختلف نظریات کو سامنے لانا اور پھر عوام پر چھوڑ دینا ہوتا تھا تاکہ وہ اس سے اپنی بالغ نظری سے جو کچھ اخذ کرنا چاہیں کرلیں۔

سرزمین ہند کی یہ ایک شاندار روایت تھی اور یہی روایت اسلام کی بھی ہے۔ نبی کریم ﷺ کے بعد مسلمانوں کا مرکز عرب تھا جہاں منطق' علم ریاضی' فلکیات' اور دیگر علوم پر بحث کی جاتی تھی اور ان میں سے نافع علم اختیار کیا جاتا تھا۔ عرب محقق تمام علوم کی چھان بین کرتے تھے اور ان کے اس تحقیقی کام کو ازاں بعد اہل مغرب نے اپنالیا۔

مغرب کی ترقی اور نئی سائنسی سوچ کا سہرا ان عرب محققین کے سر ہے جو اپنے عہد میں عظیم عالم اور محقق تھے۔ ہم اکثر Arabian Nights کا تذکرہ تو کرتے ہیں لیکن مجھے یہ کہنے دیجئے کہ تصورات اور دیومالائی داستانوں کے علاوہ عرب سائنسدانوں اور محققین نے سائنس' ٹیکنالوجی' منطق' ریاضی اور ہندسہ وغیرہ میں بھی کارہائے نمایاں سرانجام دیئے۔ یہی وجہ ہے کہ آج تک اہل مغرب اس قدر ترقی کے باوجود اعداد کو ''عربی اعداد'' کہتے ہیں۔

اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اس دور میں اسلام کس قدر بردباری اور فراخ دلی سے سوچتا تھا اور آج بھی وہی روایات زندہ ہیں۔

مجھے شہنشاہ اکبر کا دور اس لحاظ سے آئیڈیل لگتا ہے جو تمام مذاہب کے لوگوں کو مدعو کرتا یہاں تک کہ عیسائیوں کو بھی بلاتا' جو اس وقت سواحل ہند پر اتر چکے تھے۔ ان سے بھی ان کے مذہبی عقائد پر گفتگو ہوتی اور ان کے نظریات جاننے کی کوشش کی جاتی۔ لہذا اس قسم کی تعمیری بحثیں ایک مہذب' ثقافتی اور بردبار معاشرے کے لئے نہایت ضروری ہوتی ہیں۔ ڈاکٹر وہرا Dr, Vohra نے کہا ہے کہ وہ غیر جانبدار ہیں۔ مجھے بھی آپ سے اور ان سے یہ کہنا ہے کہ میں بھی غیر جانبدار ہوں۔ مجھے مہمان خصوصی نہیں بنایا جانا چاہیے تھا کیونکہ مجھے اس بحث کے بعد اپنی رائے کا اظہار کرنا ہوگا اور کسی ایک مکتبہ فکر کی بات کو قبول کرنا ہوگا۔ میں یہاں ایک بات بیان کردوں گا جسے میں نے کہیں پڑھا تھا کہ:

''وہ تمام جانور جو گھاس کھاتے ہیں' پتوں پر گزارہ کرتے ہیں ان سب کے دانت ہموار اور سیدھے ہوتے ہیں اور نوکیلے نہیں ہوتے۔ وہ تمام جانور جو گوشت خور ہیں ان کے دانت تیز نوکیلے ہوتے ہیں''

انسان ایسی واحد مخلوق ہے جس میں مذکورہ بالا دونوں اقسام کے دانت موجود ہیں۔ یہ ایک فطری سی بات ہے کہ قدرت اس مخلوق کو زندہ رکھنا چاہتی ہے اور ہر حال میں ان کی بقا کا اسے خیال ہے۔ قدرت کیلئے انسان اہم ترین مخلوق ہے اور وہ اسے کرہ ارض پر زندہ دیکھنا چاہتی ہے۔ اس نے اللہ کا پیغام پھیلانا اور آگے پہنچانا ہے۔ لہٰذا ہر قسم کے حالات میں انسان کی بقا قدرت کا منشا ہے۔ Homo erectus اور Homo

Sapiens یعنی غاروں میں رہنے والے زراعت سے نابلد انسان، سب کے سب، گوشت خور تھے۔اگر ہم سائنس سے انسانی ارتقاء کا جائزہ لیں تو پتہ چلتا ہے کہ کافی عرصے بعد انسان نے زراعت کے میدان میں قدم رکھا اور کھیتی باڑی شروع کی۔اس سے قبل انسان جنگلی جانوروں کا شکار کرتا، گوشت سے بھوک مٹاتا اور ان کی کھال سے تن ڈھانپتا اور بستر بناتا۔

جب انسان نے غلہ اگانا شروع کر دیا تو اس وقت کچھ لوگ تو صرف سبزی خور بن گئے اور کچھ ہمہ خور رہے۔کچھ صرف گوشت خور رہے۔آج بہت سے لوگ سبزی کو بطور غذا استعمال کرتے ہیں۔تو اس لحاظ سے جبکہ آپ حلال اور حرام یا جائز اور ناجائز ہونے کی بات کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ کیا مذہب اس کی اجازت دیتا ہے یا اس سے روکتا ہے؟

ڈاکٹر نائیک صاحب! میں آپ سے اختلاف کرتے ہوئے یہ کہنا چاہوں گا کہ ہمیں یہ چیز بتانا مذہب کا کام نہیں ہے کہ ہمیں کیا کھانا چاہئے اور کیا نہیں کھانا چاہئے۔

مذہب کو ہماری روح پاک کرنی چاہئے!!

ہمارا شعور اور فہم پاک کرنا چاہئے!!

اچھے رویوں کے بارے میں کہنا چاہئے!!

اللہ کے راستے کی راہنمائی کرنی چاہئے!!

اور......!! ہمیں کیا کھانا چاہئے کیا نہیں، یہ تو ہمیں ڈاکٹر بھی بتا سکتے ہیں۔غذائی ماہرین بتا سکتے ہیں۔یہ مذہب کے کرنے کا کام نہیں ہے۔

آپ کو لہسن نہیں کھانا چاہئے!!

آپ کو پیاز نہیں کھانا چاہئے!!

آپ کو ادرک نہیں کھانی چاہئے!!

کیونکہ یہ آپ کی صحت کے لئے یوں فائدہ مند ہے یا آپ کو اس طرح نقصان ہو سکتا ہے۔اگر غذائی ماہرین ہمیں بتاتے ہیں کہ فلاں چیز آپ کو اس عمر میں کیا کیا فائدے یا کیا نقصان دے سکتی ہیں، یہ ہماری بقا کیلئے ضروری ہے یا کون سی چیز بیماریوں کی مدافعت کیلئے ضروری ہے تو یقیناً وہ چیز لے لینی چاہئے۔کیونکہ آج کی جدید سائنس کے موضوعات یہی ہیں۔ہمیں بڑا ہونا ہے۔ہمیں آگے بڑھنا ہے اور دیکھنا ہے کہ آگے ہمارے لئے کیا ہے۔ہم کس طرح اگلی صدیوں میں بڑھ رہے ہیں۔اکیسویں صدی!! یہ صدی ہم سے بہت زیادہ توقعات رکھتی ہے۔

آج میں ایک میگزین میں Nostradamus کی پیشگوئی پڑھ رہا تھا کہ یہ خاص ملک جو تین اطراف سے سمندر سے گھرا ہوا ہے اور یہ کہ ایک ملک دنیا بھر میں پہلے نمبر پر آ جائے گا۔

کیا ہم دنیا میں سرفہرست ہونے جا رہے ہیں؟

ایک سپر پاور بن رہے ہیں؟
صرف پرانی روایات سے چپک کر!!
مثال کے طور پر گزشتہ دنوں بہت سے لوگوں نے اس ملک سے ہجرت کی اور میں دل ہی دل میں حیران ہو رہا تھا کہ یہ کیا ہے؟
اس کی کوئی سائنسی تشریح نہیں ہے۔ مختلف نظریات کے حامل لوگ، تمام لوگ جو سائنس کے بارے میں کچھ جانتے ہیں وہ کہہ رہے تھے، کچھ نہیں ہوگا، خواہ آٹھوں سیارے ایک ہی لائن میں آ جائیں یا آگے پیچھے مختلف مقامات پر رہیں، کچھ نہیں ہونے والا۔
پھر لوگ مختلف باتیں کر رہے تھے۔ الن جو ہماری ایک بڑی بندرگاہ ہے، مکمل طور پر تبدیل ہو کر ایک صحرا بن گئی۔ مجھے بتایا گیا کہ لوگ راجھستان کو جا رہے ہیں۔ مجھے یہ بات سمجھ نہیں آتی کہ راجھستانی اتنے مایوس اور بددل کیوں ہیں۔ مرواڑیوں نے ہر ایک چیز چھوڑ دی اور یہاں آ گئے اور ایک ریاست بنالی اور وہی مرواڑی کہتے ہیں کہ آٹھ سیارے یہاں ہیں اور وہ پسپا ہو جاتے ہیں۔
مجھے بتایا گیا کہ راجھستان جانے کیلئے ایک بس ٹکٹ کیلئے 2500 روپے جیسی خطیر رقم خرچ کر دی گئی اور کچھ بھی نہ ہوا۔
تو ہم سب کیلئے اہم چیز کیا ہے؟ اگر اس ملک کو شاہراہ ترقی پر آگے جانا ہے، اور اگر ہم بحیثیت قوم ایک ہدف مقرر کرتے ہیں تو ہم اکیسویں صدی میں اسے حاصل کر سکتے ہیں۔ جیسا کہ میں پہلے بھی بارہا کہہ چکا ہوں کہ بھارت اور پاکستان، جوں جوں ایک دوسرے کے قریب آئیں گے تو اکیسویں صدی کے رہنما بن جائیں گے۔ اور اگر ایسا ہونے والا ہے تو مجھے کہنے دیجئے کہ ہم ان پرانی روایات سے چھٹکارا پالیں گے کہ ہمیں کیا کھانا چاہئے اور کیا نہیں کھانا چاہئے۔ یہ بات ہمیں ڈاکٹرز بخوبی بتا سکتے ہیں۔
اگر سائنس میں کوئی نئی دریافت ہوتی ہے اور ہمیں کہا جاتا ہے کہ ٹماٹر کھانے سے کینسر کے خلاف مدافعت پیدا ہوتی ہے تو میں ٹماٹر کھاؤں گا اور یہ نہیں دیکھوں گا کہ اس ضمن میں مذہب مجھے کیا کہتا ہے۔
میرا خیال ہے ہم ایک سائنسدان کے پاس چلتے ہیں۔ اپنا طرز فکر سائنسی بناتے ہیں۔ ذہن کو سائنسی انداز میں سائنس تک رسائی حاصل کرنے کا موقع دیتے ہیں اور پھر میرا خیال ہے آج یا کل، پوری دنیا ہمارے سامنے ہے۔ میں کسی مقرر کے خطاب پر تبصرہ یا اعتراض نہیں کروں گا اور انہی تعارفی کلمات کے ساتھ میں دوبارہ کہوں گا کہ میری حیثیت بالکل غیر جانبدارانہ ہے اور میں تمام علماء اور اسکالرز کے اس موضوع پر تحقیقی خیالات سنوں گا۔
بے حد شکریہ!

مسٹر رشمی بھائی کا تعارف

ڈاکٹر محمد نائیک:

شکریہ! مسٹر ترویدی! باقاعدہ آغاز سے قبل مقررین کا تعارف کرا دیا جائے۔ یہاں مسٹر چمن بھائی (انڈین ویجی ٹیرین کانگریس کے سینئر نائب صدر) مسٹر رشمی بھائی زاویری کا تعارف کرائیں گے۔

چمن بھائی وہرا:

آج مجھے شری رشمی بھائی کا تعارف کراتے ہوئے بے حد مسرت ہو رہی ہے۔ آپ انڈین ویجی ٹیرین کانگریس کے صدر ہیں۔ میرا خیال ہے کہ یہ عوامی مذاکرہ انتہائی دلچسپ ہوگا جس کا کچھ کچھ اندازہ مسٹر ترویدی کی تعارفی تقریر سے ہو چکا ہے اور مجھے ایک بہترین مذاکرے کی توقع ہے۔ مسٹر رشمی بھی پیشے کے لحاظ سے چارٹرڈ اکاؤنٹینٹ ہیں اور ان کی ذاتی فرم ہے جس کا نام Rashmi Zaveri and Company ہے۔ یہ اپنے شعبے اور کارپوریٹ سیکٹر میں بے حد مقبول شخص ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ ایک اچھے مقرر بھی ہیں۔ جہاں تک مذہبی خطاب کا تعلق ہے تو وہ مختلف مذاہب کے نظریات پر گہری نگاہ رکھتے ہیں۔ آپ چارٹرڈ اکاؤنٹینٹ سوسائٹی کے سرگرم رکن ہیں۔ آپ بھارت جین مہامنڈل کے ممبر بھی ہیں۔ آپ Jain Intellectuals Forum کے بانی ہیں۔ اس کے علاوہ آپ جین کے ایک اہم ادارے ''کالا گجری'' سے تعلق رکھتے ہیں اور اس کے صدر بھی ہیں۔ 63 برس کی عمر میں بھی آپ نہایت چاک و چوبند ہیں اور ہمیشہ اس طرح کے مذاکروں کے متلاشی رہتے ہیں اور آج کا مذاکرہ یقیناً نہایت اہم ہے۔ ان کے تعارف سے قبل میں اپنے مہمان خصوصی مسٹر دھن راج کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گا اور ذاکر نائیک صاحب کا بھی جنہوں نے اس مفید مذاکرے کا اہتمام کیا ہے جسکا موضوع ہے ''انسان سبزیاں، پھل، گوشت میں کیا کیا کھا سکتا ہے اور کیا نہیں آیئے آگے چلتے ہیں۔ شکریہ!

ڈاکٹر ذاکر عبدالکریم نائیک کا تعارف

ڈاکٹر محمد نائیک:

میں دعوت دیتا ہوں مسٹر اشرف محمدی کو کہ وہ ڈاکٹر ذاکر عبدالکریم نائیک کا تعارف کرائیں۔

اشرف محمدی:

33 سالہ ڈاکٹر ذاکر عبدالکریم نائیک اسلامک ریسرچ فاؤنڈیشن ممبئی کے صدر ہیں اور ایک میڈیکل ڈاکٹر ہونے کے علاوہ دنیا بھر میں اسلامی مقرر اور مبلغ اسلام کی حیثیت سے حد سے زیادہ مشہور ہیں۔ آپ تقابلی مذاہب اور اسلام پر موئثر انداز میں گفتگو کرتے ہیں اور اسلام سے منسلک غلط تصورات کو قرآن و حدیث کی روشنی اور دیگر کتب سماویہ کے تحت غلط قرار دیتے ہیں۔ آپ دلیل اور منطق کے ساتھ ساتھ جدید سائنسی حقائق کو بھی مدنظر رکھتے ہیں اور اسلام سے منسوب خودساختہ ورمفروضہ چیزوں کی سختی سے تردید کرتے ہیں۔

آپ اپنے مدلل اور قائل کر دینے والے جوابات اور تنقیدی جائزے کیلئے خاص شہرت رکھتے ہیں۔ عوامی مذاکرات میں حاضرین کے پیچیدہ، تنقیدی اور چبھتے ہوئے سوالوں کا مدلل جواب دینے میں آپ اپنا ثانی نہیں رکھتے۔ گزشتہ تین سالوں میں آپ نے پوری دنیا میں عوامی مذاکرات میں 300 سے زائد تقاریر کیں۔ آپ بہت سے بین الاقوامی اور مقامی ٹی وی چینلز پر بھی آ چکے ہیں۔ آپ مختلف عقائد سے تعلق رکھنے والی شخصیات سے مباحث اور مذاکرات میں نمایاں طور پر قائل کر دینے والے مدلل جوابات سے حاضرین کو متاثر کر چکے ہیں۔

مناظرے کا آغاز

ڈاکٹر محمد نائیک:

بہت سے لوگ مجھ سے پوچھتے ہیں کہ ہم یہ مناظرے کیوں کرتے ہیں۔ اس موضوع پر اور انہی مقررین کے ذریعے ہی کیوں کرتے ہیں؟ میں یہاں وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ مسٹر دھن راج نے تقریباً ڈیڑھ ماہ قبل اسلامک ریسرچ سنٹر کا دورہ کیا اور سبزی خوری Vegetarianism پر کچھ لٹریچر دیا۔ اس میں دنیا کے دیگر بڑے مذاہب کے علاوہ قرآنی حوالے بھی تھے نیز چند احادیث مبارکہ بھی درج تھیں اور ان کا مؤقف تھا کہ ان سب دلائل کے تحت انسان کے لئے غیر سبزیاتی غذا کا استعمال ممنوع تھا۔

تھوڑی سی بحث وتمحیص کے بعد انہوں نے ایک عوامی مباحثے کی تجویز دی۔ نیز کہا کہ یہ مباحثہ "کیا غیر سبزیاتی غذا انسان کیلئے حلال ہے یا حرام" کے عنوان سے رشمی بھائی صدر انڈین ویجی ٹیرین کانگریس اور ڈاکٹر ذاکر نائیک صدر اسلامک ریسرچ فاؤنڈیشن کے مابین ہونا چاہئے۔ اس سے حاضرین کو فریقین کے دلائل سننے کا موقع ملے گا اور اس سے انہیں ذاتی طور پر فیصلہ کرنے میں مدد ملے گی۔ لہذا یہ بات طے پا گئی اور گزشتہ منگل کو ان سے میری ملاقات ہوئی اور انہوں نے کہا کہ اس مباحثے میں فریقین اپنے مذاہب کے علاوہ دیگر مذاہب پر بولنے سے احتراز کریں گے۔

چونکہ ڈاکٹر ذاکر نائیک مذاہب کے تقابلی مطالعے میں بہت مہارت رکھتے ہیں اس لئے تھوڑی سی ہچکچاہٹ اور تامل کے بعد انہوں نے اسے مان لیا۔

لہٰذا اس مباحثے کے دوران مسٹر رشمی بھائی صرف جین کے حوالے سے بات کریں گے جب تک کہ انہیں دوسرے حوالے دینے کیلئے بالاصرار نہ کہا جائے۔ یہ اس مباحثے کا مختصر سا پس منظر تھا۔ مقررین طے شدہ شرائط کا خیال رکھیں گے۔

پہلے مسٹر رشمی بھائی 50 منٹ کے دورانیے کی اس موضوع یعنی ''کیا غیر سبزیاتی غذا انسان کیلئے حلال ہے یا حرام ہے۔ سے متعلق تقریر کریں گے۔اس کے بعد ڈاکٹر ذاکر نائیک 50 منٹ تک اسی موضوع پر گفتگو فرمائیں گے۔

ان دونوں تقریروں کے اختتام پر ردعمل کے اظہار کیلئے مسٹر رشمی 15 منٹ میں ڈاکٹر ذاکر نائیک کی تقریر کے حوالے سے بات کریں گے اور پھر ڈاکٹر ذاکر نائیک 15 منٹ تک ان کی تقریر پر اپنا تبصرہ کریں گے۔اس دوران میں جب پانچ منٹ رہ جائیں گے تو میں دونوں مقررین کو یاد دلاؤں گا کہ پانچ منٹ باقی ہیں تا کہ وہ اپنے حتمی نکات اور نتیجہ اخذ کر سکیں۔

آخر میں سوال و جواب کا سیشن ہوگا جس میں سامعین دونوں مقررین سے سوالات کر سکتے ہیں اور باری باری ہر مقرر جواب دے گا اس دوران آڈیٹوریم میں مائیک مہیا کیا جائے گا۔تحریری سوالات کو ثانوی ترجیح دی جائے گی۔

اب میں جناب رشمی بھائی زاویری سے درخواست کروں گا کہ وہ اپنے خطاب کا آغاز کریں۔معزز حضرات وخواتین! تشریف لاتے ہیں مسٹر رشمی بھائی زاویری......

مناظرے سے رشمی بھائی کا خطاب

اپنی تقریر کا آغاز کرنے سے قبل میں یہ کہنا چاہوں گا کہ آج کی اس بھائی چارے کی فضا سے میں بہت خوش ہوں اور اس نے مجھے تحریک دی ہے اور میں ڈاکٹر ذاکر سے کہوں گا کہ آگے آیئے اور ''گلے لگ جایئے'' والا منظر پیش کیجئے۔ (تالیوں کی گونج)

آج کی اس تقریب کے مہمان خصوصی جناب وائی پی تر ویدی' شری دھن راج اور عالم ومقرر جناب ڈاکٹر ذاکر نائیک' ماہر خطیب وناظم جناب ڈاکٹر محمد نائیک' انڈین ویجی ٹیرین کانگریس IVC کے نائب صدر جناب چمن بھائی اور سٹیج پر تشریف فرما دیگر معزز مہمانان گرامی' واجب الاحترام دوستو' بزرگو' بھائیو اور بہنو!

سب سے پہلے میں ان تمام تنظیموں اور خصوصاً اسلامک ریسرچ فاؤنڈیشن کو خراج تحسین پیش کروں گا جنہوں نے اس تقریب کا اہتمام کیا ہے اور مجھے اس بات کے کہنے میں کوئی ڈر اور کسی قسم کی ہچکچاہٹ نہیں ہے کہ اس کا سارا کریڈٹ اسلامک ریسرچ فاؤنڈیشن IRF کو جاتا ہے۔

کیا غیر سبزیاتی غذا انسان کیلئے حلال ہے یا حرام

Is Non-Vegetarian Food Permitted or Prohibited for a human being?

اس معاملے میں کوئی بھی دلیل یا جواز متعلقہ نکتہ نظر کے طور پر لیا جانا چاہئے۔ اس میں مکمل سچ نہیں ہو سکتا' مکمل بیان نہیں ہو سکتا کہ اس کی 100 فیصد اجازت یا 100 فیصد ممانعت ہے۔ لہذا دوستو! اس ضمن میں ہمیں مسٹر تر ویدی کی بات کے تناظر میں دیکھنا ہو گا جو انہوں نے آغاز میں بیان کی کہ اس کیلئے ہم صرف مذہب کے نکتہ نظر سے نہیں بول سکتے۔ لیکن آج کی بحث میں مذہب کا عمل دخل لازمی اور ناگزیر ہے۔ آج کے اہم موضوع میں اس کو قطع نظر نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن اس موضوع کے حوالے سے میں کہوں گا کہ

''غیر سبزیاتی'' خوراک انسان کیلئے ممنوع قرار دی گئی ہے۔

مختلف زاویوں سے' مثال کے طور پر جغرافیائی اسباب سے' تاریخی اسباب سے' اخلاقی اسباب سے اور مذہبی اسباب' نیز معاشی' ماحولیاتی' نامیاتی' فطری' طبی اور نفسیاتی وجوہات کی بناء پر اسے ثابت کیا جاسکتا ہے اور یہ ایک حقیقت ہے۔

اب ہمارے افعال ہمارے افکار کے تابع ہیں۔ جو کچھ ہم سوچتے ہیں اس پر عمل کرتے ہیں اور ہماری سوچیں ہماری غذا کے تابع ہوتی ہیں۔ جیسا ہم کھاتے ہیں ویسا ہمارا ردعمل ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج کا موضوع انتہائی اہمیت کا حامل ہے کہ ہمیں کس طریقے سے اپنی غذا کا انتخاب کرنا چاہئے تاکہ ہماری سوچیں مثبت ہوں۔ ''مثبت'' کے لفظ میں ہر چیز کا احاطہ ہو جاتا ہے۔

میرے دوستو! میرا بھروسہ کرو کہ نہ صرف تمام مذہبی سماوی کتب نے بلکہ جدید میڈیکل سائنس نے ثابت کر دیا ہے کہ وہ غذا جو ہم استعمال کرتے ہیں پوری طرح ہماری سوچوں کو متاثر کرتی ہے اور اسی طرح ہمارے رویوں پر بھی اثر انداز ہوتی ہے۔

دوستو! ایک وقت تھا' جب متبادل اشیاء میسر نہیں تھیں جیسا کہ مسٹر ترویدی نے بھی بیان کیا ہے۔ اس دنیا میں ایسے مقامات تھے اور آج بھی ہیں جہاں سبزیاں میسر نہیں ہیں۔ یہ شدید حالات کے علاوہ ممکن نہیں ہے۔ لیکن آج دنیا نے بے حد ترقی کر لی ہے۔ آج ہمیں جدید ترین ذرائع آمدورفت' نقل و حرکت رسل و رسائل میسر ہیں۔ اس لئے ہر طرح کی اشیاء بشمول غذائی اشیاء و پھل پوری دنیا میں کسی الجھن کے بغیر بہت کم وقت میں پہنچائے جاسکتے ہیں۔ آج ہمارے پاس متبادل اشیاء وافر مقدار میں موجود ہیں۔ ہمیں ہر زاویے سے سوچنا چاہئے کہ ہمارے لئے کون سی غذا روزمرہ استعمال میں لانی چاہئے۔

اسے میں شروع میں بیان کر چکا ہوں اور میرے دوستو! اب میں اپنے اسی خاص موضوع کی طرف آتا ہوں۔ غیر سبزیاتی غذا ممنوع ہے۔

Non-Veg.Food is not permitted

یہ صرف ہندوستان کیلئے ہی نہیں بلکہ دوسرے ممالک کیلئے بھی ممنوع ہے۔ سب سے پہلے میں گزارش کروں گا کہ انڈیا کے تمام مفکرین نے اس بات پر زور دیا ہے کہ ہمیں نہ صرف ان جاندار اشیاء کو جو ہمیں نظر آتی ہیں گزند نہیں پہنچانا چاہئے بلکہ ان جانداروں کو بھی جنہیں ہم دیکھ نہیں پاتے اور وہ فضا میں' ہوا میں اور پانی میں موجود ہیں کوئی نقصان نہیں پہنچانا چاہئے۔ لیکن اس میں ایک حد اور ایک وسعت ہے کیونکہ ان سب سے بچنا ایک انسان کے بس کی بات نہیں ہے۔

اس لئے انسان اپنی ضرورت کے تحت مکمل طور پر ''ہنسا'' یا ''تشدد'' سے نہیں بچ سکتا۔ مہاویر نے بیان کیا ہے کہ:

At least you limit the essential killings,but absolutely no killing,for

your own selfish motive or for your own needs of hunger,etc.

''آپ اس Killing کو محدود کر سکتے ہیں لیکن مکمل طور پر اس سے بچ نہیں سکتے۔ اپنی خودغرضانہ ضرورت یا بھوک مٹانے کیلئے وغیرہ''

یہی وجہ ہے کہ جین ازم اور ہندوؤں کے دوسرے فلسفیانہ نظریات کے تحت غیر سبزیاتی غذا کا استعمال بالکل ممنوع ہے۔

یہ ہمارا مذہبی پہلو ہے اور میں اس کی زیادہ گہرائی میں جانا مناسب نہیں سمجھوں گا۔ لیکن اس کا نفسیاتی پہلو کہ غذا ہمارے اذہان اور افکار کو متاثر کرتی ہے جس سے ہمارے افعال بھی متاثر ہوتے ہیں۔ یہ ایک اہم ترین نکتہ ہے۔ عالم مصنفین' میں ان کے نام اور کتابوں کے نام بیان نہیں کروں گا' کیونکہ اس میں وقت صرف ہوگا تاہم میرے پاس یہ تمام حوالہ جات اور ثبوت موجود ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ سبزی ہمارے جسمانی نظام کی عدم ضروریات کو کم کرتی ہے اور ہمارے نظام کو محفوظ رکھتی ہے۔

دیکھئے جب میں متبادل کی بات کرتا ہوں تو آپ کا دھیان جنگل میں رہنے والے جانوروں کی طرف جاتا ہے جو گوشت خور ہیں۔ وہ صرف گوشت خوری تک ہی محدود رہیں گے۔ لیکن وہ جانور جو گھاس خور ہیں وہ کبھی بھی گوشت کھانا شروع نہیں کریں گے۔

صرف انسان ہی کچھ غلط روایات یا اقوال کی بنیاد پر ایسا کرتا ہے میں یہ کہوں گا کہ انسان ہی سبزی خور اور گوشت خور ہے۔ جیسا کہ میں نے کہا ہے کہ اگر متبادل میسر ہو تو ہم غیر ضروری شکار کی طرف کیوں جائیں؟

اس نظریئے کا بنیادی اصول ''عدم تشدد'' ہے۔ جانوروں' مچھلیوں اور پرندوں کیلئے محبت اور ہمدردی کے جذبات ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ گوشت غیر ضروری درجے کے زمرے میں آتا ہے جبکہ سبزی ضروری کے زمرے میں آتی ہے۔ ظلم' بے جا خواہشات' ہوس' جانوروں جیسے رویئے' بے صبری' گوشت خوری کے لازمی نتائج ہیں۔ جانوروں کا گوشت کھانے سے انسان میں جانوروں جیسی تمام خصلتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ جانوروں کی امتیازی خصوصیات خوف' احساس ملکیت اور افزائش نسل ہیں۔ یہ انسان میں بھی ہیں۔ میں انکار نہیں کروں گا۔ لیکن یہ بنیادی امتیازات ہیں۔ ہم اپنی خواہشات پر قابو پا سکتے ہیں اور تب ہی جانوروں سے برتر اور اشرف المخلوقات ہو سکتے ہیں۔

بصورت دیگر انسان اور جانور میں کوئی امتیاز' کوئی فرق نہیں ہوگا۔ انسان میں ایک اضافی خوبی شعور و فہم ہے جو گوشت خوری سے زنگ آلود ہو جاتا ہے اور انسان جانور جیسا ہو جاتا ہے۔ اس کی سائنسی توجیح یہ ہے کہ یہ جبلتیں جانور کے گوشت کا لازمی جزو ہیں۔ یہ تماسک یعنی وحشیانہ جبلت' راجیاسک اور شارترک سے ماخوذ ہے اور یہ خصوصیات جانور کی ہیں اور انسان میں بھی گوشت خوری سے سرایت کر جاتی ہیں اور انسان لاپرواہ' ظالم' جاہل بن جاتا ہے۔ یہ چیزیں مردہ جانور کے جسم کا حصہ ہیں۔ جرم کی شرح میں اضافہ ہوتا ہے۔ جارحیت گوشت خوری کا لازمی نتیجہ ہے۔ یہ علت و معلول کے افکار کو متاثر کرتا ہے۔ یہ بذات خود ہی

ایک مسئلہ نہیں بذات خود ہی ایک حل نہیں ہے بلکہ یہ دیگر مسائل کو بھی جنم دینے کا باعث ہے مثلاً جرائم میں اضافہ ظلم و بربریت اور جذبہ ترحم شراکت اور خود اختیاری گوشت خوری سے متاثر ہوتے ہیں اور ان میں کمی آ جاتی ہے۔

اگر ہم جانوروں سے ظالمانہ سلوک روا رکھتے ہیں تو ہمارے اندر انسانیت کے عناصر کم ہوتے جائیں گے۔ میں یہاں ایک شعر بیان کرنا چاہوں گا جس میں بتایا گیا ہے کہ اگر انسان میں درندوں کی صفات شامل ہو گئیں تو کیا ہو گا۔

آدمی کی شکل سے اب ڈر رہا ہے آدمی
آدمی کو لوٹ کر گھر بھر رہا ہے آدمی
آدمی ہی مارتا ہے مر رہا ہے آدمی
سمجھ کچھ آتا نہیں کیا کر رہا ہے آدمی

دوستو! یہ اس لئے ہے کہ اب انسان جانور بن چکا ہے۔ جانور اور اس انسان میں کوئی امتیاز نہیں رہا اور یہ سب نتیجہ ہے گوشت خوری کا۔ گوشت خوری PMS Syndrome کا باعث بنتی ہے جس کا مطلب رویوں پر منفی اثرات اور نفسیاتی طور پر بدترین تبدیلی۔ لہذا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ گوشت خوری اخلاقی اور روحانی انحطاط کی ذمہ دار ہے۔

ہم IVC کے تحت اس اہم کام پر پوری توجہ مرکوز کئے ہوئے ہیں اور اس کے لئے کام کر رہے ہیں۔ اس سے انسان اور جانوروں میں امن کی فضا قائم ہو گی اور ہم IVC یعنی انڈین ویجی ٹیرین کانگریس کے تحت سبزی خور انسان کی یہ تعریف کرتے ہیں کہ وہ شخص جو کسی وقت اور کسی حالت میں بھی گوشت، مچھلی، پرندے انڈے یا ایسی غذا استعمال نہیں کرتا جو ''گوشت'' یا'' جانور'' سے متعلق ہو۔ لہذا اس بات پر ذرا غور فرمائیں۔

دوستو! Vegetarian کسی طرح بھی Vegetables سے ماخوذ نہیں ہے۔ اس کی اپنی الگ اور واضح تعریف ہے۔ یہ Vegetus سے ماخوذ ہے جس کا مطلب ہے مکمل، مضبوط، تازہ اور بھرپور۔

ایک انفرادی شخص سے زیادہ طاقتور چیز اور کوئی نہیں ہے جو اپنے شعور کے تحت کام کرتا ہے اور اس طرح زندگی کے اجتماعی شعور کی ترجمانی کرتا ہے یہ وہ بات ہے جسے نارمن کونسن (Norman Consin) اور البرٹ سوئزر (Albert Switze) نے بھی کہا ہے:

"Until man extends his circle of compassion to all living things,man will not find peace for himself.It is a man`s sympathy with all creatures,that makes him truly a human being"

''جب تک انسان اپنی شفقت کا دائرہ تمام جاندار اشیاء تک نہیں پھیلا لیتا، اپنے لئے امن حاصل نہیں کر سکے گا۔ انسان کو تمام مخلوق سے ہمدردی ہونی چاہئے اور یہی چیز انسان کو صحیح نرم دل انسان بناتی ہے''

دوستو! اب میں اگلے اہم موضوع پر بات کروں گا جو میڈیکل کے نکتہ نظر سے ہے۔ یہ ایک "غلط مفروضہ" ہے اور محض ایک کہانی ہے کہ ہم سبزیاتی خوراک سے زیادہ پروٹین حاصل نہیں کر سکتے اس لئے انسان کو گوشت استعمال کرنا چاہیئے جس میں بہت زیادہ مقدار میں پروٹین ہوتی ہے۔ میں ان مفروضہ کہانیوں کو ایک ایک کر کے بیان کروں گا۔

سب سے پہلے میں آپ کو مضبوط اور طاقتور جانوروں کی مثالیں دوں گا مثلاً ہاتھی یا گینڈے کو لے لیجئے' یہ سطح زمین پر طاقتور ترین جانور ہیں۔ (**نوٹ**: طاقتور سے مراد اگر ڈیل ڈول ہے تو بات درست ہے اگر طاقتور سے مراد پھرتیلا ہے تو پھر یہ مثال درست نہیں۔ کیونکہ رستم زمان گاما پہلوان نے اپنے چھوٹے قد اور نسبتاً کم ڈیل ڈول کے باوجود لندن میں اس وقت کے عالمی چیمپئن زبسکو کو شکست دی تھی۔ عرفان احمد خان)

کیا یہ گوشت خور ہیں؟

نہیں یہ خالصتاً سبزی خور ہیں۔ اگر وہ مر بھی رہے ہوں گے تو گوشت نہیں کھائیں گے اس کے باوجود کہ ان میں بے حد طاقت ہے اور وہ کسی بھی جانور کو دبوچ سکتے ہیں۔

اب گھوڑے کو لے لیجئے ہم "ہارس پاور" کی بات کرتے ہیں۔ یہ بھی طاقتور جانور ہے۔ مفید کاموں کیلئے استعمال کیا جاتا ہے اور یہ بھی خالصتاً vegetarian ہے۔ اسی طرح گائے' بیل' اور دوسرے مویشیوں کی مثالیں لے لیں وہ نہ صرف ہمارے لئے مفید ہیں بلکہ پوری طرح Vegetarian ہیں۔

یہاں میرا نکتہ نظر ہے کہ یہ Vegetarian جانور خاصے مضبوط ہیں اور گوشت خور نہیں ہیں اور اگر بیوقوفی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ان جانوروں کو گوشت دیا جائے تو جانتے ہیں کیا ہوگا؟ آپ پاگل گائے کی بیماری کے بارے میں جانتے ہیں یعنی BSE جس کا مطلب ہے:

"Bovine Spongephome Encyphalopathy"

آپ جانتے ہیں کہ چند سال قبل انگلینڈ میں کیا واقعہ پیش آیا؟ یہ جانوروں کو بھیڑوں سے تیار کردہ خوراک کھلانے کا نتیجہ تھا۔ جسے Protein supplement کا نام دیا گیا تھا۔ یہ بھیڑیں ایک بیماری ACY میں مبتلا تھیں جو دو سو سالوں سے چلی آ رہی تھی۔ اب اگر بھیڑوں کی خوراک ایک گائے کو پاگل کر سکتی ہے تو انسان کے حوالے سے آپ کیا توقع کرتے ہیں؟

ہزاروں معصوم گائیوں کو بے رحمی سے موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ کیونکہ شبہ تھا کہ وہ BSE سے متاثر ہیں اُس سے زیادہ ان کا اور کوئی قصور نہیں تھا۔

گائے کو احمقانہ انداز میں بھیڑ کی پروٹین کی صورت میں غیر فطری خوراک دینے کا نتیجہ یہ نکلا۔ اسی طرح انسان ہونے کے ناطے جانوروں سے حاصل کردہ پروٹین انسان کیلئے غیر فطری ہے اور نقصان دہ ہے۔

بالکل اسی طرح بہت سے مشرقی ایشیائی ممالک میں لاکھوں چوزوں کو اسی بیماری میں مبتلا ہونے کی وجہ

سے مار دیا گیا۔

اب صحت مند غذا کی طرف آتے ہیں۔ میں ڈاکٹر ڈین اورنش (Dean Ornish) کا حوالہ دینا چاہوں گا جنہوں نے ایک نہایت محققانہ اور عالمانہ کتاب بھی لکھی ہے جس کا عنوان ہے:

''ہم سرجری اور ادویات کے بغیر دل کی بیماری پر کیسے قابو پا سکتے ہیں''

امریکہ میں سب سے زیادہ فروخت ہونے والی کتابوں میں اس کا شمار ہوتا ہے۔ یہ امریکہ اور دنیا بھر کے لوگوں کیلئے تیار کی گئی ہے۔ سبزیوں والی غذا طبی نکتہ نظر سے ایک بہترین غذا ہے۔ اس نے دو قسم کی غذاؤں کا ذکر کیا ہے۔ ایک دل کی بیماری کو روکتی ہے اور دوسری دل کی بیماری کو درست کرتی ہے۔ دونوں غذائیں سبزی اور پھلوں پر مشتمل ہیں۔ اس نے اپنی تحقیق میں یہ بات ثابت کی ہے کہ سبزیوں والی غذا ہر لحاظ سے انسان کیلئے مفید ترین غذا ہے۔ یہ نہ صرف امراض قلب میں مبتلا لوگوں کی مدد کرتی ہے بلکہ ان مہلک امراض کے خطرات سے بھی محفوظ رکھتی ہے جو گوشت خوری کی وجہ سے پیدا ہو سکتے ہیں مثلاً انتڑیوں کا کینسر' چھاتی کا کینسر' مقعد کا کینسر' پتھری' بلند فشار خون یعنی ہائی بلڈ پریشر' دماغی ہیجان اور شوگر وغیرہ۔

اس کی تصدیق امریکی سرجن جنرل نے بھی ''غذا اور صحت'' کی رپورٹ میں کی ہے۔ یہاں پروٹین کے حوالے سے تھوڑی سی تکنیکی گفتگو کرتے ہیں۔ پروٹین کی عمارت امائنو ایسڈ کے بلاکوں سے تعمیر کی گئی ہے۔ اس کی لاکھوں تراکیب ہیں مگر چند ایک ایسی ہیں جن پر تنقید کی جا سکتی ہے۔ لائزین (Lysine)' ٹرپٹوفین (Tryptophan) اور میتھیومین (Mythiomine)' یہ جس طرح جانوروں میں موجود ہیں اسی طرح سبزیات اور پودوں سے حاصل ہونے والی غذا میں بھی ہیں۔ لیکن جب کوئی ان پروٹین کو حاصل کرنے کیلئے گوشت کھاتا ہے تو وہ اس کے ساتھ غیر ضروری اور مضر اجزاء بھی لے رہا ہوتا ہے مثلاً کولیسٹرول اور چکنائی۔

دوستو! یہ دو نہایت مضر صحت چیزیں ہیں اور انسانوں کی ہلاکت میں ان کا نمایاں کردار ہے۔ کولیسٹرول اور سیر شدہ چکنائی۔ اب اس بات پر نظر دوڑاتے ہیں کہ ہمیں ویجی ٹیرین فوڈ سے مناسب مقدار میں کون سی پروٹین نہیں حاصل ہوتیں جس کے لئے ہمیں گوشت کی طرف رجوع کرنا پڑے۔ اس سے ہمیں مناسب مقدار میں امائنو ایسڈ مل جاتے ہیں۔ یہ ایک مفروضے کے سوا کچھ نہیں۔ اگر آپ دال اور چاول یا گندم سے کھانا تیار کرتے ہیں تو یہ ایک متوازن غذا بنتی ہے جس سے پوری مقدار میں پروٹین حاصل ہوتے ہیں جو گوشت اور انڈوں میں پائے جانے والے پروٹین سے ہرگز مختلف نہیں ہیں۔ لیکن ان میں کولیسٹرول اور دیگر حیوانی مضر اجزا نہیں ہیں۔ غذائی ماہرین کی ایک ایسوسی ایشن کا کہنا ہے کہ ویجی ٹیرین غذا میں تحفظ ہے اور انسان کئی مہلک بیماریوں کے حملوں سے محفوظ رہتا ہے۔ یہ غذا' غذائیت سے بھرپور اور صحت بخش ہوتی ہے۔ پودوں سے حاصل ہونے والی خوراک کولیسٹرول سے مکمل طور پر پاک ہوتی ہے۔ کولیسٹرول صرف گوشت میں پایا جاتا ہے۔ مرغی' گوشت' مچھلی اور دوسری ڈیری غذاؤں میں کولیسٹرول ہوتا ہے۔ گوشت میں

سیر شدہ چکنائی بھی کافی مقدار میں ہوتی ہے جسے ہمارا جگر کولیسٹرول میں تبدیل کر دیتا ہے۔ ہمارا جسم بقدر ضرورت کولیسٹرول خود ہی تیار کر لیتا ہے۔

دوستو! اب آپ یہ بات اچھی طرح جان گئے ہوں گے کہ ہمیں کولیسٹرول کی ضرورت تو ہوتی ہے مگر اسے جانوروں سے حاصل ہونے والی خوراک سے نہیں لینا چاہئے۔ ہمارا جسم ایک حیرت انگیز میکنزم ہے ہمارے جسم کی بائیوکیمسٹری یعنی کیمیکل فیکٹری تمام پروٹین تیار کر سکتی ہے۔ ہمارے خون میں تین چوتھائی کولیسٹرول ہمارے جسم میں بنتا ہے کولیسٹرول کی یہ مقدار کافی زیادہ ہے۔ اس کے علاوہ ہماری غذا میں بھی چکنائی ہوتی ہے جو دل کی بیماری کا باعث بنتی ہے۔

دوستو! دوسری بیماریاں جنہیں میں نے مختلف جرائد میں پڑھا ہے وہ فالج، گردے کی خرابی، پروٹین کی زیادتی، یورک ایسڈ کی زیادتی، یہ ساری چیزیں گوشت خوری سے جنم لیتی ہیں۔ جوڑوں کا درد، گنٹھیا وغیرہ اسی سے پیدا ہوتے ہیں۔ یہ یورک ایسڈ کی وجہ سے ہوتا ہے جو گوشت میں موجود ہوتا ہے۔ اس سے بیماریوں کے خلاف قوت مدافعت میں کمی آتی ہے۔

امریکی ڈاکٹر دیپک چوپڑا کے مطابق اگر ہم اپنے جسم کی مناسب دیکھ بھال کریں تو یہ سو سال تک زندہ رہنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ آپ قطب شمالی میں رہنے والے اسکیمو لوگوں کی زندگی پر نظر ڈالیں۔ وہ صرف گوشت کھانے پر مجبور ہیں کیونکہ وہاں سبزی اور پھل میسر نہیں ہیں۔ ان کی اوسط زندگی کا اندازہ صرف 30 برس ہے۔ گوشت سے وٹامن سی اور اے حاصل ہوتے ہیں اور یہ سبزی اور پھلوں میں بھی موجود ہیں۔ انڈوں میں Avidin اور دیگر خطرناک بیکٹیریا جلدی بیماریوں کا باعث بنتے ہیں جن میں آخری خطرناک بیماری کوڑھ پن کی ہے۔ جلدی امراض، کھجلی اور الرجی کی بڑی وجہ یہی بیکٹیریا ہیں۔

اب میں آپ کو یقینی سائنسی حقائق سے آگاہ کروں گا۔ ایک باقاعدہ تحقیق سے ثابت ہوا ہے سبزی خور انسانوں میں دل کے امراض بہت کم ہوتے ہیں۔ دوسری بات یہ کہ انڈیا سمیت دیگر ممالک میں بھی کوئی ایسا جدید طریق کار نہیں ہے کہ جانوروں کو ذبح کرنے سے پہلے ان کا طبی معائنہ کیا جائے اور یہ دیکھا جائے کہ وہ کسی بیماری میں مبتلا تو نہیں ہیں یا ان میں قابل انتقال مہلک جراثیم تو نہیں ہیں، جب یہ جانور مرتے ہیں تو دوسرے جانور جوان کا گوشت کھاتے ہیں ان میں یہ مہلک جراثیم منتقل ہو جاتے ہیں اور ان جانوروں کو اگر انسان کھالے تو وہ بھی ان مہلک بیماریوں کا شکار ہو سکتا ہے۔

فوڈ پوائزنگ کے نو فیصد کیسوں میں 90 فیصد تعداد صرف گوشت خوروں کی ہوتی ہے۔ جب ایک جانور یا پرندے کو ذبح خانے میں لایا جاتا ہے تو اگر آپ نے کسی مذبح خانے یا پولٹری خانے کا دورہ کیا ہے تو آپ کو علم ہوگا کہ جس انداز سے وہ ذبح کرتے ہیں اس میں ایک ہارمون Adreline کا خون میں شامل ہونے کا پورا امکان ہوتا ہے اور یہ گوشت میں بھی شامل ہو جاتا ہے۔ اس سے خوف، درد، اضطراب، مایوسی وغیرہ کے منفی اثرات انسان میں بھی شامل ہو جاتے ہیں۔ یہ وہ منفی اثرات ہیں جو جانوروں میں ذبح ہوتے وقت

انتہائی تکلیف دہ صورت حال میں نمودار ہوتے ہیں لہذا جب انسان یہ گوشت کھاتا ہے تو یہ منفی اثرات ان ہارمونز کے ذریعے اس کے اندر بھی داخل ہو جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ میں کہتا ہوں کہ گوشت کھانے والا انسان جانور کی طرح ہو جاتا ہے اور اس میں انسانیت کم ہو جاتی ہے۔

اب میں اس غلط مفروضے پر بات کروں گا کہ

''بچوں کی نشوونما کیلئے انڈے بہت مفید ہیں کیونکہ ان میں پروٹین ہے''

جیسا کہ میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ پروٹین کی زیادتی فائدے کی بجائے نقصان دہ ثابت ہوتی ہے اور وہ پروٹین جو ہمیں دالوں سے ملتی ہے یا غذائی اجناس سے ملتی ہے نہایت بھرپور اور قدرتی ہوتی ہے۔ جانوروں سے جو پروٹین حاصل ہوتی ہے وہ سیر شدہ ہوتی ہے میں انڈے کی مثال دوں گا ہر انڈے کا وزن تقریباً 100 گرام ہوتا ہے اور اس میں 170 کیلوریز ہوتی ہیں۔ اس میں 13.6 فیصد ہوتی ہے جبکہ دال میں 24 فیصد پروٹین ہوتی ہے۔ 100 گرام کے انڈے میں 13.3 سیر شدہ پروٹین ہوتی ہے جبکہ دال میں یہ چیز بالکل نہیں ہوتی یا ایک فیصد سے زائد نہیں ہوتی۔

ایک انڈے میں 450 سے 500 ملی گرام تک کولیسٹرول پایا جاتا ہے۔ امائنو ایسڈ جسے Milionine کہتے ہیں اور جو وٹامن بی یعنی نمک sodium salt کو تباہ کرتا ہے انڈے کا ایک لازمی جزو ہوتا ہے۔

جب کوئی شخص انڈہ کھاتا ہے تو اس سے متاثر ہوتا ہے۔ اس کا جسم پروٹین کی زیادتی سے متاثر ہو جاتا ہے۔ کولیسٹرول اور سیر شدہ چکنائی اس کے جسم میں داخل ہو جاتے ہیں جس میں کسی قسم کے کاربوہائیڈریٹس نہیں ہوتے۔

دوستو! اب میڈیکل سائنس مزید آگے چل کر کہتی ہے کہ ہمیں اپنی غذا کے ہضم کرنے کیلئے Fibre کی ضرورت ہوتی ہے اور یہ صرف سبزیوں میں پایا جاتا ہے۔ اب میں صرف ایک انڈے کا موازنہ کر رہا ہوں۔ اب ایک گرام پروٹین کیلئے انڈے میں چار یا پانچ گنا دالوں سے زیادہ ہوتا ہے۔ گندم یا سویابین میں دالوں سے دس گناہ زیادہ ہوتا ہے یعنی 100 کیلوریز۔ اس کے علاوہ انڈے کی قیمت زیادہ اور اجناس کی قیمت اس کے مقابلے میں کم بھی ہوتی ہے اور ان میں پروٹین مناسب مقدار میں موجود ہوتے ہیں۔ ان میں وٹامن، منرلز، فائبر نہایت مناسب مقدار میں ہوتے ہیں۔

آیئے اب پولٹری فارمنگ کا جائزہ لیتے ہیں۔ پولٹری فارم سے شروع کرتے ہیں جس طریقے سے چوزوں کو وہاں رکھا جاتا ہے۔ وہ پانی یا خوراک کیلئے ایک دوسرے کے اوپر لدے رہتے ہیں اور ایک دوسرے کو پھلانگتے ہیں کیونکہ وہاں اس قدر جگہ نہیں ہوتی۔ چوزوں کو ایک پیداوار کہا جاتا ہے اور پولٹری فارم کو ایک کارخانہ، یعنی چوزوں کو یہاں ایک ''جاندار'' کی حیثیت سے اہمیت نہیں دی جاتی وہ صرف ایک Product یعنی پیداوار ہیں۔ ان کیلئے کسی قسم کے جذبات نہیں ہوتے۔ انہیں فوری اور تیز پیداوار کی طرح لیا جاتا ہے۔ انہیں غیر فطری غذا اور ایسی ادویات بشمول ہارمونز دی جاتی ہیں جن سے ان کی نشوونما تو دنوں میں

ہو جاتی ہے مگر یہ چیزیں انسانی صحت کے لئے انتہائی مضر ہیں۔ پولٹری فارم میں زیادہ سے زیادہ انڈے یا گوشت حاصل کرنے پر توجہ مرکوز کی جاتی ہے۔ اس سے وہ چوزوں اور مرغیوں کی قبل از وقت موت کا باعث بنتے ہیں یہ خوراک اور ادویات ان کی جسمانی اور ذہنی صحت' دونوں کو متاثر کرتی ہیں۔ یعنی ان کی ذہنی وجذباتی نشوونما صحیح نہیں ہو پاتی۔ انڈا بچوں کیلئے انتہائی نقصان دہ ہے اور ایک زہر کا درجہ رکھتا ہے۔ انڈے کو ایک عرصے تک فریزر میں رکھنے کے بعد مارکیٹ میں بھیج دیا جاتا ہے۔ یہ بیماری کو تیزی سے پھیلاتا ہے۔ اب ویجی ٹیبل انڈے کا ایک تصور پیش کیا جا رہا ہے مگر یہ بھی ایک غلط مفروضہ ہے۔ کوئی انڈا Vegetable Egg نہیں ہوسکتا۔ یہ پرندوں یا جانوروں سے حاصل ہوتا ہے۔ اس میں کسی قسم کا شک نہیں ہے۔ اسے کبھی بھی سبزی سے تشبیہ نہیں دی جاسکتی۔ یہ کسی درخت یا پودے کی بیل سے حاصل نہیں ہوتا۔ یہ غلط مفروضہ اور دھوکہ ہے۔

دوستو! اب میں معاشی پہلو پر آؤں گا میں نے مختلف رسائل و جرائد میں پڑھا ہے۔ میڈیکل سائنس میں دیکھا اور انڈیا کی حکومت کے شماریاتی شعبے سے لیا ہے۔ اس کے علاوہ امریکی اور برطانوی شماریاتی شعبوں سے بھی مذکورہ معلومات جمع کی ہیں۔ میں ان کے حوالے دینے کی بجائے آپ کو ان کا متن پیش کرنا پسند کروں گا۔

برطانیہ میں ایک سروے کے مطابق بیان ہے کہ:

"The land required to produce the fodders,to feed the animals to obtain flesh food, is 14 times more than that required for vegetable diet, to feed man directly".

''مویشیوں سے گوشت کی ضروریات پوری کرنے کیلئے زمین میں جس قدر چارہ پیدا کرنے کی ضرورت ہے وہ ان سبزیوں سے چودہ گنا زیادہ ہے جو انسان کو براہ راست دی جاسکتی ہیں''

اس سے کیا ہوتا ہے؟ پہلے آپ چارہ کاشت کرتے ہیں' جانوروں کو کھلاتے ہیں اور پھر ان سے گوشت حاصل کرنے کیلئے انہیں ذبح کرتے ہیں۔ لیکن اگر وہی زمین زراعت کیلئے استعمال کی جائے' دالیں اور اناج کی کاشت ہو' تو پھر وہی زمین صرف چند خاندانوں کی بجائے بہت سے خاندانوں کیلئے کافی ہوگی۔ کسی زمین کو بطور چراگاہ اور بطور زرعی فارم استعمال کرنے میں یہی فرق ہے اور میں یہاں اعداد و شمار کے حوالے سے بتاتا چلوں کہ 10 مربع گز زمین دس انسانوں یا مویشیوں کیلئے سال بھر کیلئے کافی ہے۔ لیکن دس مویشی سال بھر بھی ایک انسان کی غذائی ضروریات پوری نہیں کر سکتے۔ چراگاہ یا گھاس یا اجناس جو ان دس مویشیوں یا انسانوں کی پرورش کر سکتے ہیں' گھاس کے خاندان سے ہی تعلق رکھتے ہیں۔

آپ دیکھتے ہیں کہ جب گندم کاٹ لی جاتی ہے تو اس کے بعد بھنگ یا دیگر بوٹیاں نظر آتی ہیں جو زمین کیلئے کھاد کا کام دیتی ہیں۔ یہ بائیو کیمیکل کھاد بناتی ہیں۔ اب دیکھئے ہم مصنوعی کھاد کی مد میں کروڑوں روپے

کا زرمبادلہ ضائع کرتے ہیں۔ہم سب جانتے ہیں کہ یہ کھادیں ہم سب کیلئے مہلک ہیں۔لیکن چونکہ ہمیں قدرتی کھاد جو وافر مقدار میں نہیں مل رہی اس لئے ہم یہ مصنوعی کھادیں استعمال کرنے پر مجبور ہیں۔

جانوروں کو ہم تباہ کر رہے ہیں۔ہم جانوروں کو اپنی خوراک کیلئے ختم کر رہے ہیں مگر یہ نہیں جانتے کہ دراصل ہم پودوں کی غذا یعنی قدرتی کھاد کا ایک اہم ذریعہ تباہ کر رہے ہیں جو ہمارے وطن کیلئے بہت قیمتی ہے ایک کلوگرام گوشت پیدا کرنے کیلئے جانور 16 کلوگرام خوراک کھاتا ہے اس طرح گوشت حاصل کرنے کیلئے خوراک کا ایک بڑا ذخیرہ جانوروں کو کھلا دیا جاتا ہے جس سے غذائی ذخائر میں کمی کے علاوہ گرانی میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔

جو خوراک جانوروں کو دی جا رہی ہے اس پر ہزاروں کنبے پل سکتے ہیں۔ہمیں چراگاہ اور زراعت کیلئے زمین کی ضرورت ہے۔میسوچیٹا (Masachuchets) کے پروفیسر ول بینگ Will Bieng نے ایک تحقیقی کام کیا ہے اور اسے The Human Onkogene کا نام دیا ہے۔اس میں ہے کہ گوشت کی ایک کیلوری حاصل کرنے کیلئے ویجی ٹیبل کی سات کیلوریاں خرچ کرنا پڑتی ہیں۔

اس میں آگے چل کر لکھتے ہیں:

"The land needed to graze one average animal,can sustain five average families".

”جتنی زمین ایک جانور کے چرنے کے لئے ضروری ہوتی ہے اتنی زمین میں اوسطاً پانچ خاندان پرورش پا سکتے ہیں“

دوستو! میں ان اعداد و شمار اور حقائق کا بوجھ آپ پر نہیں لادنا چاہتا۔لیکن ان ساری باتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان کیلئے ویجی خوراک گوشت کے مقابلے نسبتاً بے حد ارزاں ہے۔اب دوسرے اقتصادی پہلو کا جائزہ لیتے ہیں۔اس میں اکانومی' ایکالوجی' ماحول' مذبحہ خانہ وغیرہ شامل ہیں۔جانوروں کی پرورش کیلئے زیادہ جگہ' زیادہ پانی' زیادہ اناج کی ضرورت ہوتی ہے یہ چیزیں پھر معیشت کو تباہ کرتی ہیں یا کم از کم اس کے توازن میں بگاڑ ضرور پیدا کرتی ہیں۔اس سے ماحول بھی تباہ ہو جاتا ہے۔ہمارے وسائل محدود ہیں ہمیں ان کا استعمال نہایت سوچ کر اور منصوبہ بندی کے تحت کرنا چاہئے۔ہمیں فصلیں کاشت کرنی چاہئیں یا جانوروں کو گوشت کے حصول کیلئے پالنا چاہئے۔

پھر جس طرح مذبحہ خانوں میں کام ہوتا ہے ذرا اس پر نظر ڈالتے ہیں۔جس طرح سے یہ بنائے گئے ہیں صحت کیلئے ایک مسلسل خطرہ ہیں۔ان کے حالات نہایت دگرگوں ہیں اور صفائی کے اصولوں سے ہٹ کر ہیں۔یہ صورتحال قریب قریب پوری دنیا میں ہی ہے جن میں امریکہ اور فرانس جیسے ممالک بھی شامل ہیں۔مذبحہ خانوں کی ابتر حالت کے بارے میں مجھے وائٹ پیپر کی ایک کاپی ملی جس سے Totally unsanitary کی وضاحت ہو جاتی ہے۔یہ رپورٹ مجھے Government Accountability

project of America سے ملی جس سے حسب ذیل عبارت ہے جس کے تحت باقی ماندہ صورتحال پیش کی گئی ہے۔

"Fighting field on the Kill floor a matter of life and death for America`s family"

''قربان گاہ پرلڑائی' امریکی خاندانوں کے لئے زندگی اور موت کا مسئلہ''

جانوروں کو ذبح کرنے کا عمل' گوشت مہیا کرنے والے پلانٹ' گوشت کی ترسیل' گوشت تیار کرنے سے فروخت کرنے تک کے تمام مراحل غیر صحت مندانہ ہیں اور انسانی صحت کیلئے انتہائی خطرناک ہیں۔ایک لمحے کیلئے بھی یہ بات مت سوچیں کہ گوشت کے امپورٹڈ پیکٹ بڑے صاف انداز میں پیک کئے جاتے ہیں اور حفظان صحت کے اصولوں کو مدنظر رکھ کر پیک کئے جاتے ہیں۔

میرے دوستو! ایسا ہرگز نہیں ہے۔ یہ بھی انہی مذبحہ خانوں سے آ رہے ہیں جہاں کی صورت حال میں آپ کو بتا چکا ہوں۔ بلکہ ان پر تو اس طرح کا کیمیکل اور پاؤڈر بھی چھڑکا جاتا ہے جو اسے کافی دیر تک تازہ رکھ سکتا ہے اور اس میں انڈیا اور دیگر ممالک کے ماحول کو مدنظر رکھا جاتا ہے۔اس چیز نے بہت سے لوگوں کو ویجی ٹیرین بنا دیا ہے۔ بہت سے لوگ ڈبوں میں بند ''خالص اور تازہ'' خوراک کی طرف مائل ہو رہے ہیں۔ یہ غذا صحت اور غذائیت سے بھرپور خیال کی جاتی ہے۔گرین فیکٹری یا گراس ہاؤس اب اس طرح کی سبزیاتی غذا اور پھلوں کو ان ممالک میں ایکسپورٹ کر رہے ہیں جہاں کے ماحول میں اس طرح کی سبزیاں اور پھل نہیں اگائے جا سکتے۔ پھر ترسیل کے جدید ذرائع نے اسے ممکن بنا دیا ہے۔ایک ملک کے رہنے والے بڑی آسانی سے دوسرے ممالک میں پیدا ہونے والے پھل اور سبزیاں کھا سکتے ہیں۔انڈیا جیسے ترقی پذیر ممالک کی حکومتوں اور این جی اوز کو اس طرح کی غذا کی بڑے پیمانے پر برآمد کے لئے کوشش کرنی چاہئے جس سے نہ صرف ہمارے وطن کی معیشت بہتر ہو گی بلکہ لوگوں کو معیاری غذا بھی ملے گی۔

اب آلودگی کے مسئلے کو لیتے ہیں اس میں قانونی اور غیر قانونی مذبحہ خانوں کا ایک بڑا کردار ہے۔جانوروں کی آنتیں اور دیگر غیر ضروری چیزوں کو عوام کے سامنے کھلے عام ضائع ہونے کیلئے پھینک دیا جاتا ہے۔خون' پھیپھڑے اور فضلہ وغیرہ ماحول میں ایک انتہائی ناگوار بو شامل کر دیتے ہیں جس سے ماحول میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔

جانوروں کی دنیا کے فوائد انسان کیلئے کم نہیں ہیں ماحول میں دونوں کا اپنا اپنا کردار ہے۔گائے' بھیڑیں' مچھلیاں وغیرہ انسان کیلئے مردہ کی بجائے زندہ حالت میں زیادہ مفید ہیں۔انسان کو اپنے ان دوستوں اور معاونین کو زندگی سے محروم نہیں کرنا چاہئے۔صرف اپنی زبان کے چٹخارے کیلئے ہمیں اس قدر ناشکر گزار نہیں ہونا چاہئے۔ہمیں اپنے سے نچلے درجے کی مخلوق کو جنہیں ہم پرندے اور جانور کہتے ہیں زندگی سے محروم کرنے کا کوئی حق نہیں۔ پھر فطری ماحول کے برقرار رکھنے میں ان کا نمایاں کردار ہے۔مویشی پودوں

کیلئے قدرتی کھاد مہیا کرتے ہیں جو مصنوعی کھاد سے بدرجہا بہتر ہے۔ پھر مصنوعی کھاد ہمیں بڑے مہنگے داموں خریدنا پڑتی ہے مگر جانور ہم سے پیسوں کا تقاضا نہیں کرتے۔ ایک بار پھر اقتصادی پہلو کو لیجئے مصنوعی کھاد ہمیں درآمد کرنی پڑتی ہے۔

اس کے بعد میں جغرافیائی اور تاریخی پہلوؤں پر نظر دوڑاؤں گا اس پر تھوڑا سا اظہار خیال پہلے بھی کر چکا ہوں۔

تاریخی نکتہ نظر سے ان لق ودق صحراؤں میں جہاں پھل اور سبزیاں اگانا ممکن نہیں تھا زندگی کی بقاء کیلئے گوشت کی ضرورت تھی۔ جغرافیائی لحاظ سے جیسا کہ میں اسکیمو کا ذکر کر چکا ہوں ان کیلئے غذا صرف گوشت تھی جس کا متبادل ان کے پاس نہیں تھا۔ لیکن جب ہمیں گوشت کا بہترین نعم البدل مل گیا جو زیادہ صحت بخش بھی ہے ارزاں بھی ہے اور ماحول سے مطابقت بھی رکھتا ہے تو ہمیں ایسی غذا کو اختیار کیوں نہیں کرنا چاہئے؟

دوستو! اب اس اہم ترین نکتے کی طرف آتا ہوں جس سے میرا نکتہ نظر بغیر کسی شک وشبہ کے واضح ہو جائے گا کہ انسان فطری طور پر ویجی ٹیرین کیوں ہے؟

یہاں میرے پاس 16 نکات ہیں جن سے میں موازنہ پیش کر سکتا ہوں۔ ہمارے جسم کی ترکیب و ساخت کیسے بنتی ہے۔ جیسا کہ مسٹر ترویدی نے ''نوکیلے دانتوں'' اور ''ہموار دانتوں'' کا تصور دے کر بحث کیلئے نیا میدان کھول دیا ہے۔ اب میں گھاس خور جانوروں کے دانتوں کا جائزہ پیش کرتا ہوں ان کے دانت جبڑوں میں پیوست' چھوٹے' ایک دوسرے سے منسلک اور کند ہیں جبکہ گوشت خور جانوروں میں دانت تیز' نوکیلے' لمبے اور ''کون'' جیسے ہیں۔ ہمارے دو یا چار دانت' جیسا کہ عام لوگ خیال کرتے ہیں کتے کے دانتوں سے مشابہت رکھتے ہیں اور وہ گوشت کھانے کے لئے نہیں ہیں اس طرح کے دانت بندروں اور چمپینزی گوریلوں میں بھی پائے جاتے ہیں اور پھل کو دانتوں میں جکڑنے کے لئے ہوتے ہیں گھاس کھانے والے جانوروں کے ناخن تیز اور نوکیلے نہیں ہوتے ان کے پنجے صرف پھل کو پکڑنے کے لئے ہوتے ہیں

جبکہ گوشت خور درندوں کے پنجے شکار کو چیرنے پھاڑنے کے کام آتے ہیں جبڑے چبانے کے کام آتے ہیں اور جانوروں میں یہ اوپر نیچے اور دائیں بائیں آسانی سے حرکت کر سکتے ہیں چرندے اپنی غذا چبانے اور دائیں بائیں آسانی سے حرکت کر سکتے ہیں چرندے اپنی غذا چبانے کے بعد نگلتے ہیں لیکن درندوں میں صرف نیچے کا جبڑا اوپر نیچے حرکت کرتا ہے وہ اپنی خوراک چبائے بغیر نگل جاتے ہیں۔

دوستو اب اس بات کا موازنہ کر لو میں صرف چرندوں اور درندوں کا نام لوں گا اب آپ کا یہ کام ہے کہ خود نتیجہ اخذ کریں کہ ہمارا جسم سبزی خوروں سے مشابہت رکھتا ہے یا گوشت خوروں سے سبزی خور جانوروں کی زبان ملائم جبکہ گوشت خور جانوروں کی زبان کھردری ہوتی ہے۔

پانی پینے کی عادت

پانی پینا نہایت اہمیت کا حامل ہے میرے دوست Dr Paras Dalal نے بتایا کہ سبزی خور جانور اپنے ہونٹوں سے چوس کر پانی پیتے ہیں جبکہ گوشت خور جانور پانی کے لئے زبان استعمال کرتے ہیں اور پانی کو اچھال کر پیتے ہیں ہم پانی پینے کے لئے اپنے ہونٹ استعمال کرتے ہیں اور زبان سے کام نہیں لیتے۔

آنتوں کا نظام

اب آنت کی طرف آتے ہیں لمبی آنت صرف سبزی خور جانوروں میں پائی جاتی ہے جو جسم سے چار گنا لمبی ہوتی ہے۔ یہ گوشت کو فوری طور پر باہر نہیں نکال دیتی جبکہ گوشت خور جانوروں میں چھوٹی آنت جو ان کی جسامت کے مساوی ہوتی ہے تیزی سے گوشت کی خوراک کو باہر نکال دیتی ہے اس سے قبل کہ یہ متاثر ہو سکے۔

جگر اور گردے

سبزی خور جانوروں میں گردے اور جگر سائز میں چھوٹے ہوتے ہیں اور آسانی سے فالتو مواد کو باہر نکالنے کے قابل نہیں ہوتے جبکہ گوشت خور جانوروں میں گردے اور جگر کا سائز بڑا ہوتا ہے لہٰذا وہ جسم سے فاسد اور فاضل مواد باہر نکالنے کی زیادہ صلاحیت رکھتے ہیں۔

نظام ہضم

سبزی خور جانوروں کے نظام انہضام میں ہائیڈروکلورک ایسڈ کی مقدار کم ہوتی ہے اس لئے گوشت کو آسانی سے ہضم نہیں کیا جاسکتا گوشت خور جانوروں میں ہائیڈروکلورک ایسڈ کی وافر مقدار نہیں گوشت ہضم کرنے میں مدد دیتی ہے۔

سلائیو

انسان اور دیگر سبزی خور جانوروں میں ''سلائیو'' الکلائین کا کام کرتا ہے اور اس میں ایسے وٹامنز ہوتے ہیں جو کاربوہائیڈریٹس کو ہضم کر سکتے ہیں گوشت خور جانوروں میں سلائیو ہمیشہ تیزابی ہوتا ہے۔

خون

انسان اور سبزی خور جانوروں میں پی ایچ الکلائین ہوتا ہے اور گوشت خور جانوروں میں یہ تیزابی ہوتا ہے۔

Blood Lipoproteins

تمام سبزی خور جانوروں بشمول انسان میں ایک ہی جیسے ہوتے ہیں مگر درندوں میں ایسا نہیں ہوتا۔

احساس

سبزی خور جانوروں میں بصارت اور دیگر حسیں کمزور ہوتی ہیں اور درندوں میں یہ نہایت تیز ہوتی ہیں۔

آواز

سبزی خور جانوروں اور انسان کی آواز خوفزدہ کرنے والی نہیں ہوتی جب تک کہ اسے خوفناک بنانے کی

کوشش نہ کی جائے۔فطری طور پر تمام سبزی خور جانوروں کی آواز ملائم ہوتی ہے۔درندوں مثلاً شیر اور چیتوں کی آواز کرخت، کھردری اور خوفزدہ کرنے والی ہوتی ہے۔

بچے

سبزی خور جانوروں کے بچے پہلے دن ہی سے دیکھنا شروع کر دیتے ہیں جبکہ گوشت خور جانوروں کے بچے ایک ہفتے تک آنکھیں نہیں کھولتے۔

دوستو!اب ان نکات سے نتیجہ نکالنا آپ کا کام ہے کہ انسان فطری طور پر سبزی خور ہے یا گوشت خور؟

دوستو!اب میں ان چند عظیم ہستیوں کا ذکر کروں گا جنہوں نے گوشت خوری کی مذمت کی ہے۔ہم دیکھتے ہیں کہ تمام عظیم سائنسدان، محقق اور فلاسفر جیسے آئن سٹائن (Einstein)، لیونارڈو ونکی (Leonardo-da-Vinci) جیسے فنکار، ملٹن، پوپ، شیلے (Milton Pope Shelly) جیسے شاعر، جارج برنارڈ شا (George Bernard Shaw) جیسے مصنف اور دنیا بھر کے مذہبی رہنما، یہ لوگ کون ہیں؟ ریاضی دان، علم ہیئت و ہندسہ کے ماہر، نیوٹن، آئن سٹائن (Einstein)، ڈاکٹر اینی بیسانت، ڈاکٹر والٹر والش (Dr. Walter Walsh)، یونانی فلاسفر سقراط (Socrates)، ارسطو (Aristotle)، ٹالسٹائی (Tolstoy) یہ سب جانے پہچانے لوگ ہیں ان کی عظمت سب تسلیم کرتے ہیں وہ کہتے ہیں:

Blessed are those with noble qualities of tolerance and compassion, love and non-violence, who are not flesh eaters

"جنہیں عدم تشدد، ہمدردی، برداشت اور محبت کی خصوصیات سے نوازا گیا ہے وہ گوشت خور نہیں"

اب میں جارج برنارڈ شا کا یہ مقولہ بیان کروں گا جو نہایت مشہور ہے اور بے شمار بار شائع ہو چکا ہے

We are Living graves of murdered beasts.

"ہم مارے جانے والے جانوروں کی زندہ قبریں ہیں"

سنیئے اس نے "زندہ قبروں" کا لفظ استعمال کیا یعنی قتل شدہ جانوروں کی چلتی پھرتی قبریں' جن جانوروں کو ہم نے اپنی بھوک مٹانے کے لئے مار ڈالا۔

مردہ خور کوؤں کی طرح ہم بھی گوشت پر زندہ رہتے ہیں ہمیں درد اور دُکھ کا احساس نہیں ہوتا۔

ایک بار برنارڈ شا بیمار ہو گئے تو ڈاکٹروں نے کہا کہ کچھ یخنی لے لیں۔اس پر جارج برنارڈ شاہ نے کہا:

"میں گوشت سے بنی ہوئی کوئی چیز لینے کی بجائے مرجانا زیادہ پسند کروں گا"

اور میرے دوستو یقین کرو وہ زندہ رہا اور ڈاکٹر بھی اس واقعے سے متاثر ہو کر ویجیٹیرین ہو گیا۔

اسی طرح جناب مہاتما گاندھی کا بیٹا انتہائی بیمار تھا اور ڈاکٹروں نے اس کے لئے میٹ سوپ تجویز کیا انہوں نے اس سے انکار کر دیا اور ان کا بیٹا اس کے بغیر ہی صحت یاب ہو گیا۔

میں آپ کو یہ سب باتیں کیوں بتا رہا ہوں؟ دوستو صرف اس لئے کہ مسٹر ترویدی نے کہا ہے کہ ڈاکٹر ہمارے لئے اسے لازمی قرار دیتے ہیں تو اسے لینا ہوگا۔ لیکن میں کہہ چکا ہوں کہ یہ سب کچھ حالات و واقعات پہ منحصر ہوتا ہے ڈاکٹر جو کچھ کہتے ہیں صرف طبی نکتہ نظر سے کہتے ہیں ہم اس دنیا میں کس لئے رہ رہے ہیں ہماری جان کی بقا ضروری ہے مگر اس کے لئے دوسروں کو نقصان پہنچانا یا دوسروں کی جان لینا کسی طور بھی مناسب نہیں۔

دوستو' بے حد شکریہ' اکیسویں صدی و تحیئیٹرین کی صدی ہے۔ میرا خیال ہے ہمیں اپنے نکتہ نظر کو بیان کرنے میں کامیاب رہا ہوں میرے دوستو گوشت خور انسان مختلف ثقافت' خاندان اور مذاہب سے تعلق رکھتے ہیں ان کے خیالات کو تبدیل کرنا اتنا آسان نہیں ہے اور یہی بات مسٹر ترویدی نے کہی ہے کہ آج ہم یہاں اکٹھے ہیں ہمیں صرف مذہبی نکتہ نظر یا صرف سماجی انداز سے ہی نہیں سوچنا چاہیۓ۔

اگرچہ میں یہ محسوس کر چکا ہوں مگر مجھے یہ کہنے میں کوئی خوف نہیں کہ ہمارے کچھ جین دوست بھی جب اس طرح کے اجتماعات میں جاتے ہیں جہاں انہیں سماج کا ڈر نہیں ہوتا وہ گوشت کھاتے ہیں۔ میں اسے پسند نہیں کرتا لیکن یہ بات سب کے لئے ہے خواہ وہ گوشت خور ہوں یا سبزی خور کہ اپنے دماغ سے سوچیں اور ہر زاویے سے سوچنے کی کوشش کریں کہ یہ حلال ہے یا حرام' اس کی اجازت ہے یا ممانعت ہے۔ اسے اپنی صحت کے حوالے سے دیکھیں۔ ملکی اور معاشرتی حوالے سے دیکھیں۔ قومی حوالے سے دیکھیں۔ ماحولیاتی حوالے سے دیکھیں اور سب سے بڑھ کر جذبہ ہمدردی کے تحت سوچیں۔

جب اللہ تعالیٰ نے انسانوں اور جانوروں کو یکساں تخلیق کیا ہے تو کسی کو حق حاصل نہیں کہ وہ دوسرے کی جان لے کر وقتی طور پر اپنی بھوک مٹائے۔

شکریہ!!

مناظر اسلام ڈاکٹر ذاکر نائیک کا خطاب

ڈاکٹر محمد نائیک:

خواتین وحضرات اب میں جناب ڈاکٹر ذاکر نائیک کو دعوت خطاب دیتا ہوں۔

ڈاکٹر ذاکر نائیک:

محترم جناب رشمی بھائی زاویری جناب ترویدی' جناب ڈاکٹر محمد نائیک سٹیج پر تشریف فرما مہمانان اعزاز' میرے بزرگو میرے محترم بھائیو! اور بہنو میں آپ سب کو اسلامی کلمے السلام علیم ورحمتہ اللہ وبرکتہ سے خوش آمدید کہتا ہوں جس کا مطلب ہے کہ آپ پر سلامتی ہو اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں۔ آج کی اس بحث کا موضوع ہے کہ کیا گوشت کی اجازت ہے یا ممانعت ہے؟

آج کی بحث کا یہ موضوع ہرگز نہیں ہے کہ کون سی غذا گوشت یا سبزی' انسان کے لئے صحت بخش یا مفید ہے۔

اگر میں ثابت کردوں کہ ایک سیب ایک آم سے بہتر ہے تو اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ آم کھانا منع ہے۔ اس بحث کے اختتام کے لئے تو یہی جملہ کافی ہے لیکن میں اس کی وضاحت کروں گا کہ Non Vegetarian کا مطلب ہے "ایک شخص جو جانوروں سے خوراک حاصل کرتا ہے" اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ "ایک شخص جو سبزی نہیں کھاتا"

اس کا یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ ایک شخص جو سبزیاں اور پھل نہیں کھاتا یہ بات سب کو اچھی طرح ذہن نشین ہونی چاہئے کہ Non Vegetarian کی بجائے مناسب لفظ اگر ہوسکتا ہے تو "گوشت' سبزی اور پھلوں وغیرہ پر مشتمل غذا" ہوسکتا ہے یعنی ایک شخص جو کوئی طرح کی خوراک کھاسکتا ہے۔ مسٹر رشمی بھائی نے یہ بات بالکل صحیح کہی ہے کہ وجیٹیرین کا لفظ وجیٹیبل سے ماخوذ نہیں ہے بلکہ یہ Vegetas سے نکلا ہے جس کا

مطلب ہے زندگی اور تازگی سے بھرپور۔ انہوں نے اس کی مناسب وضاحت نہیں کی ہم اس پر بات کر سکتے ہیں۔ انہوں یہ بھی نہیں بتایا کہ ویجیٹیرین کی بھی بہت سی اقسام ہیں۔ ہمارے پاس' پھل خور ہیں جو صرف پھل ہی کھاتے ہیں ہمارے پاس ویدانتا ہیں جو جانوروں سے حاصل ہونے والی کسی قسم کی غذا نہیں کھاتے۔

ہمارے پاس Lacto Vegerarian ہیں جو دودھ استعمال کرتے ہیں۔ Ovo Vegetarians انڈے کھا لیتے ہیں ایک قسم Pesco Vegerarians ہیں جو مچھلی کھا لیتے ہیں ایک قسم Semi Vegetarians کہلاتی ہے جو مرغی کھا لیتی ہے یہ گروہ بندی میں نے نہیں' ویجیٹیرین سوسائٹی نے کی ہے۔

اس کے علاوہ بھی ان کی بیس مزید اقسام ہیں وقت کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے میں ان کے نام گنوانے سے اجتناب کروں گا میں یہاں ڈاکٹر ولیم ٹی جروس کا ایک قول پیش کرنا چاہوں گا۔

ڈاکٹر ولیم ACSH یعنی' امریکن کونسل آف سائنس اینڈ ہیلتھ کے مشیر' Lomalinda یونیورسٹی' صحت عامہ اور ادویہ سے اجتناب Health and Preventive Medicine Public کے پروفیسر اور صحت کے فراڈ کے خلاف نیشنل کونسل Frauds National Council Against Health کے بانی اور صدر ہیں۔

نیز ایک کتاب' صحت کے ڈاکو The Health Robbrs کے معاون مدیر بھی ہیں۔ یہ کتاب امریکہ میں عطائیوں کی سرگرمیوں کو بے نقاب کرتی ہے۔ انہوں نے بہت سے اقوال بھی پیش کئے ہیں اور انہوں نے رویے کے لحاظ سے ویجیٹیرین کو دو گروہوں میں تقسیم کیا ہے۔

Pragmatic Vegetarian-1

یہ لوگ جذباتی نہیں ہوتے اور خوراک کا انتخاب صحت کے اصولوں کے مطابق کرتے ہیں۔

Ideological Vegetarian-2

یہ لوگ اپنی خوراک نظریاتی اصولوں کے تحت منتخب کرتے ہیں یہ جذباتی بھی ہوتے ہیں۔

ڈاکٹر ولیم کہتے ہیں کہ نظریاتی سبزی خور اپنی گفتگو میں سبزی کے فوائد بیان کرتا ہے اور اس ضمن میں اس کے خیالات بڑے سخت ہوتے ہیں اور وہ دیگر پہلوؤں پر بات کرنا یا نظر ڈالنا پسند نہیں کرتے۔

یہ لوگ حقائق کو نظر انداز کر دیتے ہیں نیز یہ شدت پسندی صحت کے لئے ایک خطرہ بھی ثابت ہو سکتی ہے۔ ڈاکٹر ولیم کہتے ہیں کہ Vegetarian ideological اپنے رویے سے یوں ظاہر کرتا ہے گویا کہ وہ ایک سائنس دان ہے لیکن درحقیقت وہ سائنس دان کی بجائے ایک وکیل ہے اور آپ ابھی ایک مقرر کی تقریر سے اندازہ کر ہی چکے ہیں کہ وہ سائنسدان کی بجائے ایک وکیل زیادہ ہیں جو اپنے موقف کی حمایت میں منتخب معلومات اور اعداد و شمار پیش کرتے ہیں۔

ان کے دلائل معلومات کے خلاف ہوتے ہیں جو نظریات کے بھی خلاف ہے۔ یہ بات بحث کی حد تک

تو قبول کی جا سکتی ہے مگر سائنسی فہم کے لئے نہیں۔

ڈاکٹر ولیم کہتے ہیں کہ Ideological Vegetarian تعصب اور شدت پسندی سے پر ہوتے ہیں جن سے ڈاکٹر اور سائنسدان بھی محفوظ نہیں ہیں۔ مسٹر رشمی بھائی نے کئی بیماریوں کا حوالہ دیا ہے میں ہر ایک کو غلط ثابت کر سکتا ہوں مگر پھر وہی وقت کی قلت کا سامنا ہے لیکن اگر وقت سائنس کے حوالے سے بات کرنے کی اجازت دیتا ہے تو میں یہی کہوں گا کہ ان کی رسائی سائنس تک نہیں ہر ایک چیز کو رد کا جا سکتا ہے۔

''پرہیز علاج سے بہتر ہے''

یہ نکتہ ادویات کی بنیاد ہے مجھے صحت کے بارے میں بات کرنے کی وقت اجازت نہیں دیتا۔ اگر وقت ملا تو میں دیگر پہلوؤں پر بات کرنے کی کوشش کروں گا اب میں اس بات پر آتا ہوں کہ آیئے ان اسباب کا جائزہ لیں کہ ایک انسان کس طرح غذا کا انتخاب کرتا ہے:

یہ جغرافیائی ماحول کے باعث ہو سکتا ہے۔ یہ ذاتی انتخاب ہو سکتا ہے۔ یہ رنگ' خوشبو' ذائقے کی وجہ سے ہو سکتا ہے۔

یہ مذہبی وجوہات کی بنا پر ہو سکتا ہے۔

ایک انسان کی اخلاقی سوجھ بوجھ کے مطابق ہو سکتا ہے۔

اناٹومی یا فزیالوجی کے فہم کے تحت ہو سکتا ہے۔ ایک خاص رویے کی وجہ سے ہو سکتا ہے۔ ماحول اور معیشت کے تحت ہو سکتا ہے۔

غذائیت' صحت اور سائنسی اسباب کے باعث ہو سکتا ہے۔

صحت اور طب کے لحاظ سے ہو سکتا ہے۔

آیئے سب سے پہلے مذہبی اسباب کا جائزہ لیتے ہیں۔

مسٹر ترویدی نے کہا ہے کہ ہمیں کیا کھانا چاہئے اور کیا نہیں مذہب کو اس سے غرض نہیں ہونی چاہئے بلکہ اسے ڈاکٹروں پر چھوڑ دیں۔

میں اسے مانتا ہوں اسے تسلیم کرتا ہوں کہ اگر وہ خالق وہ رب عظیم جس کی آپ عبادت کرتے ہیں ڈاکٹر نہیں ہے تو آپ کو اس کی پیروی نہیں کرنی چاہئے انہوں نے کہا ہے کہ ''اسے ڈاکٹرز پر چھوڑ دیں'' لیکن ایک مسلم ہونے کی حیثیت سے ہمارا ایمان ہے کہ اللہ خالق ہے سب انسانوں کا خالق ہے جہانوں کا خالق ہے۔ اور علیم وخبیر اور دنیا بھر کے ڈاکٹروں سے زیادہ علم رکھتا ہے۔

رشمی بھائی نے ڈاکٹروں کا حوالہ دیا ہے ان کا اشارہ ان کتابوں کی طرف ہے جو باہر فروخت ہو رہی ہیں میں ان میں سے چند نکات پر بات کروں گا۔ یہ ساری باتیں تصوراتی ہیں سب نہیں ان میں سے کچھ غیر متعلقہ ہیں کچھ کو پرکھا نہیں گیا اور کچھ سچ ہیں جو کہ نیم پختہ ہیں میں یہ بات روز روشن کی طرح واضح کروں گا اور بغیر کسی ابہام کے ثابت کروں گا کہ انسان کو Non veg food خوراک کی اجازت ہونی چاہئے

(**نوٹ**: مشہور انڈین کرکٹر کپل دیو نے اپنی آٹو بائیوگرافی میں لکھا کہ لوگ اُسے طعنہ دیا کرتے تھے کہ ایک سبزی خور فاسٹ باؤلر کیسے بن سکتا ہے؟ سو اُن کی خوراک کے لیے ایک بھینس مختص کی گئی لیکن وہ واقعی فاسٹ باؤلر نہ بن سکے محض میڈیم فاسٹ باؤلر ہی رہے جبکہ گوشت خور پاکستان نے عمران خان اور شعیب اختر کی صورت میں دنیا کے تیز ترین باؤلر پیدا کیے جنھیں سبزی خوری پر فخر کرنے والے ہندوستانی بھی حسرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔عرفان احمد خان) اس سے میرے ذہن میں کسی ویجیٹیرین کو دکھ پہنچانے کا شائبہ تک نہیں ہے اور جب میں منطقی اور سائنسی طور پر ثابت کر دوں گا کہ اس خوراک کی اجازت ہے تو اگر کوئی سمجھتا ہے کہ میں نے اس کے احساسات کو ٹھیس پہنچائی ہے تو میں پہلے ہی اس سے معذرت کرلوں گا میں خلوص دل سے معذرت کروں گا کسی کے جذبات کو مجروح کرنا ہرگز میرا مقصد نہیں ہے۔لیکن مجھے اپنے سے پہلے مقرر کی باتوں کا جواب دینا ہے۔ جہاں تک اسلام کا تعلق ہے تو ایک انسان کے لئے لازمی نہیں ہے کہ وہ لازماً گوشت کھائے ایک مسلمان سبزی کھا کر بھی ایک اچھا مسلمان ثابت ہوسکتا ہے لیکن جب ہمارے خالق' اللہ سبحانہ' وتعالیٰ نے ہمیں جانوروں سے حاصل ہونے والی غذا کھانے کی اجازت دی ہے تو ہمیں اسے اختیار کیوں نہیں کرنا چاہئے۔ میں نے اپنی گفتگو کا آغاز سورہ مائدہ سورہ نمبر 5 کی آیت نمبر ایک سے کیا ہے۔

''اے ایمان والو اپنے قول پورے کرو۔تمہارے لئے حلال ہوئے بے زبان مویشی مگر وہ جو آگے سنایا جائے گا تم کو۔لیکن شکار حلال نہ سمجھو جب تم احرام میں ہو۔ بے شک اللہ حکم فرماتا ہے جو چاہے''

قرآن میں آگے مزید سورہ النحل سورہ نمبر 16 آیت نمبر 5 میں ہے:

''اور چوپائے پیدا کئے ان میں تمہارے لئے گرم لباس اور منفعتیں ہیں اور ان میں سے کھاتے ہو''

سورہ مومنون سورہ نمبر 23 کی آیت 21 میں ہے:

''اور بے شک تمہارے لیے چوپایوں میں سمجھنے کا مقام ہے ہم تمہیں پلاتے ہیں اس میں سے جو ان کے پیٹ میں ہے اور تمہارے لیے ان میں بہت فائدہ ہے اور ان سے تمہاری خوراک ہے''

آیت ۲۲ میں ہے:

''اور ان پر اور کشتی پر سوار کیے جاتے ہو''

آیئے اب اس کے جغرافیائی اور ماحولیاتی اسباب پر نظر دوڑاتے ہیں۔ہم یہ بات بخوبی جانتے ہیں کہ ماحول انسان کے کھانے کی عادات کو متاثر کرتا ہے۔ساحلی علاقوں کے رہنے والے لوگ مچھلی اور جنوب ہند میں رہنے والے لوگ زیادہ تر چاول استعمال کرتے ہیں۔صحرا میں رہنے والے لوگ جہاں سبزی وغیرہ نہ ہونے کے برابر ہے گوشت پر گزر اوقات کرتے ہیں۔قطب شمالی کے اسکیمو بھی سبزی اور پھل نہ ہونے کی وجہ سے زیادہ تر Sea Food استعمال کرتے ہیں۔مسٹر زاویری اس حقیقت سے کماحقہ آگاہ ہیں مگر وہ کہتے ہیں کہ آج ہمارے پاس رسل و رسائل کے جدید اور تیز ترین ذرائع موجود ہیں۔

میں IVC انڈین ویجیٹیرین کانگریس سے درخواست کروں گا کہ وہ ان اسکیمو قبائل اور سعودی عرب کو

سبزی اور پھل فراہم کریں۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی بتائیں کہ سعودی عرب میں سبزیاں مہنگی کیوں ہیں؟
اس لیے کہ اس میں سفر کے اخراجات بھی شامل ہیں اور پھر یہ بات نہایت غیر منطقی ہے کہ کم غذائیت والی خوراک پر زیادہ رقم خرچ کی جائے۔

آیئے ہم خالص سبزی خور اور انسانی و اخلاقی اسباب کو دیکھتے ہیں۔ ان کے مطابق 'ہر زندگی مقدس' ہے اس لیے کسی بھی جاندار کو قتل نہیں کرنا چاہیے۔ لیکن وہ نہیں جانتے کہ آج اس حقیقت سے بچہ بچہ واقف ہے کہ پودے بھی جاندار ہیں لہٰذا یہ استدلال کہ جانوروں کو خوراک کے لیے نہیں مارنا چاہیے آج زیادہ وزن نہیں رکھتا۔ شاید چند صدیاں پیشتر اس کی کچھ اہمیت رہی ہو۔ یہ دلیل کچھ وزن رکھتی ہو لیکن آج اس بات میں کوئی وزن نہیں ہے۔

پھر اگلی دلیل کے طور پر وہ کہتے ہیں کہ ٹھیک ہے پودے جاندار ہیں مگر وہ درد محسوس نہیں کرتے۔ لہٰذا ایک پودے کو مارنا جانور کی نسبت کہیں کم گناہ اور ایک ہلکا جرم ہے۔

آج سائنس نے یہ بات ثابت کر دی ہے کہ جب پودوں کو کاٹا جاتا ہے تو وہ بھی درد محسوس کرتے ہیں اور اسی شدت سے چیختے چلاتے ہیں مگر ان کی چیخوں کی رسائی انسانی کانوں کی دہلیز تک نہیں ہو سکتی کیونکہ انسانی کان 20 سائیکل فی سیکنڈ سے بیس ہزار (20,000) سائیکل فی سیکنڈ تک کی آوازوں کو ہی سن سکتے ہیں اور ان سے کم یا زیادہ فریکوئنسی کی آواز کو انسانی کان نہیں سن سکتے۔

جانور کی آواز انسان سن سکتا ہے اور پودے کی چیخ نہیں سن سکتا۔ صرف اس لیے کہ اس کی اہلیت ہی اس میں موجود نہیں ہے۔

میرے ساتھ ایک وجیٹیرین بھائی نے گفتگو کرتے ہوئے کہا:

''ذاکر بھائی میں تسلیم کرتا ہوں کہ پودے جاندار ہیں اور زندگی رکھتے ہیں۔ وہ درد بھی محسوس کرتے ہیں لیکن پودوں میں صرف دو یا تین حسیں جبکہ جانوروں میں پانچ حسیں ہوتی ہیں۔ لہٰذا کسی پودے کو قتل کرنے کی نسبت کسی جانور کو قتل کرنا نسبتاً بڑا پاپ ہے''

میں نے کہا چلو میں بحث برائے بحث یہ بات مان لیتا ہوں۔ آپ کی اس بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ پودوں میں جانوروں کی نسبت کم حسیں ہیں۔ ممکن ہے وہ درد محسوس نہ کرتے ہوں۔

پھر میں نے ان سے ایک سوال کرتے ہوئے کہا:

میرا ردِ عمل کیا ہو گا؟

کیا میں جج صاحب سے کہوں گا:

جج صاحب!!! اس قاتل کو کم سزا دیں اس پر رحم کریں، کیونکہ میرے بھائی کی دو حسیں کم تھیں!! وہ گونگا بھی تھا اور بہرا بھی تھا!!

نہیں! بالکل نہیں!! بلکہ میں تو کہوں گا:

''جج صاحب!! اس ہتیارے کو سخت سے سخت اور بڑی سے بڑی سزا دیں، جس نے ایک معصوم انسان کے خون سے اپنے ہاتھ رنگے ہیں''

لہٰذا اسلام اس بات پر اصرار نہیں کرتا کہ تمہاری دو حِسّیں ہیں، تین ہیں یا پانچ۔

اسلام کے مطابق جاندار اشیاء کی دو اقسام ہیں:

۱۔ انسان جو ایک جاندار مخلوق ہے

۲۔ غیر انسانی جاندار مخلوق

جہاں تک انسان کو مارنے کا معاملہ ہے تو قرآن پاک کی سورہ المائدہ سورہ نمبر ۵ کی آیت ۳۲ میں ہے:

''اگر کوئی انسان کو بلا وجہ قتل کرتا ہے اور وہ مقتول زمین پر فساد نہیں پھیلا رہا تھا تو ایسا ہی گویا اس نے تمام انسانوں کو قتل کر دیا اور اگر کوئی کسی انسان کی جان بچاتا ہے تو یہ ایسا ہی ہے جیسے اس نے تمام انسانوں کو بچالیا ہو''

ایک بے گناہ انسان کا قتل، جو کسی قسم کے فساد میں شامل نہیں، خواہ وہ مسلم ہو یا غیر مسلم اس کے قتل کو قرآن ''پوری انسانیت'' کا قتل قرار دیتا ہے۔

اسی طرح کسی بھی انسان کی زندگی بچانے کو پوری انسانیت کے بچانے کے ساتھ تشبیہ دیتا ہے۔

جہاں تک غیر انسانی جانداروں کا تعلق ہے تو اس کے بارے میں ہے کہ کسی انسان کو انہیں بلا وجہ اور غیر ضروری طور پر نقصان پہنچانے کی اجازت نہیں ہے۔ انہیں بلا وجہ مارنا نہیں چاہیے۔ صرف کھیل یا لطف اندوز ہونے کے لیے یا بلا مقصد شکار کرنے کیلئے ان کی جانوں سے نہیں کھیلنا چاہیے لیکن اپنے تحفظ کیلئے آپ جانوروں کو مار سکتے ہیں۔ اپنی جان بچانے کیلئے جانوروں کی جان لے سکتے ہیں نیز آپ جائز غذائی ضروریات کیلئے انہیں ذبح کر سکتے ہیں۔ لیکن صرف اپنی شکاری حِس کی تسکین کیلئے جانوروں کو مارنا کسی طور بھی مناسب نہیں ہے۔

جہاں تک پودوں کا تعلق ہے تو یہ ادنیٰ جاندار ہیں اور اگر آپ کسی جانور کی زندگی لیتے ہیں تو اس سے سینکڑوں لوگوں کا پیٹ بھر سکتا ہے اور اس کے برعکس سینکڑوں لوگوں کی شکم پُری کیلئے یقیناً سینکڑوں پودوں کو مارنا پڑتا ہے۔ لہٰذا سینکڑوں جانداروں کی زندگی لینے سے ایک جانور کو ذبح کر لینا بدرجہا بہتر عمل ہے۔

خود موازنہ کیجئے کہ ۱۰۰ پودوں کا قتل زیادہ گناہ ہے یا ایک جانور کا ذبح کرنا؟

معذور افراد کو قتل کرنا بڑا جرم ہے یا ایک صحت مند انسان کو؟

وجیٹیرین سوسائٹی World Foundation of Reverence for all Life زیادہ تر حوالہ جات انہیں تین کتابوں سے دیتی ہے۔ ان کے تمام تر یا زیادہ تر حوالے انہیں سے ہوتے ہیں مگر شاید وہ اس کتاب کے نام سے اختلاف کرتے ہوئے پودوں کی ''زندگی'' کو نظر انداز کر گئے ہیں۔ یہ کہتے ہیں:

''تمام مخلوق ایک ہی خاندان ہے''

"ہر زندگی مقدس ہے"

یہ کس قسم کا نظریہ ہے کہ جس میں آپ کو ایک قسم کے فیملی ممبر کے قتل کی تو اجازت ہوتی ہے مگر اسی فیملی کے دوسرے ممبر کو قتل کرنے کی اجازت نہیں؟

یہ بالکل غیر منطقی اور غیر سائنسی بات ہے۔ آپ جانتے ہیں امریکن وتجیٹیرین سوسائٹی اپنے طلبہ کو ذبح خانوں میں لے جاتی ہے وہاں انہیں خون دکھا کر Vegetarianism کی جانب راغب کرتی ہے۔ یہ تو بالکل ایسے ہی ہے جیسے ایک ڈاکٹر غیر شادی شدہ نوجوان لڑکیوں کو زچگی کے تکلیف دہ منظر دکھانے کیلئے لے جائے اور پھر کہے:

"دیکھا!! ولادت کا عمل کس قدر تکلیف دہ ہے لہٰذا اس سے محفوظ رہنے کیلئے تمہیں نہ تو شادی کرنی چاہیے اور نہ ہی بچوں کو جنم ہی دینا چاہیے"

یہ انسانی ذہن کو پھسلانے کی غیر اخلاقی شکل ہے۔ یہ بالکل غیر اخلاقی ہے۔ ہمیں چاہیے کہ اپنے بچوں کو سکھائیں کہ جب سبزیاں خوراک کیلئے اُگائی جاسکتی ہیں تو جانور اسی مقصد کے تحت کیوں نہیں پالے جاسکتے؟

"ہر زندگی مقدس ہے" میں اتفاق کرتا ہوں۔ ان کو غیر ضروری طور پر مارنا غلط ہے۔ لیکن اپنی ضرورت کیلئے حلال خوراک کی اجازت ہے۔

آیئے رویوں اور اناٹومی کا تجزیہ کرتے ہیں۔ مسٹر زاویری نے مختلف نکات بیان کیے ہیں آپ جانتے ہیں وہ ۱۰۰ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے کاغذ پر کاغذ پڑھتے چلے جارہے تھے اور میں تیزی سے نکات لکھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

یہ بیماری! وہ بیماری!! درجنوں بیماریاں، کتنی ہی اقسام کی بیماریاں انہوں نے گنوادیں۔ ان میں سے صرف دس پر ہی بحث کی جائے تو کئی گھنٹے صرف ہو جائیں۔ انہوں نے تو ایک لمبی چوڑی فہرست تیار کر رکھی ہے۔

میں صرف اسی قدر کہوں گا کہ اگر آپ مستند کتب سے رجوع کریں صرف مستند کتب سے۔ نظریاتی وتجیٹیرین کی تحقیق سے نہیں۔ ان میں سے اکثر جوابات طبّی نکتۂ نظر، اناٹومی اور فزیالوجی کے حوالے سے دیئے گئے ہیں اور انہوں نے بالکل صحیح کہا ہے کہ اگر آپ گائے، بکری اور بھیڑ کے دانتوں کا مشاہدہ کریں تو یہ بالکل ہموار اور سیدھے ہوں گے اور اگر آپ گوشت خور جانور شیر، چیتے اور بھیڑیئے وغیرہ کے دانت دیکھیں تو یہ نوکیلے ہوں گے کیونکہ یہ صرف جانوروں کے گوشت کیلئے بنے ہیں۔

اب گوشت خور Carnivorous اور ہمہ خور Omnivorous میں بنیادی فرق ہے۔ انسان کے دانتوں کا مشاہدہ کرنے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ انسانی دانتوں کے سیٹ میں چپٹے اور نوکیلے دونوں طرح کے دانت موجود ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ ہمیں صرف سبزیاتی خوراک ہی کھلانا چاہتا تو نوکیلے دانت دینے کا کیا مقصد تھا اور مسٹر زاویری نوکیلے دانتوں کو کتے سے نہیں بلکہ بندر سے تشبیہہ دے رہے ہیں۔ شاید انہیں Canine کے لفظ کا صحیح مطلب معلوم نہیں یہ لاطینی لفظ Cananas سے ماخوذ ہے جس کا مطلب ہے کتا اور اس سے اس کا خاندان یعنی بھیڑیئے اور کتے وغیرہ مراد ہیں۔

سائنسدانوں نے اسے Canine کا نام دیا ہے جس سے مراد ہے کتے سے متعلق۔ اورانہوں نے کہا کہ یہ کتے کے دانتوں کی طرح نہیں ہے بلکہ اس سے مراد بندر اور چمپینزی ہے۔ میں اس نکتے سے اتفاق کرتے ہوئے اسے غلط ثابت کروں گا۔ میں آسانی سے کہہ سکتا ہوں کہ بندر بھی ویجی نہیں ہے۔ وہ جوئیں کھاتے ہیں۔ بہت سے بندر جانوروں کا کچا گوشت کھاتے ہیں۔ وہ بندر جو کچا گوشت کھاتے ہیں وہ ہمہ خور ہیں اور مکمل سبزی خور نہیں ہیں۔ بہت سی مخلوق Cannibals کہلاتی ہے جس میں بندر اور لنگور شامل ہیں۔

اگر آپ انسانی نظامِ انہضام کا مشاہدہ کریں تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ یہ ہر طرح کی غذا ہضم کرنے کے قابل ہے۔

اگر اللہ تعالیٰ ہمیں صرف سبزیاتی غذا کھلانا چاہتا تو پھر اس نے ہمارے جسم میں اس طرح کا نظامِ انہضام کیوں رکھا؟ مسٹر زاویری نے کہا ہے کہ ہم کچا گوشت نہیں کھا سکتے میں ان سے اتفاق کرتا ہوں۔ زیادہ تر انسان کچا گوشت نہیں کھا سکتے۔ اسی طرح بہت سے انسان کچی سبزیاں بھی نہیں کھا سکتے۔

مثلاً گندم، چاول، کچی مونگ وغیرہ، کیا آپ کھا سکتے ہیں؟

یہ آپ کیلئے بدہضمی کا باعث بنیں گی۔ اس کی دلیل کیا ہے؟ آپ کو انہیں پکانا ہوگا۔ ایک ڈاکٹر ہونے کے ناطے میں جانتا ہوں کہ کچی گندم، کچے چاول اور کچے کباب آپ کیلئے مسئلہ پیدا کر سکتے ہیں۔ لہٰذا آپ کو انہیں پکانا پڑے گا۔ یہی بات گوشت پر بھی صادق آتی ہے۔ ہم لوگ جو نان ویجیٹیرین ہیں اسے پکاتے ہیں تاکہ وہ آسانی سے ہضم ہو سکے۔ لیکن ایسے انسان بھی موجود ہیں جو کچا گوشت کھا سکتے ہیں۔ انہوں نے "اسکیمو" کا تذکرہ کیا مگر اس لفظ کی وجہ تسمیہ نہیں بتائی۔ اسکیمو کا مطلب ہے "کچا گوشت کھانے والے"

لہٰذا ایسے انسان موجود ہیں جو کچا گوشت کھاتے ہیں۔ لیکن یہ مخصوص حالات کے تحت ہے۔ کل کو اگر کچی گندم یا چاول کھانا پڑ جائیں تو اکثر انسان انہیں ہضم نہیں کر پائیں گے لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ آپ کو گندم، چاول یا کباب نہیں کھانے چاہئیں۔

سبزی خور جانوروں میں ایک اینزائیم ہوتا ہے جسے سیلولوز اینزائیم Cellulaze Enzyme کہتے ہیں یہ ہضم نہیں ہوتا اور فائبر کی صورت میں برقرار رہتا ہے۔ یہ غیر ہضم شدہ ہوتا ہے۔ دوسری جانب اور بہت سے اینزائیم ہوتے ہیں جو لائپیز Lipase، ٹراپیز Trapezes، کینو ٹراپیز Kino Trapezes کہلاتے ہیں جو صرف نان ویجیٹیرین غذا کو ہضم کرتے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ یہ چاہتا تھا کہ ہم نان ویجیٹیرین غذا نہ کھائیں تو پھر اس نے ہمیں یہ مذکورہ اینزائیم کیوں دیئے؟ اور قدیم انسان جیسا کہ مجھ سے پہلے مقرر نے ذکر کیا ہے اور مہمانِ خصوصی نے بھی اس حوالے سے بات کی ہے۔ آرکیالوجی شہادت سے بالکل واضح ہے کہ اسکیمو نان ویجیٹیرین تھے تو اب تبدیلی کیوں؟

ہم میں دانت بھی وہی ہیں، نظامِ ہضم بھی ویسا ہی ہے۔ انہوں نے تقابلی جائزے کی اور فہرست بھی پیش کی ہے۔ جس سے یہ بات بالکل واضح طور پر ثابت ہو جاتی ہے کہ ہمیں سبزیاتی خوراک اختیار کرنی

چاہیے۔ میں اس سے اتفاق کرتا ہوں اور میں نے کسی مقام پر بھی ایسی کوئی بات نہیں کی کہ ہمیں سبزیاں اور پھل یا درختوں سے حاصل ہونے والی خوراک نہیں کھانی چاہیے۔

نان ویج اس شخص کو کہا جاتا ہے جو جانوروں سے حاصل شدہ خوراک استعمال کرتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ وہ پھل، سبزی اور اناج بھی کھاتا ہے یعنی وہ ساری چیزیں استعمال کرتا ہے جو ایک ویجیٹیرین کی غذائی فہرست میں شامل ہیں۔ اسے ہمہ خوریت یا Omnivorous diet کا نام دیا جاتا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ گوشت خور جانوروں میں ''جگر'' اور ''گردے'' بڑے ہیں اور انسانوں میں چرندوں کی طرح یہ اعضا چھوٹے ہیں۔ چونکہ جانور کچا گوشت کھاتے ہیں اس لئے انہیں زہریلے مواد تیزی سے خارج کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔

ہم انہیں پکا کر زائل کر دیتے ہیں۔ اسی لئے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے ہمیں چھوٹے گردے اور جگر دیئے ہیں جو ہر طرح کی سبزیاتی اور لحمیاتی غذا کیلئے موزوں ہیں۔

اسی طرح ہائیڈروکلورک ایسڈ کے بارے میں بات کی گئی ہے۔ کیا اس میں تیزابیت بہت زیادہ نہیں ہے۔ اس کی ہمیں ضرورت نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ کو غیر ضروری طور پر دینے کی ضرورت نہیں تھی۔ یہی بات ''سلائیوا'' کے حوالے سے بھی ہے، یہی چیز ''پی ایچ'' کے ساتھ ہے اور یہی بات ''لائپو پروٹین'' پر بھی صادق آتی ہے۔ ان سب دلائل کا زور اس بات پر تھا کہ چونکہ وہ کچا گوشت کھاتے ہیں اس لئے ان چیزوں کی ضرورت گوشت خور جانوروں کو ہوتی ہے۔ ہمیں اس کی ضرورت نہیں ہوتی تو اللہ تعالیٰ یہ ہمیں کیوں دیتا؟ ان چیزوں کی ضرورت سبزیاتی اور پکی ہوئی لحیاتی غذاؤں کیلئے ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ گوشت خور جانور پانی ''چپڑ چپڑ'' کر کے پیتے ہیں اور چرندے سِپ لے کر پیتے ہیں۔ انسان دونوں طریقے اختیار کرتا ہے اسے پانی پیتے دیکھیں۔ وہ سپ لیتا ہے اور آئس کریم کھاتا ہے تو اس کا انداز دیگر ہوتا ہے۔ لہٰذا انسان Lick اور Sip دونوں طریقے استعمال کرتا ہے۔ اس کا انحصار خوراک کی قسم پر ہوتا ہے۔ اس بات پر بات کرنا بھی ضیاع وقت ہے۔

اس کے بعد انہوں نے ایک دلیل یہ دی کہ ہمارے دانتوں میں فاصلہ کم ہوتا ہے تاکہ ہم سبزیاتی خوراک چبا سکیں۔ اگر اللہ نے ہمیں سبزیوں کی ممانعت کی ہوتی تو ہمارے دانتوں میں خلا ہوتے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہر قسم کی خوراک کھانے کی اجازت دی ہے۔ قرآن میں آتا ہے انار، سبزیاں، کھجور وغیرہ کھاؤ۔ سبزیاں اور پودے بار بار اُگتے ہیں لہٰذا ان کا استعمال ''قتل'' کے زمرے میں نہیں آتا۔ بہت سے درخت ہیں جنہیں ہم کاٹتے ہیں اور وہ پھر اُگ آتے ہیں۔ کچھ ایسے بھی ہیں جو دوبارہ نہیں اُگتے۔ یہ کوئی مضبوط دلیل نہیں ہے پھر اس کیلئے مثال چھپکلی کی دی گئی ہے کہ اس کی دم کٹ جائے تو نئی دُم نکل آتی ہے۔ کیا آپ چھپکلی کی دُم کھاتے ہیں؟ آسٹریلیا کے دور افتادہ علاقوں کے انسان چھپکلی خور ہیں۔

کیا آپ چھپکلی کی دُم کھاتے ہیں؟

اس کا جواب یقیناً یہی ہوگا: ''نہیں !!''

آپ جانتے ہیں اس وقت میں کیا کر رہا ہوں؟

میں ایک وکیل کی طرح جرح کر رہا ہوں۔

میں ان سب باتوں کے جوابات دینے میں ندامت محسوس کر رہا ہوں لیکن چونکہ یہ ایک مباحثہ ہے اسلئے مجھے بہر صورت جواب دینا ہوں گے۔

میں یہاں اس لئے آیا ہوں کہ ہم ایک دوسرے کے خیالات کو اچھی طرح جان کر ایک دوسرے کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھا سکیں۔ لیکن مجھے ایک وکیل جیسا رویہ اختیار کرنا ہی پڑتا ہے۔ اس کے علاوہ منطق اور سائنس کے حوالے سے جب ایک دلیل دی جاتی ہے تو اگر کوئی عام سی معلومات بھی رکھتا ہے تو وہ جواب دے سکتا ہے۔ مگر اس وقت لوگوں کے پاس ''جنرل نالج'' نہیں ہے۔ بہت سے لوگ آگاہ نہیں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس طرح کے دلائل بہت سے لوگوں کو قائل کر لیتے ہیں۔

یہ تمام دلائل اس طرح کی کتابوں سے لئے گئے ہیں جو یہاں تقسیم کی گئی ہیں۔ مثلاً جین آرگنائزیشن کی کتاب ''گوشت خوری ۱۰۰ حقائق'' مصنفہ نیمی چند۔ اسے انڈین وجیٹیرین کانگریس نے بھی تقسیم کیا۔ اس طرح کی کتابیں مجھے مسٹر زاویری نے دی تھیں۔ ''انڈا اور سو حقائق''

وجیٹیرین یا نان وجیٹیرین

ایک ایک دلیل کا جواب دیا جا سکتا ہے۔ نان ویج سے بیماریاں پھیلتی ہیں جنہیں روکا جا سکتا ہے۔

آیئے رویوں پر بات کرتے ہیں۔ انہوں نے ابھی اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ جو خوراک ہم کھاتے ہیں ہمارے رویوں پر اثر انداز ہوتی ہے۔ میں کسی حد تک اس سے اتفاق کرتا ہوں کہ خوراک ہمارے رویوں کو متاثر کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے مسلمان بھیڑ اور بکری کا گوشت کھاتے ہیں جو نہایت امن پسند اور بے ضرر جانور ہیں۔ ہم بھی امن پسند ہیں ہم شیر، چیتے، کتے اور سور جیسے جانوروں کا گوشت نہیں کھاتے جو جانوروں کی دنیا کے ''دہشت گرد'' ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے ہمیں ان جانوروں کی ممانعت فرمائی ہے۔

ہم امن پسند لوگ ہیں بات کا آغاز ہی السلام علیکم ''آپ پر سلامتی ہو'' کے پیغام سے کرتے ہیں۔ ہم امن پسند جانوروں کا گوشت کھاتے ہیں۔

اگر ان کی اس دلیل کو اس طرح بیان کیا جائے۔

''آپ سب پودے کھاتے ہیں اس لئے آپ کا رویہ پودوں جیسا ہے''

تو یہ ایک احساسات مجروح کرنے والی بات ہے پودے نچلے درجے کے جاندار ہیں اور میں جانتا ہوں سائنسی لحاظ سے یہ بات بالکل غلط ہے۔

مجھے ان نکات پر بات کرتے شرم آرہی ہے مگر محض وکالت کر رہا ہوں۔ ایک میڈیکل ڈاکٹر ہونے کے

ناطے میں جانتا ہوں کہ یہ بات بالکل غلط ہے کہ انسان پودے کھائے اور اس کا رویہ ان پودوں جیسا ہو جائے۔ میں دوبارہ یہ بات دہراؤں گا کہ آپ پودے کھاتے ہیں اور آپ کا رویہ پودوں جیسا ہی ہو جاتا ہے کمزور، صحیح طور پر حرکت نہ کر سکنا، دباؤ کا شکار وغیرہ۔

میں معذرت خواہ ہوں لیکن مجھے ایک بات کا جواب تو دینا ہی ہے۔

میں دلی طور پر معذرت خواہ ہوں اگر میری اس بات سے کسی ویجیٹیرین کے احساسات مجروح ہوئے ہوں تو میں معذرت چاہوں گا۔

سائنسی طور پر یہ بات درست نہیں ہے۔ یہ صرف ایک دلیل ہے اور اس دلیل کا جواب ہے۔ بحث برائے بحث والی بات ہے۔ اس کے بعد انہوں نے مہاتما گاندھی سمیت دیگر امن پسند شخصیات کا ذکر کیا ہے۔ میں مہاتما گاندھی کا احترام کرتا ہوں کیونکہ انہوں نے انڈیا کیلئے بہت سی خدمات سر انجام دی ہیں۔ لیکن اگر آپ یوں کہتے ہیں کہ مہاتما گاندھی ویجیٹیرین تھے اس لئے امن پسند تھے۔ یعنی ویجی غذا آپ کو امن پسند بناتی ہے تو آج امن کا نوبل پرائز حاصل کرنے والوں کی فہرست پر نظر دوڑایئے ایک آدھ کے سوا تقریباً تمام ہی نان ویجیٹیرین ہیں۔

منیک چنگ بیگن	Manekchang Began	نان ویجیٹیرین
یاسر عرفات	Yaseer Arafat	نان ویجیٹیرین
انور سادات	Anwar Sadat	نان ویجیٹیرین
مدر ٹریسا	Mother Teresa	نان ویجیٹیرین

میں آپ سے ایک سوال کرنا چاہتا ہوں کہ تاریخ میں وہ کون سا انسان ہے جس نے سب سے زیادہ انسانوں کا قتل کیا ہے۔ کیا آپ اندازہ لگا سکتے ہیں؟

ہٹلر......!!!! ایڈولف ہٹلر!!! جس نے چھ ملین یہودیوں کو قتل کیا تھا۔

وہ ویجیٹیرین تھا یا نان ویجیٹیرین؟

ویجیٹیرین!! بہر حال کچھ صلیبی جو ویجیٹیرین ہیں آج کہتے ہیں کہ دیکھو ہٹلر ایک ویجیٹیرین تھا۔ آپ انٹرنیٹ پر دیکھ سکتے ہیں۔ "ویجیٹیرین" ایک مفروضہ ہے۔ بعض اوقات ہٹلر کو نان ویجیٹیرین بھی کہا جاتا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ جب اسے معدے میں گیس کی تکلیف ہوتی تھی تو اس وقت صرف ویجی غذا استعمال کرتا تھا۔ سائنسی نکتۂ نظر سے میں نہیں سمجھتا کہ چھ ملین یہودیوں کے قتل کا محرک اس کی غذا تھی نہ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ وہ ویجیٹیرین تھا یا نان ویجیٹیرین اور نہ اس بات۔ کے جاننے میں مجھے کوئی دلچسپی ہے کیونکہ میڈیکل ڈاکٹر ہونے کے ناطے میں جانتا ہوں کہ ان مفروضات میں کوئی وزن نہیں ہے۔ بلکہ اس کے اس خوفناک اقدام کے پیچھے کچھ اور محرکات کارفرما تھے جو یقیناً غیر انسانی تھے۔ غذا کا اس معاملے میں کچھ عمل دخل نہیں تھا۔

اس ضمن میں بہت سی تحقیقات ہو چکی ہیں امریکہ میں طلبہ کے ایک نان ویجیٹیرین گروپ اور

ویجیٹیرین گروپ کا مشاہدہ کیا گیا تو یہ بات سامنے آئی کہ نان ویجیٹیرین گروپ والے معاشرتی رویہ رکھتے تھے اور ان میں تشدد کا مادہ کم تھا مگر یہ ایک تحقیق ہے کوئی سائنسی حقیقت نہیں ہے۔ میں اسے یہ دلیل نہیں بناؤں گا کہ نان ویجیٹیرین ہونا امن پسندی کی علامت ہے یا نان ویج غذا آپ کو امن پسند بنا دیتی ہے۔

میں ایک ڈاکٹر ہوں اور جہاں ضرورت پڑتی ہے وکیل کا کردار بھی ادا کرتا ہوں کیونکہ میں اس وقت ایک مناظرے میں شریک ہوں۔ بہت سے محققین ہیں مگر وہ سائنسدان نہیں ہیں۔ اس لئے وہ سائنسی حقائق پیش نہیں کر سکتے۔ جو کچھ مسٹر رشی بھائی نے بیان کیا اس کا زیادہ تر حصہ تحقیق پر مشتمل تھا اور یہ تحقیق سائنسی حقائق پر مبنی نہیں تھی۔

طب کی کوئی ایک بھی مستند کتاب ایسی نہیں جس میں تحریر ہو کہ نان ویج خوراک کا استعمال ممنوع ہے اور یہاں جو کچھ بیان کیا گیا ہے وہ ایک تحقیق ہے بالکل ایسے ہی جیسے امریکہ میں تحقیق کی گئی۔

پھر وہ کہتے ہیں کہ ویج خوراک انسان کی ذہانت میں اضافہ کرتی ہے۔

اس کے ثبوت میں انہوں نے البرٹ آئن سٹائن اور آئزک نیوٹن جیسی شخصیات کی ایک فہرست پیش کی ہے لیکن اگر ہم نوبل انعام یافتہ شخصیات کا جائزہ لیتے ہیں تو وہ سب نان ویجیٹیرین تھیں۔ آج وہ سائنسدان جو جانوروں کے رویوں کا مشاہدہ کرتے ہیں کہتے ہیں کہ گوشت خور جانوروں کو سبزی خور جانوروں کے شکار کو کیسے پکڑ پائیں گے؟

بہر حال میں اس بات کو بطور دلیل استعمال نہیں کروں گا کہ نان ویج خوراک آپ کو ذہین بناتی ہے کیونکہ یہ چیزیں انسانی ذہن پر اثر انداز نہیں ہوتیں۔ غذا انسان کو متاثر کرتی ہے یا نہیں کرتی...... لیکن یہ دلائل یقیناً متاثر نہیں کرتے۔ دیگر دلائل میں بھی وزن نہیں ہے۔ کچھ لوگ مثالیں دیتے ہیں کہ نان ویج غذا آپ کو مضبوط بنا دیتی ہے۔ یہ بھی ایک مفروضے سے زیادہ کچھ نہیں ہے۔

میڈیکل کی کتابوں میں یہ مستند سائنسی حقیقت موجود ہے کہ نان ویج خوراک صحت کیلئے مفید ہے۔ اس میں بیماریاں بھی ہوتی ہیں جنہیں آپ روک سکتے ہیں۔ پروٹین بھی ہیں جن پر بعد میں تفصیل سے بات کروں گا۔

وہ یادو ناتھ سنگھ نائیک کی مثال پیش کرتے ہیں۔ کسی نے یادو ناتھ سنگھ نائیک کے بارے میں سنا ہے؟ وہ آرمی میں تھا اس کا ذکر گوپی ناتھ کی کتاب

Vegetarian or Non Vegetarian- Choose for yourself

''ویجیٹیرین اور نان ویجیٹیرین خود انتخاب کریں''

میں موجود ہے۔ وہ فوج میں تھا اور ایک پہلوان تھا اس نے دو نان ویجیٹیرین پہلوانوں کو شکست دی لہٰذا ویج غذا انسان کو مضبوط بناتی ہے۔

اس سوال کا جواب مجھے پھر عرقِ انفعال میں مبتلا کر رہا ہے اور میں نادم ہوں مگر ذرا دنیا کے ٹائٹل ہولڈ

پہلوانوں کی فہرست پر نظر دوڑائیے۔ ہاں ان میں ویجیٹیرین بھی ہیں لیکن اگر موازنہ کیا جائے تو پوری دنیا میں چوٹی کے پہلوان نان ویجیٹیرین ہیں۔ باڈی بلڈنگ میں آرنلڈ شیوارزنگر کا نام سرفہرست ہے جس نے تیرہ مرتبہ عالمی ریکارڈ قائم کیا ہے۔ اس نے تیرہ ٹائٹل حاصل کیے ہیں سات ''مسٹر اولمپیا، پانچ بطور مسٹر یونیورس اور ایک مسٹر ورلڈ کا''، وہ کیا تھا؟

ویج یا نان ویج......! سبزی خور یا ہمہ خور!!

وہ نان ویجیٹیرین تھا۔

باکسر محمد علی (Cascius Clay) نان ویجیٹیرین تھا۔ مائیک ٹائسن (Mike Tyson) وہ بھی نان ویجیٹیرین تھا۔ غذا طاقت میں اضافہ کرتی ہے یہ ایک سائنسی حقیقت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب کوئی شخص بیمار ہوتا ہے تو ڈاکٹر اس کیلئے نان ویج خوراک تجویز کرتا ہے۔ انڈے وغیرہ کو ترجیح دی جاتی ہے۔

پھر وہ ایک اور پہلوان پروفیسر رام مورتی کی مثال دیتے ہیں، جس کا نام میں نے کہیں نہیں سنا۔ کسی نے نہیں سنا۔ وہ پوری دنیا میں مشہور ہے۔ مگر کیسے؟ پھر وہ پرم جیت سنگھ کی مثال دیتے ہیں جو لندن میں ہے اور روزانہ ۲۰۰۰ بار ڈنڈ پیلتا ہے لہٰذا سبزیاتی یعنی ویج غذا طاقت پیدا کرتی ہے اور ایک انسان کو اتھلیٹ بنا دیتی ہے۔ اگر یہ واقعی دلائل ہیں اور بالفرض سائنسی حقائق ہیں تو یقین کریں میں سخت شرمندہ ہوں۔ اتھلیٹک میں ریکارڈ قائم کرنے والوں کے نام گینز بک آف ریکارڈز میں موجود ہیں میں اسے ساتھ لایا ہوں آپ اسے دیکھ سکتے ہیں۔ اس میں باڈی بلڈنگ سے متعلق سب کا تذکرہ ہے ان میں ہر طرح کے کھلاڑی موجود ہیں اور ۸۰٪ سے ۹۰٪ نان ویجیٹیرین ہیں یعنی لحمیاتی غذا استعمال کرنے والے۔

لیکن اگر میں یہ کہوں کہ یہ سارے ریکارڈ غذا کی وجہ سے ہیں تو میں غلطی پر ہوں گا۔ یہ محض جذباتیت ہو گی۔ ممکن ہے چند ریکارڈ غذا ہی کی بدولت ہوں مگر تمام کے تمام نہیں۔

اس کے بعد وہ دلیل دیتے ہیں کہ:

''درندوں کی قوت شامعہ اور باصرہ بہت تیز ہوتی ہے اور وہ شب کی تاریکی میں بھی بخوبی دیکھ سکتے ہیں''

جیسا کہ مسٹر رشمی بھائی نے بیان کیا ہے کہ گوشت خور جانوروں کی دیکھنے اور سونگھنے کی حس سبزی خور جانوروں سے کہیں زیادہ ہوتی ہے۔

انسانوں میں بھی یہ کم ہوتی ہے اس لئے ہمیں بھی ویجیٹیرین ہونا چاہیے۔ لیکن اب دیکھئے شہد کی مکھی بھی تو پودے کھانے والے جانوروں میں شامل ہے اور اس کی سونگھنے کی حس بہت تیز ہے اور یہ شب کی تاریکی میں دیکھنے کی زیادہ صلاحیت رکھتی ہے۔ یہ دلائل غیر سائنسی ہیں۔ ممکن ہے کہ ایک بحث کے دوران لوگوں کو متاثر کرنے کیلئے یہ کارآمد ہوں مگر لوگوں کو قائل کرنے کا یہ طریقہ غیر استدلالی ہے۔

پھر انہوں نے ایک اور مثال پیش کرتے ہوئے کہا ہے کہ جانوروں کی آواز یعنی گوشت خور جانوروں کی آواز کھردری اور کرخت ہوتی ہے۔ جبکہ سبزی خور جانوروں کی آواز میں اس طرح کی کرختگی اور کھردرا پن

نہیں ہوتا۔

میں آپ سے ایک سادہ سا سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔

گدھا......! بالکل ٹھیک!

اب بتایئے گدھا گوشت خور ہے یا گھاس خور؟

ویج ہے یا نان ویج؟

میں ہرگز اس بات کو ثابت کرنے کی کوشش نہیں کر رہا ہوں کہ ویجیٹیرین غذا سے آواز میں کرختگی آجاتی ہے یا میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ نان ویج غذا یعنی لحمیاتی غذا سے آواز میں نغمگی اور غنائیت پیدا ہو جاتی ہے۔ اگر آپ گلوکاروں کی فہرست پر نظر دوڑائیں تو بہت سے گوشت خور ہیں اور سبزی خوروں کی تعداد بھی کم نہیں ہے۔ اس لئے ویجیٹیرین کو یہ کہنا کہ تمہاری سبزیاتی غذا سے تمہاری آواز میں غنائیت اور ترنم پیدا ہوتا ہے درست بات نہیں ہوگی۔ یہ ایک غیر منطقی جواز ہے۔ یقین کریں مجھے ان سب باتوں کا جواب دینے میں حقیقتاً شرمندگی محسوس ہو رہی ہے۔

اس کے بعد انہوں نے معاشی اور اقتصادی نکات بیان کیے۔ سبزی خوری کی حمایت میں ارزاں نرخوں پر مسٹر زاویری نے کافی اعداد و شمار پیش کیے۔

کیلوریز کا حساب لگایا اور بتایا کہ یہاں اس قدر حرارے ہوتے ہیں وہاں اس قدر ہوتے ہیں۔ یہ اعداد و شمار انہوں نے کہاں سے حاصل کیے؟ صرف اللہ ہی جانتا ہے۔

پھر انہوں نے پروٹین کی بات کی، اس کا ذکر اس کتاب میں بھی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک جانور سے ایک کلوگرام پروٹین حاصل کرنے کیلئے ہمیں ان جانوروں کو بہت سے پودے کھلانے پڑتے ہیں۔ اس کا تناسب انہوں نے سات کلوگرام بتایا ہے یعنی اگر آپ گوشت کھاتے ہیں تو ایک کلوگرام پروٹین کیلئے آپ کو سات کلوگرام سبزیاں کھانی پڑیں گی۔ اس لئے سبزی سستی ہے۔ انہوں نے پروٹین کا یہ "کلوگرام" کہاں سے لیا؟ یہ ایک کلوگرام غذا ہے یا پروٹین؟

مجھے ایک میڈیکل ڈاکٹر ہونے کی حیثیت میں ان کی یہ بات سمجھ نہیں آئی۔

اگر میں ان سے اتفاق کرتا ہوں تو یہ ایسا ہی ہوگا کہ وہ کہیں دو جمع دو پانچ اور میں تسلیم کر لوں۔ میں آپ سے کہتا ہوں کہ دو روپے مجھ سے لے لیں اور پانچ دے دیں۔ ۲۰۰۰ روپے مجھ سے لے لیں اور ۵۰۰۰ روپے مجھے دے دیں۔ یہ اعداد و شمار ہیں اور اگر اس شماریات سے میں اتفاق کرتا ہوں تو ٹھیک ہے۔ پھر میں ویجیٹیرین افراد سے کہوں گا کہ انہیں تو نان ویجیٹیرین افراد کا شکر گزار ہونا چاہیے۔

پتا ہے کیوں؟

اس لئے کہ اگر ہم جانوروں کو ذبح نہ کریں تو یہ پانچ یا دس سال مزید زندہ رہیں گے اور وہ چند سالوں تک سات یا آٹھ انسانوں کے حصے کی سبزیاں کھا جائیں گے۔ اس لئے آپ کو ہمارا شکر گزار ہونا چاہیے کہ

ہم جانوروں کو آپ کی خوراک کھانے سے روک دیتے ہیں۔

اس کے بعد انہوں نے ریکارڈ میں سے کچھ اعداد و شمار پیش کیے ہیں یہ اعداد و شمار انہوں نے کہاں سے لئے ہیں میں نہیں جانتا۔ انہوں نے کہا ہے کہ آپ جتنی زمین سے جانوروں کی پرورش کرتے ہیں وہ سبزیاتی غذا اگانے والی زمین سے رقبے میں ۱۴ گنا زیادہ ہے۔ اسی طرح کی مثال یہاں بھی دی گئی ہے کہ ایک ٹن گوشت کے حصول کے لیے جس قدر زمین زیر استعمال آتی ہے اس سے پانچ متوسط خاندان پرورش پا سکتے ہیں اور ایک ٹن گوشت ۱۰ یا ۲۰ ٹن ویج فوڈ کے برابر ہے اور وہ زمین جو جانوروں کے لیے بطور چراگاہ استعمال ہوتی ہے اس پر اگر سبزیاں اور فصل کاشت کی جائے تو پانچ خاندانوں کے لیے کافی ہوتی ہے۔ میرا پہلا نکتہ یہاں بھی لاگو ہوتا ہے لیکن اس کے علاوہ یہ نظریاتی سبزی خور اس بات کو بھول جاتے ہیں کہ مویشی جن زمینوں میں چرتے ہیں وہ عام طور پر فصلیں اگانے کے لیے موزوں نہیں ہوتیں اور ان میں فصل اچھی بھی نہیں ہوتی۔

پھر وہ ایسے پودے اور گھاس وغیرہ چرتے ہیں جو انسان کیلئے ضروری نہیں ہوتی۔ مویشی ایسے پودے اور فصلیں نہیں کھاتے جو انسان بطور اناج استعمال کرتے ہیں۔ ہاں! ٹھیک ہے کہ وہ کھا سکتے ہیں مگر ایک تو فطری طور پر مویشی کھیتوں کا رُخ نہیں کرتے پھر کسان حضرات بھی اپنے کھیتوں کی اچھے طریقے سے حفاظت کرتے ہیں اور کھیتوں کے ارد گرد باڑ لگا دیتے ہیں جو ان مویشیوں کیلئے سرحد ہوتی ہے اور اسے وہ پار نہیں کر پاتے۔

اس کے علاوہ اگر ہمارے پاس اضافی فصلیں ہوں تو کسان یا حکومت ان میں سے کچھ حصہ مویشیوں کو بطور چارہ کھلا دیتی ہے۔ اس کے علاوہ کسان اور گڈریے، چوپان، گلہ بان، وغیرہ جانوروں کو چراگاہوں میں چراتے بھی ہیں اور کھیتی باڑی کر کے فصلیں بھی اگاتے ہیں۔ انسانوں کی ایک بڑی تعداد اس پیشے سے وابستہ ہے۔ مویشی وہی پودے اور گھاس وغیرہ کھاتے ہیں جو انسان کے لئے ضروری نہیں ہوتے اور پھر یہ مویشی انسانوں کی غذائی ضروریات بھی پوری کر رہے ہوتے ہیں۔

آج یو۔این کی رپورٹ کے مطابق ۲۳٪ زمین بطور چراگاہ، ۱۰٪ کاشتکاری کیلئے، ۲۳٪ جنگلات کیلئے اور باقی ماندہ ۴۵٪ فصلوں کیلئے استعمال کی جاسکتی ہے۔ آپ اسے کیوں استعمال کرتے ہیں؟ آپ جانوروں کی خوراک کیلئے کوشاں ہیں؟ ان بیچارے جانوروں کو مرضی سے کھانے پینے دیں، مرضی سے زندہ رہنے دیں۔ آپ انہیں کھانے سے کیوں روکتے ہیں؟ آپ جانتے ہیں کہ اگر لوگ ان جانوروں کو گوشت کی ضروریات کیلئے ذبح کرنا چھوڑ دیں تو زمین پر ان کی آبادی میں بے تحاشا اضافہ ہو جائے گا۔ میں جانتا ہوں کہ انسان غذا کی خاطر جانوروں کو پالتا ہے اور اس طرح وہ جانوروں کی تعداد میں اضافے کا باعث بھی بنتا ہے۔ فرض کریں میں آج اس بات سے متفق ہو جاتا ہوں کہ تمام گوشت کھانے والے لوگ اور مویشیائی غذا استعمال کرنے والے لوگ جانوروں کو پالنا چھوڑ دیں اور جانوروں کا ذبح کرنا بھی ختم ہو جائے۔ اس کے باوجود ان کی تعداد بڑھتی رہے گی جانتے ہیں کیوں؟ انسان نے پیدائش کی منصوبہ بندی کی، فیملی پلاننگ، برتھ کنٹرول، نت نئے اور مختلف طریقے مگر آبادی کا سیلاب بڑھتا ہی گیا۔ ہر سال گراف کا سر کچھ اور بلند ہو

جاتا ہے اور ''ہم دو ہمارے دو'' جیسے تمام نعروں کا گلا گھونٹ دیا جاتا ہے اور برتھ کنٹرول کا کوئی طریقہ جانوروں میں ابھی تک متعارف نہیں ہوا۔ پھر ان کے جنم افزائش کے ایام بھی انسان کی نسبت تھوڑے عرصے پر محیط ہیں، پانچ ماہ، چھ ماہ اور آٹھ ماہ، اس لئے وہ انسان کی نسبت زیادہ تیزی سے اپنی آبادی میں اضافہ کر سکتے ہیں۔ لہٰذا اگر ہم ذبح کرنا اور جانور پالنا چھوڑ دیں تو چند عشروں میں ہی ہمیں گھمبیر مسائل کا سامنا ہوگا۔ انسانوں کی آبادی کے ساتھ ساتھ جانوروں کی بڑھتی ہوئی آبادی بھی ایک مسئلہ ہوگی۔ آپ اس مسئلے کو کیسے حل کر پائیں گے؟

اس کے علاوہ انہوں نے پروٹین پر بات کی ہے اگر وقت مجھے اجازت دیتا تو میں اس کا جواب بھی دیتا اور ڈاکٹر جارج (Dr. Georgen R.Kar) کا حوالہ دیتا جو صحت پر دلائل دینے کے حوالے سے بے حد مشہور ہیں اور ان کے نکات بیان کر دینا کافی ہوتا۔ ڈاکٹر جارج ٹیکساس یونیورسٹی میں غذائیت کے پروفیسر ہیں۔ میں ان کا عہدہ کیوں بتا رہا ہوں اس لئے کہ یہ لوگ صحت کے ضمن میں ہونے والے فراڈ پکڑنے میں مہارت رکھتے ہیں اور ایسے لوگوں کو جو صحت کے شعبے میں فراڈ کر رہے ہیں لوگوں کو لوٹ رہے ہیں، ان کی نشاندہی کر سکتے ہیں۔

پروفیسر جارج کہتے ہیں:

"Virtually all authors of The diet and Disease books they propose hypothesis which are untested, ill-tested, unfound, unlikely or disproved"

وقت بہت کم ہے اس لئے میں امریکن کونسل آف سائنس اینڈ ہیلتھ کا بیان دہراؤں گا۔ صرف ایک بیان اور دیکھیں وہ ماہرین ہیں۔

یہ تحقیقی اقوال، سائنسی حقائق نہیں ہیں یہ سب مقولے ہیں کہ اس وجہ سے یہ بیماری پیدا ہوتی ہے اس وجہ سے یہ بیماری پیدا ہوتی ہے۔ ان میں چند سائنسی حقائق بھی ہو سکتے ہیں ان کے علاوہ کہ یہ جگہ اور وہ جگہ، یہ سب انفرادی تحقیق اور اعداد و شمار ہیں جنہیں لوگوں نے اپنے انداز میں مرتب کر لیا ہے۔ اسی طرح جب آپ پی ایچ ڈی کرتے ہیں تو ایک تحقیقی مقالہ پیش کرتے ہیں جس کا باقاعدہ اندراج بھی ہوتا ہے مگر اس میں وزن نہیں ہوتا۔ امریکن کونسل آف سائنس اینڈ ہیلتھ کا کہنا ہے:

A person need not abstain from meat, and be a Vegetarian to have a healthy diet.

''کسی فرد کو اچھی صحت کیلئے گوشت سے اجتناب کر کے سبزی خور بننے کی ضرورت نہیں''

پھر موضوع یہ نہیں کہ سبزی اور گوشت میں سے کون سی غذا صحت بخش ہے بلکہ یہ ہے کہ نان ویج غذا انسان کیلئے جائز ہے، حلال ہے یا حرام ہے اور اس کی اجازت ہے یا نہیں؟

میں مسٹر زاویری کی آسانی کیلئے ان نکات کو ترتیب وار اور اختصار کے ساتھ پیش کروں گا۔

۱۔ کسی بھی بڑے مذہب نے گوشت و مویشیائی غذا کی نہ تو ممانعت کی ہے اور نہ اس پر پابندی لگائی ہے۔

۲۔ قطبین پر اور اسکیمو کو آپ نے آج تک سبزی نہیں پہنچائی اور اگر آج آپ پہنچاتے ہیں تو یہ ان کیلئے بے حد مہنگی ثابت ہوگی۔

۳۔ اگر ہر زندگی مقدس ہے تو آپ پودوں کا قتلِ عام کیوں کرتے ہیں کیا وہ جان نہیں رکھتے؟

۴۔ پودے بھی درد محسوس کرتے ہیں آپ ان کے درد کا احساس کیوں نہیں کرتے؟

۵۔ اگر میں اتفاق کرلوں کہ ان کی دو حسّیں کم ہیں تو بھی کم حس رکھنے والی مخلوق کا قتل غیر منطقی ہے اور اس کا کوئی جواز نہیں اور نہ اس سے جرم کی سنگینی میں کمی واقع ہوتی ہے۔

۶۔ ۱۰۰ لوگوں کی شکم پُری کرنے کیلئے ۱۰۰ پودوں کی جانیں لینے سے ایک جانور کی جان لینا قابل ترجیح ہے۔

۷۔ ہر ایک دلیل کو غلط ثابت کیا جا سکتا ہے، جگر، گردے، سلائیوا، پی ایچ اور خون اور اسی طرح سیر شدہ پروٹین کے حوالے سے ہر دلیل کا مثبت جواب دے کر اسے ردّ کیا جا سکتا ہے۔

۸۔ انسان کے پاس گوشت کھانے کے لیے گوشت خور جانوروں جیسے دانتوں کا ایک سیٹ موجود ہے۔

۹۔ انسان کا نظامِ ہضم گوشت سمیت ہر طرح کی غذا ہضم کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے اور میں اسے سائنسی طور پر ثابت کر چکا ہوں اور اینزائیم کو بھی ثابت کر چکا ہوں۔

۱۰۔ قدیم اور ابتدائی ادوار کا انسان گوشت خور تھا اس لئے آپ ہرگز یہ بات نہیں کہہ سکتے کہ گوشت انسان کیلئے ممنوع ہے۔

۱۱۔ جو غذا آپ استعمال کرتے ہیں وہ آپ پر اثرات مرتب کرتی ہے مگر یہ کہنا کہ نان ویج غذا انسان کو متشدد بنا دیتی ہے سائنسی نکتہ نظر سے بے بنیاد ہے۔

۱۲۔ سبزیاتی غذا آپ کو مضبوط بناتی ہے، آپ کو پُر امن بناتی ہے، آپ کو ذہین بناتی ہے اور آپ کو اتھلیٹ بناتی ہے یہ سب مفروضات ہیں۔

۱۳۔ گوشت خور جانوروں کی شب کی تاریکی میں دیکھنے اور سونگھنے کی صلاحیت زیادہ ہے اور سبزی خوروں میں کم ہے۔ گوشت خور جانوروں کی آواز بھدی، کھردری اور خوفزدہ کرنے والی ہے اور سبزی خور جانوروں کی آواز میں ایسی کھردراہٹ نہیں ہے یہ سب غیر منطقی باتیں ہیں۔

۱۴۔ یہ کہ سبزیاتی غذا سستی ہے۔ ٹھیک ہے انڈیا میں سستی ہے مگر دنیا کے بیشتر ممالک میں یہ مچھلی کے گوشت کی نسبت مہنگی ہے۔ میں یہ بات ثابت کر چکا ہوں۔

۱۵۔ یہ کہ مویشیوں کو چراگاہیں فراہم کرنے کی وجہ سے زرعی زمین کم پڑ جائے گی، یہ ایک غلط نکتہ ہے۔

۱۷۔ ڈاکٹر جارج کے مطابق "These books written by dietitians, they cannot be relied upon". غذائی ماہرین کی لکھی ہوئی کتب قابلِ اعتماد نہیں ہے۔ ان میں دیئے گئے اعداد و شمار ان کے اپنے ہیں۔

۱۸۔ کسی ایک بھی مستند طبی کتاب میں نہیں لکھا کہ گوشت پر پابندی ہونی چاہیے۔

۱۹۔ کرۂ ارض کی کسی ایک حکومت نے بھی گوشت پر پابندی نہیں لگائی اور نہ اس کی ممانعت کی ہے۔

۲۰۔ اگرچہ امریکن کونسل آف سائنس اینڈ ہیلتھ نے کبھی یہ نہیں کہا کہ صحت کیلئے خالصتاً ویجیٹیرین ہونا ضروری ہے۔ یہ سارے سائنسی اور منطقی دلائل ہیں اور اس بات کے کافی ثبوت ہیں کہ نان ویج غذا، مویشیوں کا گوشت اور دودھ اور دودھ سے بنی ہوئی چیزوں کی اجازت ہے۔

اگر مسٹر زاویری ان نکات سے اتفاق نہیں کرتے تو میں ان سے درخواست کروں گا کہ وہ ان کے سائنسی جوابات اور ثبوت دیں اور صرف ''تحقیق'' کا موازنہ نہ پیش کریں۔ جب تک ان ۲۰ نکات کا جواب مسٹر زاویری پیش نہیں کرتے میں انہیں نان ویجیٹیرین بننے کی دعوت نہیں دوں گا۔ کیونکہ میں کم فہم اور زود رنج نان ویجیٹیرین نہیں ہوں اور اگر وہ بدستور ویجیٹیرین رہنا ہی پسند کرتے ہیں تو ان پر اعتراض نہیں کروں گا۔ ہر شخص کی ذاتی پسند اور ناپسند بھی ہوتی ہے اور ذاتی انتخاب پر اعتراض نہیں کیا جانا چاہیئے۔

بعض لوگ کسی خاص ذائقے کی بنا پر کچھ چیزیں پسند یا ناپسند کرتے ہیں یہ بالکل ذاتی انتخاب ہے اور ایک چیز جو میں لوگوں کو بتانا چاہتا ہوں کہ وہ نظریاتی ویجیٹیرین جو اس بات کا بہت زیادہ پروپیگنڈا کرتے ہیں کہ سبزیاتی غذائیں غذائیت سے بھرپور ہیں۔ انہیں اس طرح کی باتوں سے رک جانا چاہیئے اور لوگوں میں ایسی گمراہ کن کتابیں تقسیم نہیں کرنی چاہئیں۔ میں قرآن کریم کے اس ارشاد پر اپنی گفتگو کا اختتام کروں گا۔

''انہیں ہر دانشمندانہ اور خوبصورت انداز تبلیغ سے دعوت دو اور ان کے ساتھ دلیل سے بات کرو اور اسباب کے ساتھ ان راستوں کی جو بہترین ہیں'' (سورہ نحل ۱۶ آیت ۱۲۵)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا عَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

(تالیاں)

رشمی بھائی کا اظہارِ خیال اور تبصرہ

ڈاکٹر محمد نائیک:

خواتین وحضرات! ڈاکٹر ذاکر نائیک کی تقریر پر اپنے ردِعمل کے اظہار کیلئے میں دعوتِ خطاب دیتا ہوں جناب رشمی بھائی زاویری کو......!

مسٹر رشمی بھائی:

سب سے پہلے میں ڈاکٹر ذاکر نائیک کا شکر گزار ہوں جنہوں نے مجھے اس انتخاب کی پیشکش کی ہے کہ میں ویجیٹیرین رہوں گا یا نان ویجیٹیرین بننا پسند کروں گا۔ بے حد شکریہ!

میں کوآرڈینیٹر صاحب پوچھوں گا کہ کیا مجھے اپنا ردِعمل اسی وقت ظاہر کرنا ہو گا آپ جانتے ہیں کہ............

ڈاکٹر محمد نائیک:

آپ جانتے ہیں یہ بہتر ہو گا کہ آپ...........

مسٹر رشمی بھائی زاویری:

کیا آپ کے خیال میں کچھ سوالات کر لینے چاہئیں؟

ڈاکٹر محمد نائیک:

مسٹر زاویری! آپ بات جاری رکھیں۔ سوال وجواب کے لئے تیسرا اسیشن مخصوص ہے۔

مسٹر رشمی بھائی زاویری:

ہم کوآرڈینیٹر کے پابند ہیں۔ لہٰذا میں ان کے حکم کی تعمیل کروں گا۔

ڈاکٹر محمد نائیک:

نہیں آپ جانتے ہیں کہ اس بات کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ ہم اسی ترتیب سے چلیں گے۔

مسٹر رشمی بھائی زاویری:

میں تعمیل کروں گا۔

ڈاکٹر محمد نائیک:

میں ڈاکٹر ذاکر نائیک کو بھی اس ترتیب میں ردّ و بدل کی اجازت نہیں دوں گا۔

مسٹر رشمی بھائی زاویری:

پہلی بات جو میں بیان کرنا چاہوں گا وہ یہ ہے کہ دراصل سوال یہ نہیں ہے کہ کیا منطقی اور کیا غیر منطقی ہے اور نہ ہی یہ سوال ہے کہ کوئی اپنے لئے کس چیز کا انتخاب کرتا ہے۔ میں اپنی گفتگو میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ ہر چیز متعلقہ ہے اور ہمیں اس موضوع کو مختلف پہلوؤں سے دیکھنا ہے۔ میں ڈاکٹر ذاکر نائیک کی اس بات پر اعتراض کروں گا کہ "کوئی ایک مذہب بھی گوشت خوری کی ممانعت نہیں کرتا"

میں ایک ایکسپرٹ ہوں اور یہ اس لئے کہہ رہا ہوں کہ بطور طالب علم میں نے ایم اے جینیالوجی میں کیا ہے۔ میں مذہبی نکتہ نظر سے کہہ سکتا ہوں کہ مہاویر اور ۲۴ تیر تنکروں نے بڑی سختی سے نان وتیجیٹیرین غذا کی ممانعت کی ہے۔ میں آپ کو مختلف اقوال بھی پیش کر چکا ہوں۔ پھر ڈاکٹر ڈین آرنشDean Ornish کی تحقیق بھی پیش کر چکا ہوں کہ اس قسم کی غذا میں بڑی مقدار میں پروٹین، کولیسٹرول اور سیر شدہ چکنائی ہوتی ہے اسی لئے ان کا کہنا ہے کہ صحت مند رہنے کے لیے آپ کو سبزیاتی غذا استعمال کرنی چاہیے۔

انہوں نے کہا ہے کہ پودے جاندار ہیں۔ نہیں، اس بات کہ نہ صرف ڈاکٹر جگدیش چندر بوس نے ثابت کیا ہے بلکہ مہاویر نے ۲۵۰۰ سال پہلے کہا تھا کہ نہ صرف پودے بلکہ ہوا، پانی اور دیگر معدنیات بھی زندگی رکھتے ہیں۔ انہوں نے یہ نہیں کہا کہ آپ ان کی زندگی کا خاتمہ کر کے اپنی بقا کا دھیان رکھیں۔ وہ ایک عملی تیر تنکر تھے۔ انہوں نے کہا کہ جو اس دنیا کو تکلیف نہیں دے سکتے وہ جین ومنی بن جاتے ہیں جو اپنی زندگی کے لئے پودوں کی جان بھی نہیں لیتے۔

وہ اپنی ضرورت کی غذا کیلئے لوگوں کے گھروں سے بھکشا مانگتے ہیں۔ ہم اس بات پر بحث نہیں کریں گے کہ گھروں میں جو کھانا پکتا ہے اس میں بھی پہلے آپ پودوں کو مارتے ہیں اور پھر پکاتے ہیں یہ ایک الگ بات ہے مگر جہاں تک مہاویر کی تعلیمات کا تعلق ہے وہ کسی پودے کی جان لینے کے بھی قائل نہیں ہیں اور ضروری ہو ناگزیر ہو، تب بھی اس کی اجازت نہیں دیتے۔ عام لوگوں کو غیر ضروری طور پر پودوں کی جان لینے سے گریز کرنا چاہیے۔ جب کھانے کے لئے متبادل چیز موجود ہو تو اس وقت کسی جاندار کو غذا بنانا کسی طور بھی مناسب نہیں۔

اس وقت دیگر مخلوق کو کھانا مناسب نہیں۔ انہوں نے ایک اور بات کی کہ اگر چہ ایک چھپکلی کی کٹی ہوئی دم کی جگہ نئی دم آجاتی ہے اور آپ جن پودوں سے پھل اتارتے ہیں ان پر زیادہ پھل آتا ہے۔ آپ ان کی شاخیں کاٹتے ہیں تو اور زیادہ شاخیں اُگ آتی ہیں۔

اس طرح کے دلائل کا اختتام نہیں ہو سکتا تاہم ہمیں اپنے دلائل میڈیکل سائنس تک محدود رکھنے چاہئیں۔ میں نے طبی پہلو سے دلائل دیئے ہیں ان سے نتیجہ اخذ کرنا سامعین کا کام ہے۔

اب یہ بحث کا سوال تھا، جسے وہ بھول گئے ہیں میں معذرت کے ساتھ آپ کا بیان کردہ فزیالوجی پہلو زیر بحث لاؤں گا۔

''جب ہم جانوروں سے غذا حاصل کرتے ہیں تو ہمارے اندر انہی جیسی خصوصیات پیدا ہو جاتی ہیں''

آپ اس بارے میں کیا کہیں گے؟

اسے آپ اپنی تقریر میں ضرور بیان کریں۔

اب بہت سے ڈاکٹر کچی سبزیاں تجویز کرتے ہیں اور اسے صحت بخش قرار دیتے ہیں۔ صرف ان اجناس کو پکایا جاتا ہے جنہیں کچا کھانا نقصان دہ ثابت ہوتا ہے۔ ہم جب بھی اجلاس کرتے ہیں تو زیادہ تر کچی ترکاریاں کھاتے ہیں جو زیادہ مفید ہوتی ہیں۔ جہاں تک کتابوں کا تعلق ہے تو یہ کتابیں مسٹر نائیک کو میں نے نہیں بلکہ میرے ایک دوست نے دی تھیں پھر یہ کوئی اس قدر اہم اور قابلِ ذکر بات نہیں ہے۔ اب میں آپ سے ایک اور بات کہنا چاہتا ہوں کہ:

''آپ گونج دار تالیوں سے سچ کو تبدیل نہیں کر سکتے''

اوکے! اگر آپ میری دلیل سے متاثر ہوتے ہیں تو آپ میرے لیے تالیاں بجا سکتے ہیں مگر صرف اس بات پر کہ ایک دلیل آپ کو اچھی لگتی ہے آپ زوردار تالیاں بجاتے ہیں، حقائق کو تبدیل نہیں کیا جا سکتا۔

میں نے ڈاکٹر دیپک چوپڑا کی کتاب کا حوالہ دیا ہے ویسے تو وہ بہت سی کتابیں لکھ چکے ہیں اور ڈاکٹر ڈین آرنش Dean Ornish کی طرح ایک فزیشن ہیں۔ انہوں نے تحقیق کے بعد لکھا ہے کہ:

''آپ کی غذا، آپ کی جسمانی و ذہنی نشوونما اور خواہشات کو متاثر کر سکتی ہے۔ آپ کی نفسیاتی اور جذباتی نشوونما پر بدترین اثرات مرتب کر سکتی ہے۔ یہ سب گوشت سے ہوتا ہے اسی لئے اس کی ممانعت ہے''

یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ آپ گوشت خوری کے ذریعے سبزی خوروں کی مدد کر رہے ہیں۔ ہمیں جانوروں کی کثرت کے بارے میں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ ان کی دیکھ بھال کے لئے قدرت کافی ہے۔ ہم جانوروں کو خواہ مخواہ مار رہے ہیں اگر ہم ایسا نہ کریں تو بھی ان کی دیکھ بھال کیلئے قدرت کافی ہے۔ ہم جانوروں کو مارنے کی یہ دلیل دیتے ہیں کہ اگر ایسا نہ کیا گیا تو ان کی تعداد پریشان کن حد تک بڑھ جائے گی۔ مگر ذرا جنگلات پر نظر ڈالئے جہاں جانوروں کی تعداد کو فطرت خود کنٹرول کرتی ہے۔ فطرت کے اپنے انداز ہیں۔ فطرت ہر جگہ خود توازن برقرار رکھتی ہے کسی کو اس میں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔

جہاں تک تاریخ کا تعلق ہے اور جس پر مسٹر ترویدی اور مسٹر ذاکر بات کر چکے ہیں۔ میں جین کے تاریخی نکتۂ نظر سے کہوں گا کہ ہمارے جین صحائف کے مطابق قبل از تاریخ لوگ درختوں کے نیچے رہتے تھے اور انہی سے غذا حاصل کرتے تھے۔ انہیں شکار کی ضرورت نہیں پڑتی تھی۔

دوستو! میری خواہش تھی کہ مجھے مزید وقت دیا جاتا لیکن ذاتی طور پر میرا خیال ہے کہ ہمیں اس طرح کے انفرادی مباحثوں میں نہیں الجھنا چاہیے بلکہ اس کا اچھا طریقہ یہ ہے کہ سامعین اس میں شرکت کریں اور زیادہ وقت ان کے سوالوں کے جواب دینے کے لئے مختص ہو۔ شکریہ!

ڈاکٹر ذاکر نائیک کا اظہارِ خیال اور تبصرہ

ڈاکٹر محمد نائیک:

شکریہ مسٹر زاویری پانچ منٹ مزید ہیں کیونکہ آپ نے پانچ منٹ کم وقت لیا ہے۔ میں اب ڈاکٹر ذاکر نائیک سے درخواست کروں گا کہ وہ ۱۵ منٹ میں اپنے ردِعمل کا اظہار کریں۔

ڈاکٹر ذاکر نائیک:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ۔
اَمَّا بَعْدُ، اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

سٹیج پر تشریف فرما مہمانانِ اعزاز، میرے بزرگو، بھائیو اور بہنو! میں ایک بار پھر آپ کو السلام وعلیکم رحمتہ اللہ و برکتہ کہتا ہوں یعنی آپ سب پر اللہ کی رحمتیں، برکتیں اور سلامتی ہو۔

میں نے کوئی چیز نہیں چھوڑی اور نہ کچھ بھولا ہی ہوں۔ میں اپنے مقررہ وقت سے آدھ منٹ زیادہ ہی بولا ہوں گا پھر آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ میں کچھ بھول گیا ہوں؟

اگر آپ مجھے پانچ گھنٹے اور دیتے اور آپ سب بھی بخوشی یہاں تشریف فرما رہتے، کیونکہ آپ کے لئے وقت کی مجبوری ہے آپ جانتے ہیں کہ وقت ۳۰ منٹ تھا مجھے ۵۰ منٹ کے لئے تیار کرنا پڑا۔ میں دو گھنٹے بلکہ پورا دن بول سکتا ہوں۔ میں ایک نان وتیج پُر گو اور تیز رفتار مقرر ہوں۔

مسٹر زاویری نے کہا ہے کہ میں نے کہا ہے کہ:

''کوئی مذہب بھی گوشت کی ممانعت نہیں کرتا''

نہیں! میں نے کوئی مذہب نہیں بلکہ کوئی بڑا مذہب، کہا ہے اور جین ازم کا شمار بڑے مذاہب میں نہیں ہوتا۔ آپ نے جو کتابیں مجھے دی ہیں ان کے مطابق انڈیا میں جین مذہب کے ماننے والے لوگ ایک فیصد

سے بھی کم یعنی اعشاریہ ۴ فیصد ہیں۔ کیا آپ اسے انڈیا کا بڑا مذہب کہہ سکتے ہیں؟ پوری دنیا کی تو بات ہی مت کریں۔

میرا بیان بالکل واضح ہے۔ میں جین ازم کے حوالے سے بھی بات کر سکتا ہوں مگر کوآرڈینیٹر مجھے اس کی اجازت نہیں دیں گے۔ مجھے اسلام تک محدود رہنا ہے۔ آپ جانتے ہیں میں تقابلی مذاہب کا طالب علم ہوں اور جین ازم کے حوالے سے مؤثر جواب دے سکتا ہوں۔

ڈاکٹر محمد نائیک:

ایکسکیوزمی! جناب جب مقرر بول رہا ہو تو آپ مداخلت نہیں کر سکتے۔

ڈاکٹر ذاکر نائیک:

بھائی نے کہا کہ "میں نے نہیں کہا" آپ ویڈیو دیکھ سکتے ہیں کہ بڑے مذاہب میں سے کوئی ایک بھی گوشت یا Non-veg غذا کی ممانعت نہیں کرتا۔

ڈاکٹر محمد نائیک:

آپ سوالوں کے سیشن میں سوال کر سکتے ہیں۔

ڈاکٹر ذاکر نائیک:

غصے میں نہ آئیں، غذا آپ کی مدد کرے گی، غصے میں نہ آئیں۔ رشمی بھائی نے کہا کہ میں نے جواب نہیں دیا، جہاں تک جانوروں کے امتیاز کا تعلق ہے تو میں نے اپنے لیکچر میں کہا ہے کہ ہم بکری اور بھیڑ جیسے امن پسند جانور کھاتے ہیں کیونکہ ہم پُرامن رہنا چاہتے ہیں مگر آپ نے نہیں سنا۔ مزید آپ نے کہا ہے کہ میں نے ڈاکٹر ڈین آرنش کے حوالے سے بات نہیں کی میں چیلنج کرتا ہوں کہ کسی بھی میڈیکل کالج نے ان کی کتاب کو مستند قرار نہیں دیا اور نہ غذائیت والی کتب میں اس کا شمار ہوتا ہے۔ میں پہلے ہی جواب دے چکا ہوں اور ڈاکٹر ولیم کا حوالہ دیا ہے کہ

Even scientists and medical professionals are not immune to the ideological thinking of the Vegetarians- They are not immune.

یہ ایک میڈیکل کی کتاب نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے انہوں نے غذا پر یہ کتاب لکھی ہو۔ میں بالکل واضح طور پر کہہ رہا ہوں اور میں الفاظ کو گڈمڈ نہیں کرتا۔ ڈاکٹر ڈین آرنش (Dean Ornish) ہو سکتا ہے مشہور ڈاکٹر ہوں مگر میں پہلی بار ان کا نام سن رہا ہوں۔

یہ کتاب نصاب میں نہیں ہے!!!

میڈیکل بک نہیں۔

کسی کالج میں موجود نہیں!!!

اس سے زیادہ سند اس کی اور کیا ہو سکتی ہے؟

انہوں نے کہا کہ: ''ہمیں مویشیوں کے بارے میں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں فطرت خود ان کی دیکھ بھال کرلے گی''

لیکن یہ تو آپ ہیں جو بے حد پریشان ہو رہے ہیں۔ ہم تو پریشان نہیں، قدرت نے انہیں ایسے انداز میں بنایا ہے کہ جس لمحے آپ انہیں ذبح کرتے ہیں وہ دوبارہ آجاتے ہیں۔ اللہ خالق ہے۔ اللہ نے انہیں بنایا ہے۔

اگر ہم شیر یا چیتوں کو ماریں گے تو وہ کم ہو جائیں گے اسی لئے ہم انہیں نہیں کھاتے۔

مویشیوں کو ہم ذبح کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی تخلیق ہی ایسے انداز میں کی ہے۔ اگر ہم اللہ کے احکامات پر عمل نہ کریں تو ان کی تعداد بے حد و حساب ہو جائے گی۔

پودوں کے کاٹنے کے حوالے سے انہوں نے کہا ہے کہ اگر ہم درخت رکھتے ہیں تو اس کا مطلب ہے ماں ابھی تک زندہ ہے تو اس طرح ہم گائے اور بکریوں کی نسل ہونے کی وجہ سے انہیں کھا سکتے ہیں؟ کیونکہ ان کی ماں ابھی زندہ ہے اور جب اولاد ماں بنتی ہے تو ہم ماں کو کھا سکتے ہیں۔ اگر میں اس منطق سے اتفاق کرلوں کہ پودے زندہ رہتے ہیں تو جانوروں میں پودوں کی نسبت زیادہ زندگیاں زندہ ہیں۔ میں اگر یہی کہوں کہ:

''پرہیز علاج سے بہتر ہے'' تو جواب ہو جائے گا۔

ڈاکٹر ڈین آرنش سے اتفاق کیا جائے تو وہ کہتا ہے کہ سبزیاتی غذا Veg Food بہت سی بیماریوں سے بچاتی ہے اگر میں یہ نصیحت کروں کہ ایسا ہو سکتا ہے، ویسا ہو سکتا ہے۔ جو کچھ جہاں میں نے نہیں کہا۔ لیکن یہ موضوع نہیں ہے کہ کون سی غذا صحت بخش ہے بلکہ یہ بتانا اور ثابت کرنا مقصود ہے کہ آیا Non-veg غذا کی اجازت ہے یا ممانعت ہے؟

میں کسی بھی میڈیکل ٹیک کو چیلنج کر سکتا ہوں کیونکہ میں ''کتاب'' نہیں ایک ڈاکٹر ہوں۔ انڈین ویجیٹیرین کانگریس اور رشبھ فاؤنڈیشن Rushabh Foundation کی فراہم کردہ کتابوں میں بیان کردہ باتیں غیر حقیقی، غیر ثابت شدہ اور غیر آزمائش شدہ ہیں۔ صرف یہ اسلامی اصول ہیں کہ ''پرہیز علاج سے بہتر ہے'' ان سب کا مؤثر جواب ہو سکتا ہے۔

جب ہم ایک جانور ذبح کرتے ہیں تو اس کی شہ رگ اور سانس کی نالی کاٹ دیتے ہیں۔ اس جانور کی ریڑھ کی ہڈی متاثر نہیں ہوتی اور جب ریڑھ کی ہڈی درست ہو تو گلے کی رگیں، شہ رگ اور سانس کی نالیاں کھلی رہتی ہیں۔ دل دھڑکتا رہتا ہے اور خون کا بہاؤ تیزی سے جاری رہتا ہے۔ خون جراثیم اور بیکٹیریا کے انتقال کا ایک مؤثر ذریعہ ہے۔ اگر آپ صحیح طریقے سے جانور کو ذبح کرتے ہیں تو اکثر بیماریاں خون کے ساتھ ہی خارج ہو جاتی ہیں۔

ایسی بیماریاں جن کا ابھی آپ نے تذکرہ کیا ہے ان کی روک تھام ہو جاتی ہے مگر شرط یہی ہے کہ جانور کو

درست اسلامی طریقہ سے ذبح کرتے ہیں تو خون کی ترسیل جاری رہتی ہے اور اس سے درد کا احساس نہیں ہوتا ہے۔ اس کا تڑپنا جسم میں خون کی کمی کی وجہ سے ہوتا ہے مگر اس کی جان بڑے پُرسکون انداز میں بغیر کسی تکلیف کے نکلتی ہے۔ پھر ہم ان بیماریوں سے بھی محفوظ رہتے ہیں جو خون میں ہوتی ہیں۔ دنیا کے کئی ممالک مویشی پالتے ہیں اور انہیں ہارمون دیتے ہیں۔ ان میں سے ایک کا ذکر مسٹر زاویری نے بھی کیا ہے مگر اس کا نام نہیں بتایا اسے Des کہا جاتا ہے یہ ہارمون جانوروں میں انجیکٹ کیا جاتا ہے تا کہ وہ موٹے تازے ہو جائیں اور ان کے گوشت سے زیادہ رقم حاصل کی جا سکے۔ یہ اسلام میں حرام ہے اگر جانوروں میں Carcinoganic ہارمونز انجیکٹ کیے جاتے ہیں تو خواہ جانور کو اسلامی طریقے سے ہی ذبح کیا جائے وہ حرام ہوگا۔ یہ جانور ذبح تو ہے مگر حلال نہیں۔

یہ ذبیحہ حرام ہے۔ جن ہارمونز کو لینے کی اجازت نہیں ہے اگر وہ جانوروں کو دیئے جاتے ہیں تو ان جانوروں کا گوشت کھانے کی اجازت نہیں۔

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ گوشت وغیرہ پر پلنے والے جانوروں کی ممانعت ہے۔

ایک بات اور کہ اگر ہم صفائی کا پورا خیال رکھتے ہیں۔ گوشت کو اچھی طرح پکاتے ہیں تو ہم زیادہ تر بیماریوں سے محفوظ ہو جائیں گے۔

گوشت میں سب سے خطرناک گوشت سؤر کا ہے۔ اس میں چربی کی مقدار بہت زیادہ ہوتی ہے اور ذبح کرتے وقت اس کا خون خارج ہونے کی بجائے جسم کے اندر ہی جم جاتا ہے نیز یہ گوشت پٹھوں کو مضبوط بنانے کی بجائے چربی کی تہوں میں اضافہ کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ قرآن پاک میں قریباً چار مقامات پر اس کی ممانعت ہے:

سورہ بقرہ سورۃ نمبر ۲ آیت ۱۷۳، سورہ انعام سورۃ نمبر ۶ آیت ۱۴۵، سورہ نحل سورۃ نمبر ۱۶ آیت ۱۱۵ سورۃ المائدہ سورۃ نمبر ۵ آیت نمبر ۳ میں ہے۔

''مردہ گوشت، سور کا گوشت اور وہ کھانا جس پر اللہ کے علاوہ کسی کا نام لیا گیا ہو تم پر حرام ہے''

لہٰذا ہم اس سے بچتے ہیں اور بہت سی بیماریوں سے محفوظ رہتے ہیں۔

سورہ طٰہٰ سورہ نمبر ۲۰ آیت ۸۱ میں ہے کہ:

''جو کچھ ہم نے تمہیں دیا ہے کھاؤ مگر زیادتی سے بچو''

بہت سی بیماریاں، جن کا ذکر مسٹر رشمی بھائی نے کیا ہے، کھانے کی زیادتی سے ہوتی ہیں اگر آپ سبزیاتی غذا ہی زیادہ کھالیں تو اس سے بھی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ میں یہ نہیں کہوں گا کہ یہ سبزیاں مت کھاؤ۔ میں ایک ڈاکٹر ہوں۔ نان ویج سے متعلق کوئی نظریاتی یا تصوراتی فرد نہیں ہوں۔ اگر آپ زیادہ کھانا یعنی بسیار خوری چھوڑ دیں گے تو بیماریاں آپ کو پکڑ نہیں سکیں گی۔

اگر آپ اسلامی طریقے سے ذبح کریں، خون خارج ہونے دیں، ہارمون نہ دیں، اچھی طرح پکائیں،

صفائی کے اصولوں پر عمل کریں تو آپ بیماریوں سے بچ سکتے ہیں۔اس میں ان کی بہت سی باتوں کا جواب ہے تاہم چند ایک نکات باقی ہیں اگر وقت نے اجازت دی اور سوالات کے مرحلے میں آپ نے دریافت کیا تو میں ان کا جواب بھی دوں گا۔

آپ جانتے ہیں کہ انہوں نے صحت مندانہ غذا کے بارے میں بات کی ہے۔تحقیق و تجربات پر بات کی ہے۔میں چند حقائق پیش کرنا چاہوں گا۔ڈاکٹر ولیم کے مطابق سبزی انسان کی زندگی میں چھ سال تک کا اضافہ کرتی ہے لیکن یہ بھی متعصبانہ بات ہے۔

۱۹۳۲ء سے ۱۹۵۲ء تک کے ریکارڈ کے مطابق صحیح ہے بارہ سو (۱۲۰۰) افراد میں سے صرف ۴ ویجیٹیرین تھے۔یہ اعداد و شمار کسی اور مقصد کے لیے تھے مگر غذائیت کے لیے ہم اسے لے سکتے ہیں۔

الکحل،صرف الکحل ہی اس قدر بیماریوں کا باعث بنتی ہے کہ جو نان ویج یعنی لحمیاتی غذا سے کہیں زیادہ ہیں۔الکحل پھلوں کے جوس سے تیار ہوتی ہے اس لئے اس کا شمار ویج میں ہوگا اس پر میں یہ نہیں کہوں گا کہ تمام ویج غذا ممنوع قرار دی جائے۔اموات کی بڑی تعداد الکحل کی وجہ سے ہوتی ہے۔

قرآن پاک کی سورہ مائدہ آیت نمبر ۹۰ میں شراب کی ممانعت ہے۔

الکحل شیطانی کھیل ہے اس سے بچیں۔میں نے صرف شراب کی ممانعت کی ہے۔سبزیوں، پھلوں اور اناج کی نہیں۔شراب سے پیدا ہونے والی بیماریاں، صرف اس سے اجتناب کر کے ہی روکی جا سکتی ہیں۔

غیر فطری اموات کی دوسری بڑی وجہ بے تحاشہ سگریٹ پینا ہے۔

سگریٹ نوشی یا سموکنگ کا تعلق ویجی غذا سے ہے یا نان ویجی سے؟

کیا آپ سموکنگ سے پیدا ہونے والے امراض کو روک سکتے ہیں؟

اس کا ایک ہی طریقہ ہے تمبا کو کی ممانعت۔جب روک تھام کا طریقہ نہ ہو تو پھر ممانعت ہی رہ جاتی ہے لہٰذا شراب کی ممانعت ہے۔تمباکو نوشی کی ممانعت ہے۔مسلم علماء کے ۴۰۰ سے زائد فتوؤں میں تمباکو نوشی کو ممنوع قرار دیا گیا ہے کیونکہ اس سے پیدا ہونے والی بیماریوں کی روک تھام نہیں۔

آپ کیسری دال سے آگاہ ہیں اسے انڈین حکومت نے ممنوع قرار دیا ہے یہ Spastic Paraplegia کا باعث بنتی ہے اور شمال مغربی ہندوؤں کی غذا ہے۔اسے بین کر دیا گیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ موت کا باعث بنتی ہے۔

بہت سے ممالک نے شراب کو بین کر دیا ہے۔سعودی عرب اور کئی انڈین ریاستوں میں اس پر کڑی پابندی ہے۔سنگاپور میں عوامی مقامات، تفریحی پارک، بسوں اور دیگر عوامی اجتماعات میں سموکنگ پر پابندی ہے۔انڈیا نے کیسری دال کو بین کر دیا ہے۔جب روک تھام اور علاج نہیں ہوتا تو اس چیز کو بین کیا جاتا ہے۔ کسی ایک حکومت نے بھی تمام لحمیاتی و حیواناتی غذا پر پابندی عائد نہیں کی۔جس چیز کا علاج نہیں ہوتا اس پر پابندی لگائی جاتی ہے اور اس کی ممانعت ہوتی ہے نیز مباحثے کا یہ موضوع نہیں تھا کہ کون سی غذا بہتر اور صحت

مندانہ ہے بلکہ اس کا موضوع تھا کہ "کیا نان ویج غذا کی ممانعت ہے"
میں نے ۲۰ سے زائد نکات کی فہرست پیش کی تھی۔ میں بے دھڑک کہہ سکتا ہوں کہ مسٹر رشمی بھائی نے اپنی گفتگو پانچ منٹ پہلے ختم کر دی اور ان باتوں کا جواب نہ دیا اگر آپ مجھے ایک گھنٹہ اور دیں تو میں اپنا خطاب جاری رکھوں گا۔
وائلڈ بیری، ایک قسم کے مٹر اور دھتورا زہریلی چیزیں ہیں ان کا حل کیا ہے؟
"انہیں استعمال نہ کریں"
پانی بہت سی بیماریوں کو پھیلانے کا باعث بنتا ہے جن میں ہیضہ، بخار، ٹائیفائیڈ وغیرہ شامل ہیں۔ بہت سے جراثیم اور کیڑے وغیرہ اس میں ہوتے ہیں۔ میں اس پر بہت کچھ بول سکتا ہوں تو کیا پانی کو بین کر دیا جائے؟
آپ اس کی روک تھام کرتے ہیں۔ پانی کو گرم کر کے استعمال کرتے ہیں۔
پھر دودھ کو لے لیں۔ دودھ میں بہت سی بیماریاں ہوتی ہیں۔ تو آپ کیا کرتے ہیں؟
آپ اسے ابالتے ہیں!!
اس پر پابندی عائد نہیں کرتے!!
اس کی ممانعت نہیں کرتے!!
دودھ ویجی غذا ہے یا نان ویجی؟ یہ موضوع بحث ہے میں اس پر دلیل نہیں دوں گا۔
لیکن جب آپ بیماریوں کی روک تھام نہیں کر سکتے تو آپ ان بیماریوں کے محرکات کی ممانعت کرتے ہیں۔
میں نے بہت سے اسباب کا ذکر کیا ہے جن کا جواب مسٹر رشمی بھائی نے نہیں دیا۔ کسی ایک بڑے مذہب یا کسی ایک بھی حکومت نے نان ویج غذا پر پابندی نہیں لگائی۔ لہٰذا میں کہتا ہوں کہ:
"اس کی اجازت ہے یہ ممنوع نہیں ہے"
اگر میں نے دلائل دینے کے دوران نادانستگی میں کسی ویجیٹیرین بھائی کے جذبات کو مجروح کیا ہے تو دلی طور پر اس سے معذرت چاہتا ہوں۔

مناظرین سے سوالات کا مرحلہ

ڈاکٹر محمد نائیک:

اب ہم سوال و جواب کا کھلے عام سلسلہ شروع کریں گے۔

اس وقت سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کے لیے ہمیں چند اصولوں کی پابندی کرنی ہوگی

سوال آج کے موضوع سے متعلقہ ہو اس موضوع سے ہٹ کر سوال کی اجازت نہیں ہوگی۔

ایک دوسرے سے براہِ راست سوال نہ کریں۔

سوال کے جواب پر بحث نہ کریں۔

سوال مختصر اور متعلقہ ہو۔

ایک ہی سوال بار بار نہ کریں

مسٹر زاویری اور ڈاکٹر ذاکر نائیک ہر سوال کا جامع اور مدلل جواب دیں گے اور ایک سوال کے جواب میں پانچ منٹ سے زائد وقت صَرف نہیں کریں گے۔

آڈیٹوریم میں چار مائیک فراہم کیے گئے ہیں دو حضرات اور دو خواتین کے لیے۔ اگر آپ ڈاکٹر ذاکر نائیک سے سوال کرنا چاہتے ہیں تو اس مائیک پر جائیں جس پر ان کا نام ہے۔ ایک وقت میں ایک ہی سوال پوچھا جاسکتا ہے دوسرے سوال کے لئے آپ کو دوبارہ اس قطار کے آخر پر جانا ہوگا۔

تحریری سوالات کو بعد میں رکھا جائے گا ان پر یہ ضرور لکھیں کہ آپ کا سوال مسٹر زاویری سے ہے یا ڈاکٹر ذاکر سے، بصورتِ دیگر اس سوال کو نظر انداز کر دیا جائے گا۔

سوال پیش کرتے وقت اپنا نام اور پیشہ ضرور لکھیں تا کہ مقرّرین آپ کو موزوں انداز میں جواب دے سکیں۔

ہر مائیک پر ایک سوال ہوگا اور یہ طریقہ کلاک وائز انداز سے چلتا رہے گا۔

ہر مقرر باری باری جواب دے گا۔

پہلے مرد پھر خواتین اور پھر مرد حضرت سوال کریں گے۔

جی بھائی! آپ سے شروع کرتے ہیں۔ پہلا سوال مسٹر زاویری سے ہوگا۔

سوال: میرا سوال ہے کہ مسٹر زاویری! آپ نے نان ویج غذا کی ممانعت پر مختلف زاویوں سے بات کی ہے اور آپ نے مہاویر کی یہ نصیحت بھی بیان کی ہے کہ اپنی زندگی اور خوشی کی خاطر جانوروں کی جان لینا منع ہے۔ اب آپ ذرا وضاحت فرمادیں کہ کیا مہاویر نے ویجیٹیرین غذا کی اجازت دی ہے۔ اس سے میری مراد ہے کہ مہاویر تو درخت کاٹنے یا ان سے غذا حاصل کرنے تو کبھی نہیں گئے۔ وہ ہمیشہ ایک درخت کے نیچے بیٹھے رہتے اور وہ پھل جو خود بخود پک کر گرتے وہی ان کی غذا تھے۔ انہوں نے کبھی پھل توڑ کر نہیں کھائے۔ چونکہ آپ نے ویجیٹیرین اور نان ویجیٹیرین کی ممانعت کی ہے اس لئے براہ راست کرم وضاحت کریں۔ اس سلسلے میں جین نظریہ کیا ہے؟ آپ کا نظریہ وہی کچھ ہے جو مہاویر نے کہا تو آپ اس بارے میں کیا کہتے ہیں؟

مسٹر زاویری:

میں آپ کا سوال سمجھ گیا۔ میں اس کا جواب دوں گا۔ جو کچھ مہاویر نے کہا ہے وہ میں بیان کر چکا ہوں کہ ان کے نزدیک پودے جاندار ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ جین کے صحیفے کے مطابق جین مُنی پر ویجیٹیرین خوراک ممنوع ہے لیکن چونکہ ہر کوئی جین مُنی نہیں بن سکتا اس لئے وہ کہتے ہیں کہ کم از کم غیر ضروری طور پر جانوروں کو مارنے سے بچیں۔

انہوں نے کبھی یہ نہیں کہا کہ پودوں سے خوراک کھانا جین مُنیوں کیلئے جائز نہیں ہے۔

ڈاکٹر ذاکر:

جی بہن! ذاکر نائیک صاحب سے سوال کیجئے۔

سوال: ذاکر بھائی السلام علیکم! میرا نام ہمائمہ ہے۔ میرا سوال ہے کہ یہاں ویجیٹیرین سوسائٹی نے مختلف پمفلٹ تقسیم کیے ہیں جن میں قرآن پاک کی سورہ حج کا حوالہ دیا گیا ہے کہ:

"خون یا گوشت اللہ کے پاس نہیں جاتا مگر تمہارا تقویٰ اور اخلاص اس کے پاس جاتا ہے"

اس طرح انہوں نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ اسلام جانوروں کو غذا کیلئے مارنے کی ممانعت کرتا ہے۔ اس کے علاوہ بھی قرآن وحدیث سے انہوں نے جانوروں سے متعلقہ کافی حوالے دیئے ہیں۔ براہِ کرم وضاحت فرمائیں۔

ڈاکٹر ذاکر:

میں بہن کا شکریہ ادا کروں گا۔ انہوں نے ایک بنیادی سوال کیا ہے کہ تقسیم کیے گئے پمفلٹوں میں قرآن وحدیث کے حوالوں سے یہ بات ثابت کی گئی ہے کہ نان ویج غذا مسلمانوں کیلئے بھی ممنوع ہے اور اس لئے انہیں اسے نہیں لینا چاہیے۔ یہ چیز بحث میں موجود تھی لیکن میں نے اس پر بحث اس لیے نہیں کی کہ مجھے کہا گیا تھا کہ مذہب کے حوالے سے بات نہیں ہوگی۔ لیکن چونکہ یہ ایک سوال ہے اور اس کا جواب دینا ضروری ہے۔ یہ پمفلٹ رشبھ فاؤنڈیشن کے صدر مسٹر دھن راج سلیشا نے تقسیم کیے ہیں اور ان میں قرآن کا حوالہ دیا گیا ہے۔ میں اس کا حوالہ بھی دوں گا کیونکہ یہاں حوالہ تھوڑا سا غلط ہے۔ لیکن میں اس حوالے پر بات نہیں کروں گا۔ انہوں نے سورہ حج سورہ نمبر ۲۲ آیت ۳۷ کا ذکر کیا ہے جس میں ہے کہ:

''نہ ان کا گوشت اور نہ ان کا خون ہی اللہ کے پاس پہنچتا ہے بلکہ تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے''

میں اس سے اتفاق کرتا ہوں۔ اس سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ اسلام دوسرے مذاہب کی طرح نہیں ہے جن کا اعتقاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنی بقا کیلئے خون اور گوشت کی ضرورت پڑتی ہے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ جب آپ قربانی کرتے ہیں تو خون اللہ کے پاس پہنچتا ہے نہ گوشت پہنچتا ہے بلکہ اس سے اس نیت اور تقویٰ کا اظہار ہوتا ہے جس کے تحت تم قربانی کرتے ہو۔ اللہ تمہاری اس نیت، ارادے اور تقویٰ کو دیکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب ہم عیدالضحیٰ پر قربانی کرتے ہیں تو گوشت کا ایک تہائی حصہ غریبوں میں، ایک تہائی حصہ دوستوں اور رشتہ داروں میں اور ایک تہائی حصہ ذاتی ضرورت کے لیے رکھ سکتے ہیں۔ اللہ کیلئے گوشت کا کوئی حصہ نہیں رکھا جاتا۔

قرآن پاک کی سورہ انعام سورہ نمبر ۶ آیت ۱۴ میں ہے:

''وہ سب کو کھلاتا ہے لیکن اسے غذا کی ضرورت نہیں''

اللہ کو اپنی بقا کے لئے غذا کی ضرورت نہیں اس آیت سے واضح ہے کہ اللہ انسان کی نیت اور ارادے کو دیکھتا ہے۔ وہ سب کا رازق...... سب کا اَن داتا ہے!

جب انسان قربانی پیش کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کو قربان شدہ جانور کا خون اور گوشت درکار نہیں ہوتا بلکہ اس قربانی کے پیچھے جو اخلاص اور نیت ہے وہ اللہ کی خوشنودی کا باعث ہے۔

یہاں ایک اور حوالہ بلکہ چند مختلف حوالے ہیں اور ان سب کا جواب دینے کے لئے مجھے ایک گھنٹہ درکار ہوگا۔ میں صرف ایک اور حوالے پر بات کروں گا۔ یہاں دو قرآنی حوالے ہیں۔

سورہ بقرہ سورہ نمبر ۲ آیت ۲۰۵ میں ہے:

''جب وہ پلٹتے ہیں تو مویشیوں اور فصلوں کو تباہ کر کے زمین میں فساد پیدا کرتے ہیں بے شک اللہ تعالیٰ مفسدین کو پسند نہیں کرتا ہے''

یہ حوالہ دینے کے بعد نیچے تحریر کیا گیا ہے:

''اس لئے آپ کو نان ویج یعنی غیر سبزیاتی غذا استعمال نہیں کرنا چاہیے''

یہ ان کا اضافی بیان اور تشریح ہے۔ عربی لفظ ''نسل'' ہے جس کا ترجمہ بعض افراد نے مویشی کیا ہے اس کا اصل مطلب ''نسل'' ہے اگر آپ اس کا ترجمہ مویشی یا نسل کرتے ہیں اور متن پڑھتے ہیں یوں ہوگا:

وہ لوگ جو دنیا میں فساد برپا کرتے ہیں۔ فصلوں، مویشیوں اور جانداروں کو تباہ کرتے ہیں۔

وہ کھانے کے لئے ذبح نہیں کرتے بلکہ فساد پیدا کر رہے ہیں۔ اللہ انہیں پسند نہیں کرتا۔

اگر آپ یہ کہتے ہیں کہ اس آیت سے مراد ہے کہ انہیں بطور خوراک استعمال نہ کیا جائے تو پھر اس کا مطلب ہوگا کہ آپ فصلیں بھی استعمال نہ کریں۔ اگر میں اتفاق کرلوں کہ اس آیت میں فصلوں اور مویشیوں کی ممانعت ہے تو یہ بڑی غلط منطق ہوگی۔ وہ یہ ذکر نہیں کرتے کہ یہاں فصل کا ذکر بھی ہے اگر وہ اس آیت کی رُو سے کہیں سبزیاتی اور لحمیاتی غذا دونوں کی ممانعت ہے تو ایسا ہرگز نہیں ہے۔

اس آیت میں سبزیاتی اور لحمیاتی غذا دونوں کی ممانعت نہیں ہے۔

جس غذا کی اللہ نے ممانعت فرمائی ہے اس کا ذکر قرآن پاک میں واضح طور پر موجود ہے۔

سورہ بقرہ سورہ نمبر ۲ آیت ۱۶۸ میں ہے۔

''وہ اچھی خوراک کھاؤ جو ہم نے تمہارے لئے مہیا کی ہے''

اس میں وہ خوراک بھی شامل ہے جو جانوروں سے حاصل ہوتی ہے۔ اسی طرح مختلف احادیث بھی ہیں۔ صحیح بخاری جلد ۳ حدیث نمبر ۵۵۱، جلد ۸ حدیث نمبر ۳۸ میں ہے:

ایک شخص نے پیاسے کتے کو پانی پلایا۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اسے اس کی جزا ملے گی۔

لوگوں نے پوچھا: ''کیا کتے کو پانی پلانے پر بھی ثواب ملے گا؟''

آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں! ہر اس اچھے عمل کا جو آپ جانوروں کے ساتھ کرتے ہیں اجر ملے گا''

اب ذرا چودہ سو برس قبل کے زمانہ جاہلیت پر نظر ڈالیے جب انسانوں کے ساتھ جانوروں جیسا سلوک ہو رہا تھا اس وقت آپ ﷺ نے جانوروں کے حقوق کی بات کی۔

آپ ﷺ نے فرمایا: جانوروں پر زیادہ بوجھ مت لادو۔

آپ جانتے ہیں آج انڈیا میں قانوناً دو بیل ۵۰۰ کلوگرام سے زیادہ وزن نہیں کھینچ سکتے لیکن عملاً وہ ایک ٹن سے زیادہ وزن کھینچ رہے ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ان پر زیادہ بوجھ نہ لادو، انکے ساتھ بُرا سلوک نہ کرو، انہیں سختی سے باندھو مت اور انہیں نشانہ نہ بناؤ۔

صحیح مسلم کی جلد ۳ حدیث نمبر ۴۸۱۲ میں ہے اور صحیح بخاری میں بھی ہے:

''جانوروں کومت باندھواور انہیں مت مارو''

صحیح مسلم جلد ۳ کی حدیث ۴۸۱۰ میں ہے:

''جب جانور کو ذبح کرو تو دیکھ لیا کرو کہ چھری تیز ہے تا کہ جانور کو تکلیف محسوس نہ ہو۔ ایک جانور کو دوسرے جانوروں کے سامنے ذبح نہ کرو۔ ایک جانور کو دو بار مت مارو''

آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم جانتے ہو کہ شہ رگ آزاد کی جاتی ہے جو خون کو آزاد کرتی ہے اور خون جسم سے باہر چلا جاتا ہے''

آپ ﷺ نے جانوروں کے بارے میں ہدایت فرمائی ہے اس لئے ہمیں ان کے حقوق کا بھی خیال رکھنا چاہیے۔ لیکن جو جانور حلال ہے اسے خوراک کے لئے ذبح کر سکتے ہیں اور اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

سوال: کتاب ''انڈے سے متعلق ۱۰۰ حقائق'' میں صفحات ۹،۸ میں حقائق نمبر ۱۳ میں ہے:

''ایتھوپیا والوں کا خیال ہے اگر ایک حاملہ انڈا کھاتی ہے تو اس کا بچہ گنجا پیدا ہوگا اور جنسی لحاظ سے ناقص ہوگا''

حقائق نمبر ۱۸ میں ہے:

''افریقی ممالک میں یہ یقین کیا جاتا ہے کہ اگر ایک بچے کو دانت نکلنے سے پہلے انڈہ دیا جائے تو وہ ذہنی پسماندگی کا شکار ہو جاتا ہے''

یہ سائنسی حقائق ہیں یا مفروضات ہیں؟

- اگر آپ انہیں ''سائنسی حقائق'' کہتے ہیں تو کیا آپ انہیں ثابت کر سکتے ہیں؟
- اگر آپ انہیں مفروضات خیال کرتے ہیں تو ان کا ابلاغ کیوں کر رہے ہیں؟

''سو حقائق'' جیسی کتابیں کیوں شائع کر رہے ہیں؟

مسٹر زاویری:

بہن جی! آپ کا شکریہ! پہلی بات تو یہ ہے کہ میں نے یہ کتاب نہیں لکھی۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ کتاب میں نے آپ کو دی نہیں اور نہ اس کتاب کا کوئی حوالہ پیش کیا ہے۔ لہٰذا آپ کے سوال کا جواب لازمی نہیں۔ اس کتاب سے قطع نظر میں نے جو کچھ اپنے خطاب میں کہا ہے وہ یہ ہے کہ انڈے میں پروٹین، کولیسٹرول اور سیر شدہ چکنائی خاصی مقدار میں ہوتی ہے اس لئے یہ کسی انسان اور خاص طور پر حاملہ خواتین یا بچوں کیلئے صحت بخش نہیں ہوتا۔

ڈاکٹر ذاکر جی:

جی دائیں جانب والے مائیک سے اگلا سوال پیش کریں۔

سوال: میرا نام فضل سارنگ ہے اور میں ایک ماہرِ تعمیرات ہوں۔ میرا ڈاکٹر ذاکر نائیک سے سوال ہے کہ کیا

غیر سبزیاتی غذا دل کی بیماری کا واحد سبب ہے؟

ڈاکٹر ذاکر:

بھائی نے ایک بہت اچھا سوال پوچھا ہے کہ کیا نان ویجیٹیرین غذا ہی دل کی بیماری کی واحد وجہ ہے؟ مسٹر زاویری نے بھی کہا ہے کہ گوشت، جانوروں کا گوشت، مرغی، مٹن اور بیف سے دل کی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ یہ وجہ ہوسکتی ہے۔ وہ ٹھیک کہتے ہیں۔ پھر انہوں نے کہا کہ کسی ایک سبزی میں بھی کولیسٹرول نہیں ہے۔ اگر آپ نظریاتی سبزی خور کی بجائے کسی مستند ڈاکٹر سے بات کریں تو وہ آپ کو بتائے گا کہ دل کی بیماری کا باعث غذا میں چکنائی اور کولیسٹرول کی زیادتی ہے اس میں یہ ضروری نہیں ہے کہ یہ سبزیاتی غذا سے پیدا ہوتی ہے یا گوشت سے۔ اگرچہ گوشت میں کولیسٹرول کی مقدار زیادہ ہوتی ہے لیکن مونگ پھلی کے تیل، ناریل گھی اور مکھن میں کولیسٹرول موجود ہوتا ہے۔ یہ بات ایک عام گھریلو خاتون بھی جانتی ہے آپ جانتے ہیں کیوں؟ میڈیا کی بدولت۔ جس کے اشتہارات میں کولیسٹرول سے پاک کوکنگ آئل کی تشہیر کی جاتی ہے۔ نیز بتایا جاتا ہے کہ دوسرے آئل دل کی بیماری کا باعث بنتے ہیں اس کیلئے آپ کا ڈاکٹر ہونا ضروری نہیں۔ بہر حال یہ بات ۱۰۰ فیصد غلط ہے۔ میں ایک میڈیکل ڈاکٹر ہونے کے ناطے مسٹر رشمی بھائی کو چیلنج کرتا ہوں کہ وہ بتائیں کہ کیا مکھن میں چکنائی ہے یا نہیں؟ اور ڈاکٹر دل کے مریضوں کو ہدایت کرتے ہیں کہ چکنائی، مکھن، مونگ پھلی کا تیل اور تیل والی اشیاء استعمال نہ کریں۔

ڈاکٹر نے یہ نظریہ ان کتابوں سے لیا ہے۔ یہ کتاب جو انہوں نے مجھے دی ہے اس کتاب میں ہے کہ سبزیوں میں کولیسٹرول نہیں ہوتا۔ میں پہلی بار مسٹر سلیشا سے ملا ہوں اگر انہوں نے یہ کتاب مجھے نہ دی ہوتی تو میں معذرت کر لیتا۔ یہ کتابیں جین آرگنائزیشن نے شائع کر کے بمبئی میں تقسیم کی ہیں میں الزام نہیں دیتا، مگر یہ اچھا کام نہیں۔

مسٹر زاویری:

پلیز! پلیز......!

ڈاکٹر ذاکر:

میں کسی کے جذبات مجروح نہیں کرنا چاہتا۔

مسٹر زاویری: اس چیز پر بحث نہیں کرنی چاہیے۔

ڈاکٹر ذاکر:

میں معذرت چاہتا ہوں میں یہ کہنا نہیں چاہتا تھا مگر میں اس کے لیے مجبور کیا گیا ہوں میں بالکل نہیں کہنا چاہتا تھا اگر ایسے لکھا نہ ہوتا آپ کہتے ہیں کہ جین آرگنائزیشن نے نہیں لکھا۔

مسٹر زاویری:

نہیں! ڈاکٹر ذاکر آپ نے کہا ہے کہ مجھے جواب دینا چاہیے۔

ڈاکٹر محمد نائیک:

ایکسکیوز می!

جناب! میں آپ کو اس کی اجازت دوں گا آپ اپنے وقت میں اس پر اپنا ردِعمل ظاہر کر سکتے ہیں۔

ڈاکٹر ذاکر:

میں چیئرمین سے مزید آدھ منٹ کی اجازت چاہوں گا کیونکہ مجھے ڈسٹرب کر دیا گیا تھا۔

ڈاکٹر محمد نائیک:

نہیں! ہم مزید وقت نہیں دیں گے۔

ڈاکٹر ذاکر:

ان تمام الزامات کے باعث انڈے کو زیادہ کولیسٹرول والا قرار دیا جاتا ہے۔ یہ کولیسٹرول رکھتا ہے مگر یہ بڑی وجہ نہیں ہے۔ آج کی تحقیق نے ثابت کیا ہے کہ اس کا باعث انڈہ نہیں بلکہ وہ گھی اور چکنائی ہے جس میں آپ اسے فرائی کرتے ہیں اگر آپ اسے گھی اور چکنائی میں فرائی نہ کریں تو دل کی بیماری کے امکانات جو انڈے سے پیدا ہوتے ہیں کم ہو سکتے ہیں۔ آج آبادی کا دو تہائی حصہ کولیسٹرول پر کسی ردِعمل کا اظہار نہیں کرتا۔ انڈے کے ذریعے کولیسٹرول کی مقدار جسم میں داخل ہوتی ہے جگر فوراً اپنا کام کرتا ہے اور خون میں کولیسٹرول کی سطح کنٹرول اور نارمل ہوتی ہے۔ ایک تہائی لوگ کولیسٹرول پر ردِعمل کا اظہار کرتے ہیں۔ انہیں اس مسئلے کا سامنا ہوتا ہے۔ انہیں چاہیے کہ وہ انڈے کی زردی نہ لیں۔ زردی کے بغیر اگر آپ روزانہ تین انڈے بھی کھا لیں تو کچھ نہیں بگڑے گا۔ اگر آپ گھی میں انڈہ فرائی کرتے ہیں تو مسئلہ پیدا ہوگا۔

مونگ پھلی کے تیل میں انڈہ فرائی کرنے سے گنجا پن پیدا ہوتا ہے۔ میں کوئی مثال پیش نہیں کرنا چاہتا۔ آپ کو بہت سے لوگ گنجے پن کا شکار نظر آئیں گے۔

بہت سے عظیم فلاسفر گنجے ہیں میں ان کے نام نہیں لینا چاہتا۔ میں آپ کے جذبات بھی مجروح نہیں کرنا چاہتا۔ یہ چیز ایک غیر منطقی تحقیق ہے۔ تحقیق عملی ہونی چاہیے۔

دل کے امراض کے دوسرے اسباب شراب اور سگریٹ نوشی ہیں۔

امریکہ میں دل کی بیماریوں میں گوشت خوروں کی تعداد زیادہ ہے۔ اس کی وجہ چکنائی ہے۔

قرآن میں ہے:

”زیادتی سے بچو“

اس بات سے ہی مسئلہ حل ہو جاتا ہے۔ دوسرے نمبر پر امریکہ کے سبزی خور ہیں آپ جانتے ہیں کہ یہ غذا مہنگی ہے اور جس طرح مرسیڈیز نشانِ امارت وتفاخر ہے یہ چیز بھی ہے۔

امریکہ میں ۳ سے ۷ فیصد لوگ ویجیٹیرین ہیں خالص ویجیٹیرین صرف ایک فیصد ہیں۔ اس کی وجہ ان کی دولت وامارت ہے وہ اپنی صحت کا زیادہ خیال رکھتے ہیں۔ مسٹر رشمی بھائی اس بات سے اتفاق کریں گے کہ شراب اور سگریٹ نوشی ممنوع ہونی چاہیے کیونکہ یہ دل کی بیماریوں کا باعث بنتی ہے یہ ٹھیک ہے کہ ویجیٹیرین میں دل کی بیماری کم ہوتی ہے مگر غذا ویجی ہو یا نان ویج دل کی بیماری کا انحصار چکنائی اور کولیسٹرول پر ہے۔ اس سے بچنے کے لیے سورہ طہٰ سورہ نمبر ۲۰ آیت ۸۱ پڑھیں۔

''زیادتی کے مرتکب نہ ہوں''

اس سے مجھے ایک کہانی یاد آتی ہے جب میں نے سکول میں پڑھتا تھا کہ ایک ہندوستانی پادری بسیار خور تھا اور ایک روز ۶۴ لڈو کھا گیا جب وہ واپس آیا تو بیوی نے کہا:

''تم چورن چٹکی کیوں نہیں لیتے؟''

اس نے کہا: اری باؤلی! عقل نہ آئی بن کے چھ بچوں کی ماتا اگر چورن چٹکی کیلئے جگہ ہوتی تو میں دو لڈو اور نہ بوگ لیتا۔

ڈاکٹر محمد نائیک:

جی بھائی!

سوال: یہ سوال مسٹر رشمی زاویری سے ہے یہ ایک کتاب ''گوشت خوری ۱۰۰ احقائق، پلیز سر! یہ آپ سے متعلقہ نہیں۔

ڈاکٹر محمد نائیک:

آپ اپنا سوال اس طرح پیش کر سکتے ہیں کہ ایک کتاب میں لکھا ہے بجائے اس کے کہ اس شخص کی کتاب میں لکھا ہے یا آپ کہتے ہیں۔ ''اس کتاب میں ہے کہ...... اس طرح آپ کا سوال قابل قبول ہوگا۔

سوال جاری:...... اوکے۔ جین پبلیکیشن کی ایک کتاب ہے اور آپ چونکہ جین ہیں اس لئے میرا آپ سے سوال ہے کہ گوشت خوری ۱۰۰ احقائق اس میں گوشت خور افراد کے کارٹون بنائے گئے ہیں جو میرے خیال میں تضحیک ہے۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کیا جین جو تحمل و برداشت کا دعویٰ کرتے ہیں ان کے لئے لوگوں کے احساسات کو اس انداز سے مجروح کرنا مناسب ہے؟ یہ تو مسخرہ پن ہے۔ پلیز جواب دیں۔

ڈاکٹر محمد نائیک:

مقرر اس سوال کا جواب نہیں دینا چاہتے اور میں نے انہیں اختیار دیا ہے کہ اگر مقرر خیال کریں کہ اس سوال کا جواب دینا مناسب نہیں تو انہیں مجبور نہیں کیا جا سکتا۔

سوال جاری..........! لیکن میں صرف یہ پوچھ رہا تھا......

ڈاکٹر محمد نائیک:

اگلا سوال پیش کیا جائے اس سوال کا جواب نہیں دیا جائے گا۔ پلیز! اگلا سوال کریں۔

سوال جاری......! میں مطمئن نہیں ہوں۔

ڈاکٹر محمد نائیک:

دیکھیے مقررین کو اختیار ہے۔ میں سوال کرنے والوں سے درخواست کروں گا کہ پریشان نہ ہوں اور نہ احتجاجی رویہ اپنائیں۔ مقررین کو جواب دینے یا نہ دینے کا پورا اختیار ہے۔ اگر وہ سمجھتے ہیں کہ آپ کے سوال کا جواب دینا مناسب نہیں تو وہ ایسا کر سکتے ہیں۔ لہٰذا آپ اسی انداز سے سوال کریں کہ وہ جارحانہ نہ ہو۔ اس سے مقرر کو ہدف نہ بنائیں۔ سوال کو حقائق کے مطابق پیش کریں یہ بیان ہے......! آپ کا نکتہ نظر کیا ہے......!

اپنے تاثرات پیش نہ کریں۔ یہ پوچھیں کہ اس بارے میں آپ کیا کہتے ہیں اپنا نکتہ نظر بیان نہ کریں بلکہ مقررین کو اپنا نقطہ نظر بیان کرنے دیں۔ جی بہن! آپ ڈاکٹر ذاکر نائیک سے سوال کریں۔

سوال: السلام علیکم! بھائی میرا نام عذرا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ وشیجٹیرین ازم کی طرف سے گوپی ناتھ اگروال نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ ایک گائے جو پوری زندگی دودھ دیتی ہے وہ ایک ہی وقت میں نوے ہزار (90,000) افراد کے لیے کافی ہے لیکن جب اسے گوشت کے لیے ذبح کر دیا جاتا ہے تو وہ ایک وقت میں دس ہزار افراد کی شکم پری کر سکتی ہے۔ اسی طرح بکری کے حوالے سے کہا گیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ سونے کا انڈا دینے والی بطخ کو ذبح کر دینا مناسب نہیں۔ کیا آپ اس سے اتفاق کرتے ہیں؟

ڈاکٹر ذاکر: بہن نے پھر اسی کتاب سے سوال پوچھا ہے۔ میں واضح کرنا چاہوں گا کہ یہ کتابیں مسٹر سلیشا نے دی ہیں اور کہا ہے کہ آپ مزید کتابیں لے سکتے ہیں لیکن اگر آپ چاہیں تو یہ کتابیں مارکیٹ میں دستیاب ہیں اور لوگوں کو خریدنا چاہئیں۔ میں لوگوں سے درخواست کرتا ہوں ـ ـ ـ ـ ـ

حاضرین میں سے ایک شخص:

آپ کتنی بار اس بات کو دہرائیں گے؟ بے شمار دفعہ آپ دہرا چکے ہیں اور دہراتے ہی چلے جا رہے ہیں۔

ڈاکٹر ذاکر:

یہ ٹھیک ہے بھائی نے پوچھا ہے کہ میں کیوں دہرا رہا ہوں۔ چونکہ تمام دلائل کا تذکرہ یہاں ہوا ہے اگر

یہ نہ ہوتا تو میں بات کو نہ دہراتا۔

مسٹر ترویدی:

پلیز! پلیز! اپنے مزاج کو اعتدال میں رکھیں۔ غصے میں نہ آئیں۔ جو کچھ ڈاکٹر ذاکر نائیک اور مسٹر زاویری نے کہا بالکل ٹھیک کہا۔ کتابیں کسی اور نے لکھی ہیں۔ ان کا دفاع اسی کو کرنا چاہیے۔ مسٹر زاویری اس کا دفاع نہیں کریں گے۔ لہٰذا ہمیں کتابوں کو بھول کر موضوع سے متعلقہ سوالات کرنے چاہئیں۔

ڈاکٹر ذاکر:

بالکل ٹھیک، میں اس بات سے اتفاق کرتا ہوں۔ مسٹر زاویری نے کتابوں سے پڑھا، انہوں نے تحقیق نہیں کی۔ انہوں نے وہ کتابیں پڑھیں جو گوشت خوروں کے خلاف بول رہی ہیں۔ انہوں نے کتابیں پڑھیں اور حقائق پیش کیے۔ میں اسے قبول کرتا ہوں یا غلط قرار دیتا ہوں، میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ چونکہ میں نے کتاب نہیں لکھی اس لیے مجھ سے سوال نہ کیے جائیں یہ غیر منطقی ہے۔ اگر آپ مجھ سے نان ویج کے بارے میں کوئی سوال کرتے ہیں تو میں کہہ سکتا ہوں کہ کتاب غلط ہے یا غیر منطقی یا منطقی ہے تو اس میں غصہ کرنے والی کوئی بات نہیں۔ یہ کتاب ویجیٹیرین ازم کو پروموٹ کرنے کے لیے ہے۔ اگر کوئی مجھے اسلام کے خلاف کتاب دیتا ہے تو میں کہوں گا کہ یہ کتاب غلط ہے۔

ڈاکٹر محمد نائیک:

ایکسیوزمی! میں مقررین اور سامعین کو آپس میں بحث کی اجازت نہیں دوں گا۔ سامعین صرف سوال کر سکتے ہیں اور مقررین صرف جواب دے سکتے ہیں۔ میں مسٹر ذاکر اور مسٹر زاویری کو بحث میں الجھنے کی اجازت نہیں دوں گا۔ یہ سامعین سے بحث کا وقت نہیں۔ آپ سوال کا جواب جاری رکھیں۔

ڈاکٹر ذاکر:

میں جواب کی طرف آتا ہوں۔ آپ وقت سٹارٹ کر سکتے ہیں، مجھے بار بار ڈسٹرب کر دیا جاتا ہے، میں مکمل جواب دینا چاہتا ہوں۔

میں چیئرمین سے درخواست کرتا ہوں کہ اگر مجھے متوجہ کر لیا جاتا ہے تو مجھے زائد وقت ملنا چاہیے اور بہن نے جو سوال اٹھایا ہے وہ نہ صرف اس کتاب بلکہ دیگر کتابوں میں بھی موجود ہے۔ انٹرنیٹ پر بھی ہے۔ آپ انٹرنیٹ دیکھیں اس پر بھی یہی دلیل ہے۔ سب سے پہلی چیز 'دودھ' ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ دودھ ویج ہے یا نان ویج؟ ویجیٹیرین کہتے ہیں کہ یہ غیر سبزیاتی غذا ہے۔ اس کتاب میں بھی یہی ہے کہ دودھ غیر سبزیاتی غذا ہے۔ میں کسی کو الزام نہیں دے رہا اور خصوصاً میرا اشارہ مقرر کی جانب ہرگز نہیں ہے۔ اس کتاب میں ہے کہ دودھ نان ویج غذا ہے اور اگر ہم دودھ استعمال کرتے ہیں تو اس سے بہت سی بیماریاں جنم لیتی ہیں، یعنی دودھ اور

اس سے بنی ہوئی اشیاء استعمال کر لیتے ہیں۔ دودھ ویج ہے یا نان ویج، یہاں ایک سادہ سوال ہے کہ اگر آپ جانور کو تکلیف نہیں دینا چاہتے تو جانور کا دودھ کیوں نکالتے ہیں۔ آپ جانتے ہیں جب مصنوعی طریقے سے جانوروں کا دودھ دوہا جائے تو انہیں تکلیف ہوتی ہے۔

دودھ پلانے والی عورت بعض اوقات پیچیدگیوں کا شکار ہو جاتی ہے اور اسے مصنوعی طریقے سے دودھ نکالنا پڑتا ہے جس میں اسے کافی درد محسوس ہوتا ہے اس لیے جب آپ مویشیوں کا دودھ دوہتے ہیں تو انہیں بھی تکلیف ہوتی ہے۔

پھر جب آپ اس بات پر متفق ہی نہیں کہ جانوروں سے غذا حاصل کی جا سکتی ہے تو پھر آپ کس طرح ان کا دودھ لے سکتے ہیں۔

مویشیوں اور خاص طور پر گائے کا دودھ نکالنا ایک تکلیف دہ امر ہے اور گویا یہ مویشیوں کو لوٹنے اور اس غذا پر ڈاکہ مارنے والی بات ہے جو ان کے اپنے بچوں کی ضرورت ہوتی ہے یعنی بچھڑوں وغیرہ کے لیے۔

اس میں ایک مثال یہ بھی درج ہے کہ ایک گائے روزانہ اوسطاً 10 کلوگرام دودھ دیتی ہے، ایک ماہ میں 300 کلوگرام اور سال میں تقریباً 3000 کلوگرام۔

کیا آپ دودھ کو کلوگرام سے تولتے ہیں؟

نہیں......!

کیا آپ دودھ کو کلوگرام سے تولتے ہیں؟

نہیں......لٹر میں......!

تو پھر یہ کلوگرام کیوں لکھا ہے؟

میں نہیں جانتا مصنف سے پوچھیں اس کو علم ہوگا۔

پھر مزید یہ بیان ہے کہ اگر 3000 کلو دودھ 6000 لوگوں کو پوری زندگی پلایا جائے تو یہ ایک وقت میں 90000 لوگوں کے لیے کافی ہوگا لیکن اگر آپ گائے کو ذبح کرتے ہیں تو صرف 1000 لوگ اس سے سیر ہو سکیں گے تو نوے ہزار لوگوں کی غذائی ضروریات پوری کرنا بہتر ہے یا ایک ہزار افراد کی؟

آپ اس مرغی کو کیوں مارتے ہیں جو روزانہ سونے کا انڈا دیتی ہے۔ یہ ایک دانشمندانہ اقدام نہیں ہے اور میں......اس سے اتفاق کرتا ہوں لیکن یہاں قابل توجہ بات یہ ہے کہ کوئی بھی گوالا یا دودھ فروش اپنی گائے کو ذبح خانے میں نہیں لے جائے گا۔ اس کے علاوہ کوئی قصاب دودھ والی گائے کو نہیں خریدے گا کیونکہ یہ اس گائے کی نسبت جس کی دودھ دینے کی عمر گزر چکی ہو یا زیادہ مہنگی ہوگی۔

بمبئی میں دودھ دینے والی گائے کی قیمت 25000 روپے کے لگ بھگ ہوتی ہے جبکہ دیگر گائیں تین سے پانچ ہزار کی مالیت میں مل جاتی ہیں۔ ہم گوشت خور لوگ دودھ دینے والے مویشیوں کی ہر طرح سے دیکھ بھال کرتے ہیں اور جب وہ دودھ دینے کی عمر کی حد سے آگے نکل جاتے ہیں تو انہیں ذبح کر لیتے ہیں یعنی ہم

مرغی کے تمام انڈے حاصل کرتے ہیں۔ جب یہ انڈے دینا بند کر دیتی ہے تو ہم اسے گوشت کے لیے ذبح کر لیتے ہیں۔ سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔ ایک تیر سے دو شکار۔ ہم کافی دانشمندانہ اور معاملہ فہم ہیں۔

اس کے بعد انہوں نے یہ دلیل پیش کی ہے کہ بعض جانور جنہیں آپ کھیتوں میں کام کے لیے استعمال کرتے ہیں یا چھکڑوں اور بیل گاڑیوں میں جوتتے ہیں، اگر آپ ان جانوروں سے پیار کرتے ہیں تو ان پر زیادہ بوجھ کیوں لادتے ہیں؟ اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ انڈیا کے مویشیوں، بیل اور گائے میں سے صرف 25 فیصد پیداواری ہیں، بقیہ 75 فیصد غیر پیداواری ہیں جن میں دودھ نہ دینے والے جانور اور نر شامل ہیں۔ ان اعداد و شمار کے مطابق یہ گائیں اور مویشی 18 سال زندہ رہتے ہیں اور جب یہ دودھ دینے کی عمر پھلانگ جاتے ہیں تو چار یا پانچ سال زندہ رہتے ہیں۔ کون سا کسان ان لاکھوں جانوروں کا بوجھ برداشت کرے گا؟ ہر سال اتنے زیادہ مردہ جانور۔

اس کے بعد "جیودیا آرگنائزیشن" کے مطابق ان مویشیوں کو چرنے کے لیے کھلا چھوڑ دیا جاتا ہے اور یہ فصلوں کو کھاتے اور برباد کرتے ہیں۔

اس کا ایک حل یہ ہے کہ انہیں جنگلات میں چھوڑ دیا جائے جہاں درندے انہیں پھاڑ کھائیں گے۔

اور آخری حل بالکل موزوں ہے کہ جب وہ دودھ دینے کی عمر میں ہوں تو ان سے استفادہ کیا جائے۔ پھر انہیں ذبح خانے میں بھیج دیا جائے۔ اس سے کسان کو رقم اور دیگر لوگوں کو گوشت ملتا ہے۔ اس کا چمڑا اور ہڈیاں بھی مفید کاموں میں لائی جاسکتی ہیں۔ امید ہے آپ کے سوال کا جواب تسلی بخش رہا۔

ڈاکٹر محمد نائیک:

اگلا سوال مسٹر زاویری سے۔

سوال: کاستر وچند جین کے مطابق بائیسویں تیر تنکر السینمی "نیمی ناتھ" کی شادی کے موقع پر جانوروں اور پرندوں کا گوشت پیش کیا گیا تھا۔ شاستر کے مطابق دولہا اور دلہن دونوں جین تھے۔ اس کے بعد ایک اور واقعے کا حوالہ ہے کہ مہاویر کے قریبی ساتھی بھیم شن شرینک کی جین شراوک بیوی چینیا حاملہ تھی اور اپنے شوہر کا دل کھانے کے لیے مضطرب تھی۔

بھیم شن کے بڑے بیٹے ابھی کمار نے اس کی بجائے اسے کسی مردہ جانور کا گوشت دے دیا اور چینیا نے اسے اپنے شوہر کا دل سمجھ کر نگل لیا۔ مجھے اس واقعے کی صحت کا علم نہیں ہے اور یہ بھی پتا نہیں ہے کہ کاستر وچند کا یہ بیان درست ہے یا غلط۔ براہ کرم اس کی وضاحت کریں۔ میں نے یہ مضمون "کاروان سیریز دسمبر 1981ء" میں پڑھا ہے۔

مسٹر زاویری:

شکریہ بہن! سب سے پہلے میں کوآرڈینیٹر سے درخواست کروں گا کہ صرف انہی سوالوں کی اجازت

دی جائے جن کا تعلق میرے خطاب سے ہو۔ دوسری کتابوں یا حوالوں کے سوالات کا جواب دینے کا میں پابند نہیں ہوں۔ چونکہ میں ایک سچا جین ہوں اور اس کی تاریخ سے کما حقہ آگاہ ہوں، اس لیے میں کہوں گا کہ "نیمی ناتھ تیرتھانکر" کے بارے میں یہ سچ ہے کہ انہوں نے کہا تھا کہ کیا آپ میری شادی پر ان تمام معصوم جانوں کو قربان کر رہے ہیں؟ مجھے اس طرح کی ضیافت نہیں چاہیے اور اسی واقعے سے متاثر ہو کر وہ جین منی بنے۔

اس لیے میں واضح طور پر کہہ سکتا ہوں کہ تمام تیرتھنکروں نے غیر سبزیاتی غذا کی ممانعت کی ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہ کتابیں لوگوں کو نیک نیتی اور جذبہ خیر سگالی سے دی گئی ہیں تاکہ وہ سوالات کریں اور وہ کر رہے ہیں۔ یہ مناسب نہیں ہے۔ سوال وہی کریں جو میرے خطاب سے مربوط ہو اور مجھے اس سوال کا جواب دے کر خوشی ہوگی اور میں درخواست۔۔۔۔۔

ڈاکٹر محمد نائیک:

موضوع سے متعلق ہر قسم کا سوال کیا جا سکتا ہے۔ خواہ وہ خطاب میں ہے یا نہیں ہے۔

مسٹر زاویری:

میں برا نہیں مانوں گا۔ او کے۔

ڈاکٹر محمد نائیک:

کتاب سے ضروری نہیں۔ مسٹر کوآرڈینیٹر سے ایک گزارش کروں گا کہ میں نے اور مسٹر ترویدی نے باہم ملاقاتیں کی ہیں لہٰذا ہم پانچ منٹ میں نتیجہ نکالنے کی کوشش کریں گے۔ میری تجویز ہے۔ دیکھیں دونوں مقررین کو پچاس پچاس منٹ تقریر اور پھر پندرہ پندرہ منٹ اپنے ردعمل کے اظہار کے لیے دیئے گئے۔ اس کے بعد 50 منٹ سوال و جواب کی نشست رکھی گئی۔ اگر کوئی مقرر اس وقت میں تخفیف کرنا چاہے، سوالات سے کنارہ کشی کرے یا اسے کوئی ایمرجنسی ہو تو میں اس سے معذرت کے ساتھ کہوں گا کہ سوالات کا دورانیہ 50 منٹ ہر حال میں پورا کیا جائے۔ مجھے پروگرام کا چارٹ دیا گیا ہے اور مجھے اس پر عملدرآمد کراتا ہے۔ جس طرح کہ میں نے مسٹر ڈاکٹر ذاکر نائیک سے کہا ہے کہ وہ اپنے خطاب کے دوران کسی اور مذہب کا حوالہ نہیں دیں گے اور اس کے لیے ان پر سختی کی گئی ہے۔ میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ میں نے سختی سے انہیں کہا ہے کہ وہ کسی اور چیز پر بات نہیں کر سکتے اور انہیں قائل کر لیا اور مجھے انہیں قائل کرنا ہی تھا۔ یہ ایک درخواست تھی جس کا انہوں نے احترام کیا اور دونوں مقرر اس پر متفق تھے۔ اس کے علاوہ جن باتوں پر مقررین کا اتفاق نہیں تھا میں نے انہیں باہر نکال دیا۔ میں صاف گوئی سے کہوں گا کہ ایک مقرر کے لیے 50 منٹ کا وقت تھا اور اگر وہ اپنی مرضی سے اس سے پہلے ہی اپنی تقریر ختم کر دیتا ہے تو اس پر پابندی نہیں ہے۔ میں ضرورت اور تقاضوں کو مدنظر رکھوں گا مگر سوالات کا 50 منٹ کا دورانیہ ہر حال میں پورا کرنا ہوگا۔

میں نے لکھا ہے کہ یہ 12:45 سے شروع کر 1:30 پر ختم ہوگا، لہٰذا میری طرف سے یہ بالکل منصفانہ

ہے۔ جی۔ اگلا سوال مسٹر ذاکر کے لیے......!

سوال: السلام علیکم! ذاکر بھائی! میرا نام خان عبدالسمیع ہے۔ میرا سوال ہے کہ ڈیٹیشین احباب نے غذائی چارٹ تقسیم کیے ہیں۔ ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ سبزیاتی غذاؤں میں لحمیات کی نسبت پروٹین اور آئرن پائی جاتی ہے۔ اس طرح وہ کہتے ہیں کہ سبزیاتی غذا لحمیاتی کی نسبت غذائیت سے زیادہ بھرپور ہوتی ہے۔ آپ پر کیا تبصرہ فرمائیں گے؟

ڈاکٹر ذاکر:

بھائی نے ایک اچھا سوال پوچھا ہے، میں اس کا جواب دوں گا۔ یہ چارٹ رشبھ فاؤنڈیشن نے تقسیم کیے ہیں اور کہا ہے کہ وہ ممبئی کے مسلمانوں میں تقسیم کرنے کے لیے ایسے چارٹوں کی بڑی تعداد فراہم کریں گے۔ یہ بالکل مفت ہوں گے۔ بھائی نے کہا ہے کہ پھلوں کے چارٹ بھی تقسیم کیے گئے ہیں۔ یہ ہماری فاؤنڈیشن میں بھی دیئے گئے اور جب ہم نے ردِعمل ظاہر نہیں کیا تو رشبھ فاؤنڈیشن والوں نے پوچھا کہ کیا آپ راضی ہیں؟ تو میں ہچکچاہٹ آمیز انداز میں رضامند ہو گیا۔

پھر انہوں نے کہا کہ ہم مناظرہ کریں گے۔ یہ کوئی سائنسی موضوع نہیں بلکہ ایک حقیقت ہے۔ میں نے ان کی تجویز قبول کر لی جس کے نتیجے میں اس وقت میں آپ کے سامنے ہوں۔ مجھے سمجھ نہیں آتی لوگ غصے میں کیوں آجاتے ہیں؟ آپ موضوع سے متعلقہ کسی بھی کتاب سے سوال کریں، میں انشاء اللہ جواب دوں گا۔ اگر میں نہیں جانتا تو کہوں گا کہ میں نہیں جانتا۔ اگر میں جانتا ہوں تو کہوں گا ہاں میں جانتا ہوں۔ میں آپ کا سوال جانتا ہوں۔ اس غذائی چارٹ اور مسٹر رشمی بھائی کی تقریر سے ظاہر ہوتا ہے کہ سبزیوں میں گوشت کی نسبت زیادہ پروٹین ہوتے ہیں۔ مسٹر رشمی بھائی نے کہا ہے صرف تین اہم امائنو ایسڈ ہوتے ہیں مگر آپ کسی ڈاکٹر سے پوچھیں وہ بتائے گا کہ ان کی تعداد 8 ہے۔ پانچ کی کمی حیرت انگیز نہیں۔ آٹھ امائنو ایسڈ ہیں جو جسم کے لیے لازمی ہیں۔ چند موجود نہیں ہے باقی موجود ہیں۔ یہ امائنو ایسڈز زائد خوراک یا لحمیاتی خوراک سے جسم میں داخل کیے جا سکتے ہیں۔ انہیں اعلیٰ پروٹین کہتے ہیں کیونکہ ان میں آٹھوں امائنو ایسڈ ہوتے ہیں۔ سبزیوں میں ایک یا زائد ایسڈ نہیں ہوتے۔

یہ ایک سائنسی جواب ہے لہٰذا اگر مقدار 20 اوپر یا 10 نیچے ہو تو اسے مکمل نہیں کہا جا سکتا۔ سبزی کے پروٹین نچلی سطح پر اور گوشت کے اعلیٰ سطح پر مکمل ہیں۔ اسی طرح آپ سبزیوں سے جو آئرن حاصل کرتے ہیں، اس کی دو اقسام ہیں۔

1- ہیم آئرن

2- نان ہیم آئرن

ہیم آئرن (Hem Iron) کو آسانی کے ساتھ جسم میں جذب کیا جا سکتا ہے مگر نان ہیم آئرن کو آسانی

سے جسم میں جذب نہیں کیا جاسکتا۔

لحمیاتی غذا میں بھی یہ دونوں اقسام موجود ہیں۔ سبزیوں میں ہیم آئرن بہت کم مقدار میں ہوتی ہے جسے جذب نہیں کیا جاسکتا، اس لیے ان میں آئرن کی بہت کمی ہوتی ہے۔ اگر میں آپ سے اتفاق کرلوں کہ آئرن اور پروٹین سبزیات میں زیادہ ہیں تو اس کا مطلب ہوگا کہ اس میں غذائیت زیادہ ہے لیکن ایسا نہیں ہے۔ یہ گمراہ کن بات ہے۔ بلکہ انگریزی میں اسے 'فراڈ' کہنا مناسب ہوگا۔ کوئی وتجیٹیرین سوسائٹی لوگوں کو گمراہ کر رہی ہے اور فراڈ کررہی ہے۔ فراڈ ہر چھوٹے بڑے مذہب میں ممنوع ہے۔ میں آپ سے ایک سوال کرتا ہوں۔

کیا آپ دس نوٹ لینا پسند کریں گے؟

بیس بیس روپے کے دس نوٹ؟

یا پانچ سو روپے کا ایک نوٹ؟؟

اگر آپ دولت کی اہمیت سے آگاہ ہیں تو آپ کا انتخاب آخرالذکر ہوگا۔ امید ہے میری بات آپ کی سمجھ میں آگئی ہوگی۔

ڈاکٹر محمد نائیک:

مسٹر زاویری کے لیے اگلا سوال......!

سوال: السلام علیکم! میں جاوید شیخ ہوں۔ میرا سوال مسٹر رشمی بھائی سے ہے۔ رشمی بھائی آپ نے اپنے خطاب میں ان بیماریوں کا تذکرہ کیا ہے جو گوشت کھانے سے انسانی جسم میں داخل ہوجاتی ہیں لیکن جہاں تک اس بات کا تعلق ہے تو پودے بھی بیماریوں سے متاثر ہوتے ہیں جن میں وائرس اور بیکٹریا سے پیدا ہونے والی دونوں قسم کی بیماریاں شامل ہیں۔ اس لیے آپ کو سبزیاتی غذا سے بھی بیماریاں لگ سکتی ہیں۔ آپ نے ڈین آرنش اور دیپک چوپڑا صاحب کے حوالے بھی دیئے ہیں۔ اگر آپ ڈاکٹرز کی باتوں پر یقین رکھتے ہیں جیسا کہ مسٹر ترویدی نے بھی کہا ہے کہ اگر آپ ان پر یقین رکھتے ہیں۔ لیکن جہاں تک میرا معاملہ ہے جب میں چھوٹا تھا تو اگر کبھی بخار میں مبتلا ہوجاتا تو ڈاکٹر کہتے کہ اسے ٹھنڈے پانی سے نہیں نہلانا لیکن آج کل ڈاکٹر بخار کی حالت میں ٹھنڈے پانی سے نہلانے کا مشورہ دیتے ہیں، لہٰذا اگر آپ ڈاکٹر حضرات کے مشوروں، اعداد وشمار اور ان کے اقوال میں یقین رکھتے ہیں تو مجھے اس کا منطقی ثبوت دیں جیسا کہ ڈاکٹر ذاکر نائیک صاحب نے دل کی بیماری کے حوالے سے امریکی سروے کے اعداد وشمار پیش کیے ہیں اور بتایا ہے کہ اس میں سبزی خور اور گوشت خور دونوں شامل ہیں۔

ڈاکٹر محمد نائیک:

میں آپ سب سے درخواست کروں گا کہ سوال مختصر کریں۔

مسٹر زاویری:

آپ کا سوال اتنا طویل ہے کہ سننے والا بھول جاتا ہے۔

ڈاکٹر محمد نائیک:

دل کی بیماری، والو کی بندش، آخر میں انہوں نے یہی کہا تھا۔

مسٹر زاویری:

دیکھئے! جہاں تک دل کے والو کے بند ہونے کا تعلق ہے تو یقیناً جراثیم سے آلودہ پھلوں سے یہ بیماری انسانی جسم میں داخل ہو سکتی ہے۔ یہاں ایک نکتہ ہے کہ وہ جانور جن پر اس طرح کے جراثیم ہوتے ہیں، زیادہ خطرناک ہوتے ہیں، اس لیے پودوں کی نسبت جانور زیادہ بیماری پھیلانے کا باعث بنتے ہیں اور پھر میں نے زیادہ پروٹین، کولیسٹرول اور سیر شدہ چکنائی کا ذکر کیا ہے اور یہی دو چیزیں نان ویج غذا کی ممانعت کا باعث بنتی ہیں۔ جہاں تک اعداد و شمار کا تعلق ہے، میں نے یہ کتاب پڑھی ہے مگر یہ موقع اور وقت ایسا نہیں ہے کہ اعداد و شمار پر بات کی جا سکے۔ میری تحقیق کے مطابق دل کی بیماری کے شکار افراد میں سے زیادہ تر کا تعلق ان سے ہے جو گوشت کھاتے ہیں۔ اس کے بعد ان لوگوں کا نمبر آتا ہے جو سبزی خور ہیں۔ مجھے افسوس ہے کہ اس وقت میں آپ کو پورے اعداد و شمار فراہم کرنے سے قاصر ہوں البتہ بعد میں، میں یہ آپ کو پیش کر دوں گا۔ شکریہ!

ڈاکٹر محمد نائیک:

دوبارہ سوال نہیں ہوگا، پلیز! اگلے صاحب سوال کریں۔

سوال: السلام علیم! بھائی...... ! بھائی...... میرا نام صفیہ ہے اور میں نومسلم ہوں۔ میرا سوال یہ ہے کہ کتاب ویجیٹرین یا نان ویجیٹیرین 'انتخاب خود کیجیے' مصنفہ ''گوپی ناتھ اگروال'' میں دنیا کے بڑے مذاہب بشمول اسلام، عیسائیت اور ہندوازم سے حوالے دیئے گئے ہیں کہ نان ویج غذا کی ممانعت ہے۔ یہ حرام ہے۔ آپ کس طرح ثابت کریں گے کہ اس کی اجازت ہے؟

ڈاکٹر ذاکر:

بہن ایک سوال پوچھ رہی ہیں کہ مختلف بڑے مذاہب سے حوالے دیئے گئے ہیں کہ گوشت حرام ہے اور ان میں عیسائیت اور ہندوازم بھی شامل ہیں۔ ان کے مطابق یہ غذا ممنوع ہے۔ میں کہہ چکا ہوں کہ کوئی ایک بڑا مذہب بھی نہیں ہے جس میں ہو کہ لحمیاتی غذا عام طور پر ممنوع ہے۔ میں نے اسلام کا نکتہ نظر بیان کر دیا ہے اور اس کی وضاحت کر دی ہے۔ باقی رہی چیز، غلط حوالہ، خارج از متن اور نافہمی ہے۔ میں اس بات سے

اتفاق کرتا ہوں کہ بہت سے اقوال ہیں۔ بعض اوقات اسلام میں بھی نان ویج غذا کی ممانعت ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر میں نے سورۃ مائدہ، سورۃ نمبر5 آیت نمبر ایک پڑھی ہے جس میں ہے کہ حج کے دوران شکار نہ کرو۔ حج کے مقدس فریضے کی ادائیگی کے دوران شکار کی ممانعت ہے۔ اسی طرح ماہ رمضان میں روزے کی حالت میں ہر قسم کی سبزیاتی اور لحمیاتی کھانا منع ہے۔ اگر میں کہتا ہوں روزے کے دوران لحمیاتی غذا استعمال نہ کرو تو اس سے ہرگز یہ مراد نہیں ہے کہ لحمیاتی غذا کو مکمل طور پر ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ صرف اس مخصوص وقت میں منع ہے۔ لہٰذا مذہبی کتابوں میں ہے کہ روزے کے دوران نان ویج غذا کھانا حرام ہے۔ عیسائیت کے حوالے سے آپ کا سوال ہے اور میں نے یہ کتاب پڑھی ہے اس لیے میں اس کا جواب دے سکتا ہوں۔ بائبل میں مذکور ہے کہ آپ مردہ غذا استعمال نہیں کر سکتے اور قوسین کے اندر ''گوشت'' لکھا ہے، یہ وہ چیز نہیں ہے جس کا وہ حوالہ دے رہے ہیں۔ پھر انہوں نے حوالہ نمبر بھی نہیں دیا۔ تقابلی مذاہب کا طالب علم ہونے کی حیثیت میں نے غذا پر گفتگو کی ہے۔ انہوں نے لیویٹیکس (Leviticus) کی کتاب کے باب 17 آیت 15 اور ڈیٹرونومی کی کتاب (Deuteronomy) کے باب 14 آیت 21 کا حوالہ دیا ہے۔ اس میں ہے کہ آپ ایسے گوشت کو نہیں کھا سکتے جو خود بخود مر جاتا ہے۔ مردہ گوشت حرام ہے۔ اسی طرح قرآن پاک کی سورۃ بقرہ، سورۃ نمبر 2 آیت 173، سورۃ مائدہ، سورۃ نمبر 5 آیت 3، سورۃ انعام، سورۃ نمبر 6 آیت 145، سورۃ نحل، سورۃ نمبر 16 آیت 115 میں ہے۔

''تم پر مردہ گوشت، خون، سور کا گوشت اور ہر ایسا کھانا جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام لیا گیا ہو، حرام ہے''

اس کی کہاں اجازت ہے؟ اگر آپ قدیم بائبل کے باب 9 آیت 2، 3 پڑھیں تو اس میں ہے:

''وہ تمہیں خوفزدہ کریں گے، ڈرائیں گے زمین کی تمام مخلوق، آسمان کے سارے پرندے، زمین پر رہنے والی مخلوق، سمندر کی مچھلیاں تمہیں دی جائیں گی''

اسی طرح باب 9 آیت 3 میں ہے:

''زمین پر حرکت کرنے والی ہر مخلوق اور جو زندہ ہے تمہارے لیے گوشت ہے اس کے علاوہ پودے اور جڑی بوٹیاں بھی''

ڈیوٹرونومی باب 14 آیت 9 میں ہے:

''تمہیں پانی کی تمام چیزوں سے گوشت حاصل ہوگا جو پنکھ اور چھلکے رکھتی ہیں، تمہیں یہ کھانا ہوں گی''

باب 14 آیت 11 میں ہے:

''تمہیں حلال جانوروں اور پرندوں کا گوشت ملے گا''

آیت 20 میں ہے:

''تمام حلال پرندوں کا گوشت کھاؤ گے''

یہ جائز ہے اور اس کی اجازت ہے پھر اگر آپ ہبریوز Hebrews کی کتاب کے باب 5 کی آیت

13 اور 14 پڑھیں تو ان میں ہے:
''اگر تم دودھ لیتے ہو تو تم کمزور ہو گے اور اگر گوشت کھاتے ہو تو مضبوط و طاقتور ہو گے''

یہ کون کہہ رہا ہے؟
میں......؟ ہرگز نہیں! یہ بائبل میں ہے......!
لوقا کی انجیل میں باب 24، آیات 41، تا 43 میں ہے:
''حضرت عیسیٰ علیہ السلام بالا خانے میں گئے اور فرمایا: ''کیا تمہارے پاس کھانے کو گوشت ہے؟ انہوں نے مچھلی کا ایک قتلہ پیش کیا جسے انہوں نے ان کے سامنے تناول کیا''
انجیل میں ''رومیوں کے نام خط'' کے باب 14، آیت 2 تا 3 میں ہے:
''وہ جو ہر چیز کھانے میں یقین رکھتے ہیں کھا سکتے ہیں۔ جو کمزور ہیں وہ صرف پودے اور سبزیاں وغیرہ کھاتے ہیں لیکن جو کھاتے ہیں انہیں نہ کھانے والوں کی توہین نہیں کرنی چاہیے لیکن جو نہیں کھاتے انہیں کھانے والوں پر اعتراض نہیں کرنا چاہیے۔ یہ اللہ کا قانون ہے''
ہندوؤں کی مذہبی کتابوں میں منو کے باب 5 منتر 30 میں واضح طور پر لکھا ہے:
''کھانے والا ہر زندہ چیز کو کھا سکتا ہے خواہ وہ روزانہ کھائے، ہمارے خالق نے کچھ مخلوق کو کھانے کے لیے بنایا ہے اور کچھ کو کھائے جانے کے لیے''
منو کے قوانین، منوسمرتی کے باب 5 آیت 13 میں ہے:
''اگر آپ قربانی کا گوشت کھاتے ہیں تو یہ اللہ کا قانون ہے''
منوسمرتی کے باب 5 منتر 42 میں ہے کہ دوبارہ پیدا......

ڈاکٹر محمد نائیک:

بھائی......! بھائی......اب......پلیز......پلیز......پلیز......

ڈاکٹر ذاکر:

میں ہمیشہ تیار رہتا ہوں......! مذہبی کتب کے حوالہ جات کے لیے ہمیشہ تیار رہتا ہوں کیونکہ یہ سب کچھ میرے سینے میں ہے میز پر نہیں۔ میں اس وقت حوالہ پیش نہیں کرنا چاہتا تھا مگر مجھے اس کے لیے مجبور کر دیا گیا ہے۔ جب مجھے جواب پر مجبور کیا جاتا ہے تو مجھے بولنا پڑتا ہے وگرنہ میں اسے ایک طرف رکھتا ہوں۔ میری کتابیں ہمیشہ سامنے رہتی ہیں۔ چونکہ وہ مجھے جواب دینے کے لیے اصرار کر رہے تھے اس لیے مجھے جواب دینا ہے۔ یہ بحث کے قواعد میں شامل ہے۔ ابھی میں نے بات مکمل نہیں کی۔ ابھی پانچ منٹ نہیں ہوئے۔

ڈاکٹر محمد نائیک:

ہم ہر کسی سے درخواست کرتے ہیں کہ درمیان میں ڈسٹرب نہ کریں۔

ڈاکٹر ذاکر:

پلیز! ڈسٹرب نہ کریں۔ دیکھیں! جب میں بات کر رہا ہوں تو کون مخل ہوتا ہے ہمیں بیس سیکنڈ اور چاہئیں کیونکہ اس سے وقت ضائع ہوتا ہے۔ آپ بخوبی جانتے ہیں جب میرا وقت ہو جائے گا میں رک جاؤں گا لیکن اگر ڈسٹرب کیا جاتا ہوں تو مزید وقت چاہوں گا۔

ڈاکٹر محمد نائیک:

اچھا ہم دیتے ہیں۔ 30 سیکنڈ میں اپنا جواب مکمل کریں۔

ڈاکٹر ذاکر:

منوسمرتی باب 5، منتر 35 میں ہے:

''آپ گوشت کھا سکتے ہیں''

رگ وید کتاب 10 دعا، 16 منتر 10 میں بھی ہے 'آپ گوشت کھا سکتے ہیں'

رگ وید کتاب 10 دعا 85 منتر 13 رگ وید کتاب 10 دعا 86 منتر 13 میں بھی یہی چیز ہے۔ مہا بھارت میں انوشاسن پرواباب 88 میں بھسمہ ہری دھستر میں اس کا ذکر ہے۔ منوسمرتی کے باب 3 کے منتر 266 سے 272 میں ہے کہ:

''اگر تم اپنے اجداد کی ارواح کو خوش کرنا چاہتے ہو تو پھلوں سبزیوں سے وہ ایک ماہ کے لیے شانت رہیں گے، مچھلی سے دو ماہ، ہرن کے گوشت سے تین ماہ، بکرے سے چار ماہ، پرندوں کے گوشت سے پانچ ماہ، دنبے سے چھ ماہ اور چتکبرے ہرن سے سات ماہ اگر سیاہ بارہ سنگھا دیتے ہو تو آٹھ ماہ، گائے سے سال بھر، بیل سے بارہ سال، بکری کے سرخ گوشت یا گینڈے کے گوشت سے وہ ہمیشہ ہمیشہ شانت رہیں گے''

لہٰذا رگ وید کے مطابق اگر آپ اپنے اجداد کی ارواح کو شانت کرنا چاہتے ہیں تو زیادہ سے زیادہ سرخ گوشت دیں (پرزور تالیوں کی گونج)

سوال: السلام علیکم! میرا نام گلفام ہے اور مسٹر زاویری سے میرا سوال ہے کہ آپ نے اپنے خطاب میں کہا ہے کہ جین دمنی پودوں کو بھی نہیں مارتے اور بھکشا مانگتے ہیں تو کیا اس طرح وہ دوسروں کو پودوں کے اتلاف پر مجبور نہیں کرتے ہیں یا وہ کیا وہ جراثیم کو مارنے سے بچنے کے لیے ماسک پہنتے ہیں؟ اور دوسرے لوگ جراثیم کو مارتے ہیں جو ماسک نہیں پہنتے؟ یہ کیا ہے؟ پلیز وضاحت کریں۔

مسٹر زاویری:

یہ بہت اچھا سوال ہے۔ میں بہت خوش ہوں اور تمام لوگوں کے سوالات میں آپ کے سوال کو سرفہرست قرار دیتا ہوں۔ جین مذہب میں ہے کہ آپ کو کسی جاندار کو مارنا نہیں چاہیے کسی کو مارنے کی اجازت

نہیں دینی چاہیے اور اگر کوئی مارتا ہے تو اس کی حوصلہ افزائی نہیں کرنی چاہیے۔ یہ تین باتیں ہیں لہٰذا اگر جین منی کو علم ہوتا ہے کہ یہ کھانا اس کے لیے تیار کیا گیا ہے تو وہ اسے نہیں لے گا۔ ان کا اصول ہے کہ وہ پوچھتے ہیں کہ کیا ان کے لیے کھانا تیار کیا گیا ہے؟ ہم کہتے ہیں: "نہیں صرف اپنے لیے چار چپاتیاں ہیں"

وہ ایک لے لے گا اور بقیہ تین پر ہم قانع و مطمئن ہوں گے۔ جین منیوں کے خیرات مانگنے کا یہ طریقہ ہے۔ وہ نہ تو کسی جاندار کو مارے گا۔ نہ مارنے کی اجازت دے گا اور نہ اس کی تشہیر کرے گا۔ پھر اگر اسے علم ہوتا ہے کہ کھانا اس کے لیے تیار کیا گیا ہے تو وہ اسے قبول نہیں کرے گا۔ مجھے خوشی ہے کہ مجھے جین منی پر روشنی ڈالنے کا موقع ملا ہے۔ میں بے حد شکر گزار ہوں اگر وقت کی قید نہ ہوتی تو میں اور مسٹر زاویری آپ سے اس موضوع پر بات چیت جاری رکھتے۔

ڈاکٹر محمد نائیک:

آخری دو سوال کیے جاسکتے ہیں۔ پانچ منٹ ہیں۔

مسٹر زاویری:

میرا خیال نہیں کہ یہ ہوگا..........

مسٹر ترویدی:

میرا خیال ہے کہ ہم ویج اور نان ویج غذا پر اس قدر گفتگو کر چکے ہیں کہ اب ہماری بھوک چمک اٹھی ہے اس لیے ہمیں اب جا کر کچھ شکم پری کرنی چاہیے اور کچھ کھانا چاہیے، لہٰذا آخری دو سوال اور پھر تقریب کے اختتام کا اعلان کر دیا جائے گا۔

ڈاکٹر محمد نائیک:

جیسا کہ مسٹر ترویدی نے کہا ہے ہم دو آخری سوالات لیں گے لہٰذا اگلا سوال مسٹر ذاکر سے، ہاں! آپ سوال کیجیے۔

سوال: السلام علیکم: ذاکر بھائی کیا نان ویجیٹیرین غذا ناقص ہے؟

ڈاکٹر محمد نائیک:

اچھا دوسرے مقررین کی جانب سے درخواست ہے۔ اب ہم سب کیا کریں اور میں کیا کروں؟ دیکھیے یہ درخواست کی گئی ہے کہ ایک یا دو لوگ ڈاکٹر ذاکر نائیک سے سوال کریں گے انہیں اس کی اجازت دی جائے۔ میری تجویز ہے کہ جب تک مقررین یہاں ہیں، انہیں سوال کرنے دیں، اس کے بعد مسٹر ذاکر جاسکتے ہیں۔ پھر اس کا موقع دوں گا میں آپ کے ساتھ ناانصافی نہیں کروں گا۔ چونکہ اس وقت وہ جانا چاہتے ہیں لہٰذا انہیں اس کی اجازت ہے، اب صرف دو افراد کو مسٹر ذاکر اور مسٹر زاویری یعنی بڑے مسٹر سے سوال

کرنے کا موقع دیں گے اس کے بعد بقیہ دو افراد کو موقع ملے گا۔ مسٹر زاویری اور مسٹر ذاکر جانا چاہتے ہیں اس لیے صرف دو لوگ سوال پوچھیں گے۔ اچھا ہم صرف اجازت دیں گے۔

سامع:

نہیں......!نہیں......!! نہیں! جناب وہ جا رہے ہیں ہمیں دو سوال پوچھنے دیں پھر وہ چلے جائیں۔

ڈاکٹر محمد نائیک:

مسٹر زاویری کی درخواست کے مطابق دو لوگ سوال کر لیں۔

سوال: ڈاکٹر حسین سے......

ڈاکٹر محمد نائیک:

ایکسلینسی! مسٹر زاویری وہ ایک صرف ایک سوال پوچھیں گے اور جواب کے لیے ایک ایک منٹ ہوگا۔

سوال: ڈاکٹر صاحب! نمستے......السلام علیکم!

ڈاکٹر محمد نائیک:

مختصر اور متعلقہ!

سوال: ڈاکٹر......! ڈاکٹر صاحب......!

ڈاکٹر محمد نائیک:

جناب کشوری صاحب مختصر اور متعلقہ۔

سوال: میرا سوال ہے کہ میں ایک فلم خانہ خدا دیکھنے گیا۔ اس میں تین دن کے سیشن تھے۔ حاجی صاحب نے صندل کی لکڑی کی کھڑاؤں پہن رکھی تھی۔ اس کے علاوہ وہ نہ لحمیاتی غذا کھا رہے تھے اور نہ بال ترشوا رہے تھے۔ وہ ایک مکمل سنیاسی اور برہمچاری کے روپ تھے۔ جب فلم ختم ہوئی تو میں نے پوچھا:

بھائی صاحب! یہ کیا یہ تین دن مکمل احتیاط برہمچاری اور سنیاسی؟

اس نے کہا: ''یہ اللہ کا گھر تھا''

میں نے کہا: ''مسلمان بھائیو! کیا ساری زمین اللہ کا گھر نہیں ہے؟ صرف وہی خانہ خدا ہے؟ ذرا تین دن اور رک جاتے......

ڈاکٹر محمد نائیک:

بھائی صاحب آپ کا سوال ذرا...... بھائی صاحب......! بھائی صاحب ہمارے چیف گیسٹ اور مقررین کو جانا ہے۔ پلیز اپنا سوال بتائیں۔

سوال: سارا سنسار اللہ کا گھر ہے۔ وہ تین دن اللہ کے گھر میں عبادت کر رہے تھے۔ کیا پوری دنیا اللہ کا گھر نہیں ہے؟ وہ پوری دنیا میں جانوروں کو مارنے سے باز کیوں نہیں رہتے؟ خصوصاً انڈیا میں؟؟ مسٹر نائیک؟

ڈاکٹر محمد نائیک:

مہمانِ خصوصی اور مقرر کی درخواست پر ہم اس سوال اور اس کے جواب کی اجازت نہیں دیں گے کہیں ہمیں......

ڈاکٹر ذاکر:

مسٹر رشمی بھائی نے بغیر باری کے ایک سوال پوچھے جانے کی اجازت دی۔ میں چیئر مین کی اجازت سے اس سوال کا جواب پیش کرنا چاہوں گا۔ کیا آپ مجھے اس کی اجازت دیں گے؟ میں بہرکیف اس پر قابو پالوں گا اور کچھ غلط پیش نہیں آئے گا۔

ڈاکٹر محمد نائیک:

اوکے! ہم اجازت دیں گے مگر...... پلیز! اختصار کے ساتھ جواب دیں۔ سوال کیا تھا؟ میں نے سنا نہیں!!

ڈاکٹر ذاکر:

میں نے سوال سنا ہے اور میں اس کا جواب دینے کا خواہاں ہوں............ (تالیاں)............ یہ بہت اچھا سوال ہے۔

ڈاکٹر محمد نائیک:

ٹھیک ہے! ٹھیک ہے! بس جلدی سے جواب دے دیں، پھر دوسرے صاحب کو بھی موقع دینا ہے۔

ڈاکٹر ذاکر:

یہ بہت اچھا سوال ہے! یہ بہت ہی اچھا سوال ہے۔ میں کسی قسم کی پریشانی پیدا نہیں کروں گا۔ میں جانتا ہوں یہاں آپ سب دیکھیئرین تشریف فرما ہیں اور میں کسی کے احساسات کو مجروح نہیں کروں گا۔ اس سے کوئی مسئلہ پیدا نہیں ہوگا۔ میں اس بات کی ضمانت دیتا ہوں کہ میں ایسی کوئی بات ہرگز نہیں کروں گا جس سے یہ سازگار فضا خراب ہونے کا امکان ہو۔ میں جانتا ہوں یہاں دونوں گروپ موجود ہیں۔ سبزی خور اور گوشت خور بھی۔ میں بڑے وثوق کے ساتھ کہتا ہوں کہ ایسا کچھ نہیں ہوگا۔ بھائی نے ایک بہت اچھا سوال پوچھا ہے۔ انہوں نے کہا کہ حاجی جب حج پر جاتے ہیں تو تین دن گوشت نہیں کھاتے۔

ڈاکٹر محمد نائیک:

یہ اسلام پر ہے۔

ڈاکٹر ذاکر: جی ہاں! بالکل یہ اسلام پر ہے۔ یہ اسلام پر ہے۔

ڈاکٹر محمد نائیک:

اسلام اس طرح کی اجازت کیوں دیتا ہے؟ نہیں انہوں نے اسلام پر ایک سوال کیا ہے۔

ڈاکٹر ذاکر:

وہ اسلام پر ایک سوال پوچھ رہے ہیں وہ جین ازم پر سوال نہیں پوچھ رہے۔ آخر مسئلہ کیا ہے؟ کیا آپ خائف ہیں کہ اس جواب سے وہ سبزی خور سے گوشت خور بن سکتے ہیں؟ میں ہرگز نہیں چاہتا کہ آپ گوشت خور بن جائیں۔ بھائی! آپ نے سوال کیا ہے کہ آپ وہاں گوشت کیوں نہیں کھاتے؟

یہ معلومات بالکل غلط ہیں۔ میں خود کئی دفعہ حج کے لیے گیا ہوں ایسی کوئی بات ہرگز نہیں ہے۔

یہ جھوٹ کس نے بولا ہے؟

کس نے آپ کو بتایا ہے کہ اس دوران ہم گوشت نہیں کھاتے؟

اصل مسئلہ یہ ہے کہ اس پاک و مقدس مقام پر آپ کسی جانور کا شکار نہیں کر سکتے۔ صرف حج کے ایام میں شکار کی ممانعت ہے لیکن جہاں تک گوشت کا تعلق ہے میں وہاں جا چکا ہوں اللہ تعالیٰ نے بارہا مجھے یہ سعادت بخشی ہے اور میں نے یہ غذا استعمال کی ہے۔ آپ کو کس نے کہہ دیا کہ گوشت ممنوع ہے؟

ہمیں اس دوران اَن سلے کپڑوں کا احرام پہننے کا حکم ہے۔ پتا ہے کیوں؟؟ اس لیے کہ حج کے فریضہ کی ادائیگی کے لیے لوگ امریکہ، کینیڈا، انڈیا، پاکستان، انڈونیشیا اور دیگر بے شمار ممالک سے آتے ہیں۔ اس احرام کی بدولت بادشاہ اور عام انسان کا فرق مٹ جاتا ہے اور ایک عام بھائی چارہ قائم ہوتا ہے۔ ہم کندھے سے کندھا ملا کر اکٹھے نماز پڑھتے ہیں۔ اکٹھے کھاتے پیتے ہیں۔ لحمیاتی غذائیں بھی کھاتے ہیں۔ آپ نے یہ بات پتا نہیں کہاں سے سنی ہے؟ یہ بات جس شخص نے بھی بتائی ہے خواہ وہ مسلم ہے یا غیر مسلم، بالکل غلط بتائی ہے۔ میں کافی دفعہ حج اور عمرے کر چکا ہوں لہٰذا یہ بات بالکل غلط ہے۔ وہاں دنیا بھر کے مسلمان جمع ہو کر عالمی بھائی چارے کی ایک مثال بن جاتے ہیں۔ تمام انسان آپس میں بھائی ہیں اور عقیدے کے لحاظ سے تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

ڈاکٹر محمد نائیک:

جی بھائی۔

سوال: مسٹر زاویری میرا سوال آپ سے ہے۔ اپنی تقریر کے اختتام پر........... پلیز! میرا یہ سوال آپ سے ہے۔ اپنی تقریر کے اختتام پر آپ نے چرندوں اور درندوں کے سولہ امتیازات گنوائے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ سامعین میں سے انہیں کوئی بھی نہیں جانتا مگر جس طرح آپ نے ان امتیازات کو بیان کرنے

میں زور لگایا ہے۔ اس سے لگتا ہے کہ انسان بھی 'چرندہ' ہے اس لیے ہمیں صرف سبزی خوری ہی رہنا چاہیے۔ میرا خیال ہے کہ میری سمجھ میں تو یہی کچھ آسکا ہے۔ ڈاکٹر ذاکر نے بھی کچھ نکات بیان کیے ہیں۔ اب مسٹر ذاکر اور مسٹر زاویری! میں پیشے کے لحاظ سے میڈیکل کا طالب علم نہیں ہوں بلکہ ایک انجینئر اسٹوڈنٹ ہوں اور میں نے صرف جماعت دہم تک بیالوجی پڑھی ہے۔ اس کے بعد مجھے کچھ معلومات اِدھر اُدھر سے حاصل ہوئی ہیں۔

مسٹر زاویری: پلیز سوال کیجیے!

سوال: یہاں کچھ نکات ہیں جن پر مجھے آپ کا تبصرہ چاہیے آپ نے فرمایا ہے کہ Pytalen ایک سلائیوا ہے جو پرندوں اور درندوں میں موجود ہے اور انسان میں بھی یہ سلائیوا پایا جاتا ہے۔ پھر آپ نے کہا کہ چرندے اپنا کھانا ہضم کرنے کے لیے جگالی کرتے ہیں اور اپنے جبڑے ہلاتے ہیں مگر میں نے کسی انسان کو جگالی کرتے نہیں دیکھا۔

مسٹر زاویری:

یہ آپ کا سوال.......... اگر آپ سوال کرنا چاہتے ہیں تو میں اس کا خیر مقدم کروں گا مگر دیکھیے یہ لیکچر سیشن نہیں ہے۔ براہِ کرم جو سوال آپ کے ذہن میں ہے وہ کریں ہم آپ کے تاثرات سننے کے لیے یہاں نہیں کھڑے۔ اس لیے براہِ راست اپنا سوال پیش کریں۔ میں بڑی خوشی سے آپ کے سوال کا جواب دوں گا۔ مسٹر ترویدی نے جانا ہے اور مجھے بھی کہیں اور جانا ہے اور اس جواب کے بعد ہم روانہ ہو جائیں گے۔

ڈاکٹر محمد نائیک:

ایکسکیوزمی! آپ صرف تین یا چار جملوں میں سوال کریں۔

سوال:..... آپ کو گوشت خور اور سبزی خور جانوروں میں فرق بتانے کی کیا ضرورت تھی؟ اس کے ذریعے آپ کیا ثابت کرنا چاہتے تھے؟

مسٹر زاویری:

جی! یہ بڑی فطری سی بات ہے کہ انسانی اعضاء اور سبزی خور جانوروں کے اعضاء کے نام ایک جیسے ہیں اب یہ سامعین پر منحصر ہے کہ وہ میری بات سے اتفاق کرتے ہیں یا نہیں۔ اگر اتفاق کرتے ہیں تو بہت خوب اور اگر اختلاف کرتے ہیں تب بھی بہت اچھا۔ یہ کہنے والا میں کون ہوتا ہوں کہ آپ اِس نکتے یا اُس نکتے پر لازمی اتفاق کریں۔

جو کچھ میں نے کہا وہ سائنسی حقائق ہیں اور ان کے ثبوت و دلائل موجود ہیں۔ اب یہ سننے والے پر منحصر ہے کہ وہ اس سے اتفاق کرتا ہے یا نہیں۔ اب انسان سو فیصد ایک 'سبزی خور' جسے بعض حالات نے گوشت خور

بنا دیا ہے۔ اسلام کے بارے میں بھی ہمارے ذہنوں میں بہت سے ابہام ہیں جنہیں جناب ڈاکٹر ذاکر نائیک نے بڑی خوش اسلوبی سے دور کیا۔ آج صبح جب میں یہاں آیا تو بے حد خوش تھا۔ بہت سی چیزیں جو ہمارے خیال میں اسلام میں تھیں۔ ان کی وضاحت ہوگئی اور میں اس سلسلے میں اسلام ریسرچ فاؤنڈیشن کا شکرگزار ہوں۔ میں رشبھ فاؤنڈیشن اور مسٹر سلیشا کا بھی شکرگزار ہوں جنہوں نے ہمارے لیے وقت نکالا۔ اب چونکہ کئی اور جگہوں پر بھی مصروفیات ہیں۔ ہم اجازت چاہیں گے۔ آپ سب کا بے حد شکریہ!!

ڈاکٹر محمد نائیک:

مسٹر بڑے..........! مسٹر بڑے......!! میں معذرت چاہتا ہوں آپ نے سوال کرنے کا موقع دینے کی درخواست کی تھی۔ ہم نے اس درخواست کو منظور کیا۔ لہٰذا اب آخری سوال رہ گیا ہے جب وہ ہو جاتا ہے تو آپ چلے جائیے گا۔ مستورات کی تعداد کم ہے اور میرا خیال ہے کہ آخری سوال ہو ہی جانا چاہیے۔ اس کے بعد ہرے اوم.............. ہندو بھائیوں کو اور ساتھ ہی اختتام۔

ڈاکٹر محمد نائیک:

ارے ہاں! آخر میں جب ہم اس سیشن کا نتیجہ اخذ کریں گے تو آپ ڈاکٹر ذاکر نائیک کی گفتگو سن سکیں گے۔ اگر آپ دونوں حضرات اس سوال کا جواب اور آخر میں سیشن کا جائزہ سننا چاہتے ہیں تو آپ ٹھہر سکتے ہیں بقیہ لوگ جا سکتے ہیں۔

سوال: ہندو بھائیوں کو...... ہرے اوم...... جے جین اندرا جینی بھائیوں کو اور...... مسلمان بھائیوں کو السلام علیکم!

ڈاکٹر محمد نائیک:

وعلیکم السلام!

سوال: ڈاکٹر ذاکر سے درخواست ہے۔ آپ کے 20 سوالات کے جوابات میرے پاس ہیں مگر وہ بھی مجھے اس کی اجازت نہیں دیں گے۔ براہِ کرم مجھے کسی اور وقت موقع دیں آپ کو ان 20 سوالات کے مدلل جوابات ملیں گے۔

آپ کہتے ہیں کہ تمام مذاہب اللہ کو مانتے ہیں۔ اللہ عظیم ہے۔ اب اس کے احکامات کی پیروی بھی ضروری ہے۔ اللہ کے احکامات کیا ہیں۔ سیدھی سی بات ہے کہ جب بھگوان نے ہمیں تخلیق کیا ہے تو انہوں نے ہمارے لیے ویواستا بھی کیا۔

ڈاکٹر محمد نائیک:

جناب......! جناب......! سوال...... دیکھیے......

سوال:...... میں ایک لیکچر نہیں دے رہا......

ڈاکٹر محمد نائیک:

میں اسی اصول کو قائم رکھوں گا جو آخری مقرر تک لگایا گیا تھا۔ اپنا سوال پانچ جملوں میں مکمل کریں اور یہ بات ذہن میں رکھیں کہ ڈاکٹر ذاکر اور مسٹر زاویری پس منظر سے آگاہ ہیں۔ اپنا سوال پوچھیے ۔ زیادہ سے زیادہ چھ فقرے بس!

سوال: میں آپ سے صرف سوال ہی پوچھ رہا ہوں۔ تو بھگوان نے ہمارے لیے جو بھی کچھ دیا ہے وہ کسی قاعدے اور قانون کے تحت دیا ہے جیسا کہ ہم سب کے لیے سب سے ضروری چیز ہوا ہے جو بڑی وافر مقدار میں موجود ہے۔ اس کے بعد پانی کا نمبر آتا ہے۔ آپ جہاں بھی جائیں پانی موجود ہوتا ہے۔ اب ایک اور چیز ہے غذا! اب میں سوال کی طرف آتا ہوں غذا! بھگوان نے ہمیں غذا دی ہے۔ کشمیر جنت ہے۔ وادیٔ ایمان ہے۔ ہمارے لیے کشمیر میں غذا اس علاقہ کے مطابق ہے۔ کشمیر میں ہمارے لیے بادام ہیں! پستہ ہے! کاجو ہے!
یہ چیزیں وہاں ضروری ہیں...... ایک سیکنڈ......! راجستھان جائیں وہاں کے درجہ حرارت کے مطابق آپ کو خربوزہ ملے گا! تربوز ملے گا!
یہاں ہمارے لیے...... ایک سیکنڈ......! میں سوال کی طرف ہی آرہا ہوں۔ یہاں ہمارے لیے حلوہ بنا کر کیلے کے درختوں پر رکھ دیا جو آسانی سے دستیاب ہوتا ہے وہ اس نے ہمیں بکثرت دیا ہے۔ جو کچھ اس نے دیا ہے بکثرت اور ارزاں ہے۔ اس نے یہ نہیں کہا کہ یہ نہ لینا! یہ منع ہے!
کیا اس نے اسے مہنگا بنایا ہے؟ تو کیا ہم اللہ کے قانون کی پابندی کر رہے ہیں؟

ڈاکٹر محمد نائیک:

جناب آپ کا اس موضوع سے متعلق سوال کیا ہے؟
ڈاکٹر ذاکر: بہت اچھے...... ! بہت خوب...... ! بہت......
سوال: وہ اسے سمجھ گئے ہیں۔

ڈاکٹر ذاکر:

میں سوال سمجھ گیا ہوں۔ بہت طویل مگر اچھا سوال ہے۔ دیکھیے میں اس شعبے سے متعلق ہوں اور میں سوال اخذ کر سکتا ہوں۔ آپ کے پہلے حصے کے مطابق آپ تمام 20 سوالات کے جوابات دے سکتے ہیں۔ اس شعبے میں میرے بہت سے شاگرد ہیں۔ اگر آپ چاہیں تو ان میں سے کسی کے ساتھ، کسی بھی دن اور کسی بھی وقت مناظرہ کر سکتے ہیں کون سے دن......؟ اگلے اتوار مناظرہ ہوگا لیکن مجھ سے نہیں میرے شاگرد سے! اگلے اتوار......!

سوال:......میں کسی کو بھی جواب دے سکتا ہوں۔

ڈاکٹر ذاکر:

اگلے اتوار......!

سوال:......کسی کو بھی......

ڈاکٹر ذاکر:

اگلے اتوار کو۔

سوال:......کسی کو بھی جواب......!

ڈاکٹر ذاکر:

اگلے اتوار......اوکے! طے پا گیا۔ اگلے اتوار کو آپ مدعو ہیں۔ آپ کا نام کیا ہے بھائی؟ بھائی! آپ کا نام؟

سوال:......تمام معلومات فراہم کر دی جائیں گی۔

ڈاکٹر ذاکر:

مسٹر بڑے! ساڑھے دس بجے صبح IRF پہنچیں گے۔ اتوار کو اسی انداز سے بحث ہو گی۔ میرا شاگرد اس طرح کے موضوع یا کسی بھی موضوع پر مناظرہ کرے گا......(تالیاں)

ان کے سوال کی طرف آتے ہیں۔

انہوں نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہوا، روشنی اور پانی مہیا کیا ہے اور ہر چیز وافر مقدار میں آسانی سے دستیاب ہے لہٰذا ان چیزوں کا رُخ کیوں کیا جائے جو کافی مشکل اور گرانی سے حاصل ہوتی ہیں۔ بہت اچھا سوال ہے۔ آپ نے مسٹر زاویری کی بات کی طرف اشارہ کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ سبزیاں دور دراز مقامات تک پہنچائی جانی چاہئیں (**نوٹ**: سبزی کو محفوظ کرنا یا رکھنا گوشت کی نسبت مہنگا اور مشکل ہے۔ گوشت تو صحرائی علاقوں میں خشک کر کے بھی استعمال میں لایا جاتا ہے۔ عرفان احمد خان) آپ ان کی طرف اشارہ کر دیتے کہ ان کے مطابق ریگستانوں میں بھی سبزیاں پہنچائی جانی چاہئیں۔ آپ انہیں بتایئے! میں نے نہیں بتایا! اب کہتا ہوں کہ اگر سبزی میسر ہو تو استعمال کریں، اگر جانور میسر ہیں تو حلال جانور جائیں۔ آپ کو یہ سوال تو ان سے کرنا چاہیے تھا مجھ سے نہیں۔

پہلا نکتہ! آپ کو آسانی سے دستیاب غذا لینی چاہیے جو حلال بھی ہو، ہمیں مہنگی خوراک استعمال نہیں کرنی چاہیے۔ آپ نے مجھے جو کچھ بتایا ہے یہ بالکل ایسے ہی ہے جیسے میں کسی امیر و متمول شخص سے کہوں:

آپ ناری مین پوائنٹ پر کیوں رہتے ہیں؟

آپ جانتے ہیں ناری مین پوائنٹ پر ایک مربع فٹ جگہ کی مالیت 25000 روپے ہے' میرا روڈ' پہ اتنی

جگہ صرف 1000 روپے میں مل سکتی ہے۔ وہاں آجاؤ!

جب ایک امیر آدمی ایک اچھے فلیٹ کی اچھی رقم دے سکتا ہے تو ایک اچھی غذا خریدنے کے لیے وہ اور زیادہ رقم خرچ کرسکتا ہے تو آپ اسے کیوں روکتے ہیں؟

پروٹین، آئرن اور مختلف حوالوں سے مویشیائی لحمیاتی غذا زیادہ بہتر ہے۔ یہ اعلیٰ معیار کی غذا ہے لٰہذا اگر ایک امیر آدمی اس کی استطاعت رکھتا ہے تو آپ اسے کیوں روک رہے ہیں؟ اگر آپ اس کی استطاعت نہیں رکھتے ہیں تو آپ سبزیاں کھائیں۔ میں آپ کو نہیں روکتا۔ میرا خیال ہے سوال کا جواب ہوگیا۔ (تالیاں)۔

ڈاکٹر محمد نائیک:

بے حد شکریہ! ہم اس سوال کے جواب کی اجازت نہیں دیں گے۔ مسٹر زاویری اجازت چاہتے ہیں وہ تھک چکے ہیں۔ ہم ان کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے انہیں رخصت ہونے کی اجازت دیتے ہیں لیکن ان کی روانگی کے بعد جو لوگ سوال کرنا چاہتے ہیں انہیں اس کا موقع دیا جائے گا کیونکہ میں اس کا وعدہ کر چکا ہوں مسٹر دھن راج سلیشا کا بے حد شکرگزار ہوں۔ اب جو حضرات آخری دو سوال اور ان کے جواب سننا چاہتے ہیں بیٹھ سکتے ہیں اور جو تشریف لے جانا چاہتے ہیں وہ بخوشی جاسکتے ہیں۔

سوال: ایکسکیوزمی خواتین کی جانب سے ایک سوال، ہیلو! یہ مائیک کام نہیں کر رہا۔

ڈاکٹر محمد نائیک:

میٹنگ رسمی طور پر اختتام پذیر ہوگی اور اس کے بعد صرف دو سوالات کی اجازت دی جائے گی۔

سوال: ہیلو! ہیلو! ایکسکیوزمی! خواتین کی جانب سے مسٹر ذاکر کے لیے یہ آخری سوال ہے۔

ڈاکٹر محمد نائیک:

ہیلو! ہم اجازت دیں گے۔ اب ہم...... اچھا اس کے بعد، دو حضرات اور ایک سوال خواتین کی جانب سے اور کوئی نہیں اچھا، اچھا، ایک، دو، تین، چار سوال ہوں گے۔ ایکسکیوزمی! مسٹر ترویدی کافی تھک چکے ہیں۔ صرف دو افراد کو سوالات کا موقع ملے گا۔ پھر اس کے بعد باقاعدہ اختتام کے بعد چار سوالات ہوں گے۔ اب مہمانوں کا شکریہ ادا کیا جائے گا۔

ڈاکٹر محمد نائیک:

اب ہم باقی چار سوالات لیں گے۔ مہمان خصوصی مسٹر ترویدی اور مسٹر زاویری معذرت کر چکے ہیں۔ دیگر احباب میں سے جو یہ سوالات اور ان کے جوابات سننا چاہتے ہیں یہاں تشریف فرما رہ سکتے ہیں۔ رسماً پروگرام کا اختتام ہو چکا ہے۔ مہمانوں کے رخصت ہوتے ہی ایک منٹ کے اندر اندر ان غیر رسمی سوالات کا سلسلہ شروع کر دیا جائے گا۔ یہ سوالات اس وقت کے عوض ہیں جو میرے یا دیگر لوگوں کے مخل ہونے کی وجہ سے

ضائع ہوا۔ معزز حضرات و خواتین ہم سوالات شروع کرنے والے ہیں۔ تو بھائی آپ بسم اللہ کیجیے۔ جی بھائی!

سوال: میرا سوال ہے کیا مویشیائی یا نان ویج غذا، غذائیت کے لحاظ سے ناقص ہے؟

ڈاکٹر ذاکر:

بھائی نے بہت اچھا سوال پوچھا ہے کہ کیا نان ویج غذا غذائیت کے لحاظ سے ناقص ہے؟ ہاں! کسی حد تک اور اس سے بالکل انکار کرنا مناسب نہیں ہوگا۔ میں کوئی متعصب نان ویجیٹیرین نہیں ہوں۔ اس میں کاربوہائیڈریٹ اور وٹامن سی کی کمی ہوتی ہے لیکن یہ سبزیوں میں آسانی سے دستیاب ہے۔ نان ویجیٹیرین، پھل اور سبزیاں بھی استعمال کرتے ہیں جن میں وٹامن سی وافر مقدار میں پایا جاتا ہے۔ آپ اپنی غذا کو بھرپور بنانے کے لیے پھل استعمال کر سکتے ہیں۔ جہاں تک نان ویج غذا کا تعلق ہے اس میں اعلیٰ معیار کی پروٹین وافر مقدار میں ہوتی ہیں۔

اس میں مکمل پروٹین کے ساتھ ساتھ ضروری ایسڈ بھی ہوتے ہیں اور آئرن بھی۔ ان میں سے ایک اچھی غذا انڈا ہے جس کے خلاف ہمارے مقرر نے بہت کچھ کہا ہے۔ انڈے میں چھ گرام پروٹین ہوتی ہے۔ ایک بڑے انڈے میں، سفید انڈے میں یہ نصف حصے پر مشتمل ہوتی ہے، اسی لئے سفید انڈہ پروٹین کے لیے عمدہ خیال کیا جاتا ہے۔ اس میں ضروری امائنو ایسڈز بالکل صحیح مقدار میں ہوتے ہیں۔ انڈے میں Riboflavin، وٹامن ڈی، آئرن، فلورین، وٹامن بی 12 اور وٹامن ای موجود ہوتے ہیں۔ غذاؤں میں انڈا واحد غذا ہے جس میں وٹامن ڈی موجود ہے۔

انڈا اکمزور اور بیمار افراد کو دیا جاتا ہے جو لوگ ابھی ابھی بستر علالت سے اٹھے ہیں ان کے لیے انڈا بہت موزوں ہوتا ہے۔ آپ جانتے ہیں کیوں؟ اس میں ہر ضروری جزو ہوتا ہے اور یہ نہایت آسانی سے ہضم بھی ہو جاتا ہے۔ انہوں نے انڈے کے خلاف بہت کچھ کہا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس میں عام ضروری غذائی اجزاء مناسب مقدار میں ہوتے ہیں اور پھر ایک بڑے انڈے سے صرف 70 کیلوریز حاصل ہوتی ہیں۔ اس کے علاوہ بھی بہت سی غذائیں ہیں جن میں مناسب امائنو ایسڈ ہوتے ہیں جو کہ سبزیوں میں نہیں ہوتے۔ اگر ہمیں تمام غذائی اجزاء درکار ہوں تو ہم سبزیاتی غذا استعمال کرتے ہوئے کیا کریں گے؟ ایک شخص ویجیٹیرین رہتے ہوئے یہ تمام غذائی اجزاء کیسے حاصل کر سکتا ہے؟ اس کے لیے اسے مخصوص غذا اور سبزیوں کا انتخاب کرنا پڑے گا۔ اگر ایک سبزی میں امائنو ایسڈ نہیں ہیں تو دوسری سبزی منتخب کرنا ہوگی جس میں یہ ایسڈ موجود ہو۔ اگر وہ صحیح تناسب کا انتخاب کرتا ہے، اس پر کاربند رہتا ہے تو وہ صحت مند رہے گا، جبکہ لحمیاتی غذا میں صرف غذا استعمال کریں اور تمام غذائی اجزاء آپ کو نہایت مناسب انداز میں ملیں گے۔ امید ہے آپ کو جواب مل گیا۔

ڈاکٹر محمد نائیک:

جی بھائی......!

سوال: میرا نام بابو بھائی زادیری ہے، ڈاکٹر ذاکر نائیک نے اپنی تقریر میں ڈاکٹر ڈین آرنش کے متبادل ماہرین کے نام پیش کیے ہیں جبکہ ڈاکٹر ڈین آرنش شعبے کے ماہر جانے جاتے ہیں اور خصوصاً دل کی بیماریوں کے متعلق انہوں نے کافی کام کیا اور اس وقت ان کا نام ایک سند مانا جانے لگا ہے۔ امریکی صدر نے بھی ان کی خدمات کا اعتراف کیا ہے اور اسے امریکہ میں شعبہ صحت کا مشیر مقرر کیا ہے۔ اب نصابی کتب میں بھی ان کی یہ تحریریں شامل ہو چکی ہیں کہ سبزیاتی غذا سے دل کی بیماری کا کیسے سدباب کیا جا سکتا ہے۔ اس خوراک کا تجربہ خود ڈاکٹر ڈین آرنش نے بھی کیا ہے اور یہ خوراک سبزیوں اور پھلوں پر مشتمل ہے۔ اب میں ڈاکٹر ذاکر نائیک سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جب انہوں نے دیگر طبی ماہرین کا تذکرہ کیا ہے تو وہ ڈاکٹر ڈین آرنش کی تحقیق کے بارے میں کیا کہیں گے جنہوں نے بائی پاس کے بغیر ہزاروں مریضوں کو صحت یاب کر دیا ہے؟

ڈاکٹر ذاکر:

بھائی نے ایک بہت اچھا اور متعلقہ سوال کیا ہے کہ میں ڈاکٹر ڈین آرنش کے بارے میں کیا کہتا ہوں جو بہت مشہور ڈاکٹر ہیں اور جنہوں نے کہا ہے کہ دل کی بیماری صرف سبزیاتی غذا سے ٹھیک ہو سکتی ہے۔ میں اس سے اتفاق کرتا ہوں لیکن کیا اس سے نان ویج غذا کی ممانعت ثابت ہوتی ہے؟ کیا آپ شوگر Diabetes Maltetse کے بارے میں جانتے ہیں۔ اگر یہ بیماری کسی شخص کو ہو تو آپ کو ڈاکٹر ڈین آرنش سے یہ کہلوانے کی ضرورت نہیں کہ اگر اس نے نان ویج غذا نہ لی یعنی گائے یا کسی اور جانور کے لبلبے سے تیار شدہ انسولین نہ لی تو اسے موت کے منہ میں جانے میں زیادہ دیر نہیں لگے گی۔ تو اگر ایک نان ویج غذا شوگر کا علاج کر سکتی ہے جو سبزی اور پھلوں سے حاصل نہیں ہوتی تو اس سے سبزیاں اور پھل ممنوع نہیں ہو جائیں گے۔ میں ڈاکٹر ڈین آرنش کی اس بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ سبزی اور پھلوں کے استعمال سے دل کی بیماری کا علاج کیا جا سکتا ہے۔ میں بالکل اتفاق کرتا ہوں مگر جو کچھ مسٹر رشمی بھائی نے کہا کہ ڈاکٹر ڈین آرنش کہتے ہیں کہ گوشت کی ممانعت ہونی چاہیے تو میں اسے دل کے مریضوں کی حد تک قبول کر سکتا ہوں۔ میں اتفاق کرتا ہوں۔ لوگ اختلاف کر سکتے ہیں۔ ڈاکٹر اختلاف کر سکتے ہیں۔ مگر اسے ایک عام اصول بنا لینا درست نہیں ہے۔ اگر یہ درست ہے تو امریکہ نان ویج غذا کو بین کیوں نہیں کر دیتا؟ ڈاکٹر ڈین آرنش امریکہ کے مشیر ہیں تو حکومت ان سے یہ مشورہ کیوں نہیں لیتی اور وہ حکومت کو یہ مشورہ کیوں نہیں دیتے کہ نان ویج غذا کو ممنوع قرار دے کر اس پر پابندی لگا دی جائے۔ اس کے علاوہ تحقیق کیا ہے مجھے تو شک ہے کہ ڈاکٹر ڈین آرنش نے خود ہی تحقیق کر کے خود سے ہی نان ویج کو 'بین' کر دیا ہو۔ کیا آپ مجھے ان کا بیان دکھا سکتے ہیں جس کے تحت انہوں نے نان ویج غذا کو بیان کیا ہے؟ میں چیلنج کرتا ہوں آپ کو چیلنج کرتا ہوں کہ آپ مجھے ان کا بیان دکھائیں۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ انہوں نے دل کے مریضوں کو اس کی ممانعت کی ہو۔ پھر مزید ماہرین بھی ہیں۔ میں نے ڈاکٹر

ولیم کا ذکر کیا ہے، ٹی، جروس اور ڈاکٹر کے جیری اور دیگر بہت سوں کا حوالہ دیا ہے مگر پھر بھی میں ان کی اس بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ یہ دل کے مریضوں کے لیے بہتر ہے مگر اسے عام اصول کے طور پر پیش نہیں کیا جاسکتا ہے۔ میرے ذہن میں یہ بات بالکل واضح ہے۔ امید ہے آپ بھی اس وضاحت سے مطمئن ہوں گے۔

ڈاکٹر محمد نائیک:

جی بہن! آپ سوال کریں۔

سوال: اگر چہ ڈاکٹر ذاکر نائیک سائنسدان اور ڈاکٹر بھی ہیں لہٰذا میں ان سے وضاحت چاہوں گی کہ پندرہ سالہ کلینک ٹرائل..........

ڈاکٹر محمد نائیک:

میں آپ کا سوال سمجھ نہیں پایا! کیا آپ دوبارہ بتانا پسند فرمائیں گی۔

سوال: میری لینڈ امریکہ میں نیشنل کینسر ریسرچ انسٹیٹیوٹ میں پندرہ سالہ کلینک ٹرائل میں بتایا گیا ہے کہ سرخ گوشت کینسر اور دیگر بیماریوں کا باعث بنتا ہے۔ کیا آپ اس پر روشنی ڈال سکتے ہیں؟ شکریہ!

ڈاکٹر ذاکر:

بہن نے کسی ہسپتال میں پندرہ سالہ ''ریسرچ'' کی بات کی ہے اور میں پھر یہی بات دہراؤں گا کہ ریسرچ ایک فیکٹ نہیں ہوتا۔ Fact اور Research میں بہت فرق ہوتا ہے لیکن میں اس ریسرچ سے بھی اتفاق کر لیتا ہوں۔ میں نے اور یہ دیگر کئی ریسرچ ورکس کا مطالعہ کیا ہے اور ان کے مطابق ہے کہ نان وتیج غذا کی کثرت سے کینسر کی بیماری لاحق ہوسکتی ہے۔ جس گوشت میں غذائیت کم اور فائبر زیادہ ہو تو کبھی بھی وہ کینسر پیدا نہیں کرے گا اور اگر اسے زیادہ گوشت خوری سے مربوط کر دیا جائے تو اگر فائبر کم ہوں تو آپ سبزیاں استعمال کر کے اس پر قابو پا سکتے ہیں۔ اگر آپ گوشت زیادہ کھائیں اور اس کے ساتھ سبزیاں اور پھل نہ کھائیں تو اس سے کینسر ہوسکتا ہے جسے Cancer of Colon کا نام دیا جاتا ہے۔ اگر آپ متوازن انداز میں خوراک لیتے ہیں Red Meat کسی طور بھی کینسر کا باعث نہیں بنے گا۔ جہاں تک کھانے میں زیادتی کی بات ہے تو قرآن عظیم نے زیادتی سے منع کیا ہے اور جو لوگ قرآن پاک کی اس بات کے خلاف جا رہے ہیں انہیں بیماریوں سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ اس سے مراد یہ نہیں ہے کہ یہ نان وتیج غذا کا نتیجہ ہے، اس لیے اس غذا کو ممنوع قرار دینا چاہیے۔ میرا خیال ہے سوال کا جواب ہوا۔

واخر دعوانا عن الحمد للہ رب العالمین۔

ڈاکٹر محمد نائیک:

تھینک یو ویری مچ! جزاک اللہ خیراً، آج اتوار کی صبح ہمارے ساتھ گزارنے اور اس مباحثے میں حصہ لینے پر ہم آپ کے شکر گزار ہیں۔ انشاء اللہ العزیز! ہم آپ سے رابطہ رکھیں گے۔ اللہ حافظ!

ڈسٹری بیوٹر

دُعا پبلی کیشنز

هیڈ آفس: 25 سی لوئر مال لاہور۔ فون: 042-7325418

شو روم: الحمد مارکیٹ اُردو بازار لاہور۔ فون: 042-7233585

Rs: [illegible]